بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولیٰ کی نوازشِ نہاں کھلتی ہے
عزّت مری پیشِ قدسیاں کھلتی ہے
کہہ دو کہ مَلَک گوش بر آواز رہیں
مدّاحِ پیمبر کی زباں کھلتی ہے

(محسن کاکوروی ؒ)

حضرت حسنؓ اور حسینؓ کے نام

لوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

(اقبالؒ)

نئی صدی نئی نعت

(اکیسویں صدی کی پہلی دہائی میں اردو نعت)

(انتخاب)

خورشید ربانی

اس کتاب کے جملہ حقوق مرتب کے پاس محفوظ ہیں۔

نام کتاب	:	نئی صدی نئی نعت
مرتب	:	خورشید ربانی
اشاعت	:	2013
تعداد	:	پانچ سو
کمپوزنگ	:	محمد عابد
ناشر	:	
قیمت	:	غیر مجلد: روپے
		مجلد: روپے

فہرست

مقدمہ	خورشید ربانی
آصف ثاقب	اُن کے احساس سے میں زخم نما ہو جاؤں
آفتاب کریمی	ہر وقت تصور میں سرکارؐ کا روضہ ہو اے کاش کہ ایسا ہو
ابرار عقیل	پڑا پر تو تمہارا آن وایں پر
ابرار سالک	کوئی منظر ہو تُو ہی جلوہ نما لگتا ہے
ابوالخیر کشفی	اس رحمتِ عالمؐ کی عطا سب کے لیے ہے
احسان اکبر	ہجرِ شہِ طیبہ میں رونا بھی چھپانا بھی
احمد رضا راجا	میرے آنگن میں نقشِ قدم آپؐ کا
احمد شہباز خاور	یہ جو ہونٹوں پہ ثنا روشن ہے
احمد صغیر صدیقی	نظروں میں بسی ہے کسی مہتاب کی صورت
احمد فرہاد	جادۂ شہرِ شفق ایسے نظر میں رکھا
احمد محمود الزماں	ہے شان دو عالم کی، ترے نام کی خوشبو
احمد ندیم قاسمی	ہر ایک پھول نے مجھ کو جھلک دکھائی تری
اختر رضا سلیمی	کوئی آپ سا نہیں
اختر سعیدی	رسائی چاہتے ہو گر خدا تک
اختر عثمان	دربارِ ہنر مآب میں تھا
اختر ہوشیار پوری	آئے ہیں لے کے پھول درِ مصطفیٰؐ سے ہم
اخلاق احمد اعوان	تمہارے ہاتھ میں اصل شفا سے بڑھ کر ہے
ادریس آزاد	رتبہ خدا کے بعد بھلا کیا کسی کا ہے
ادریس بابر	لوحِ جبیں پر حرفِ تمنا روشن ہے
ادیب رائے پوری	خدا کا ذکر کرے ذکر مصطفیٰؐ نہ کرے
ارشاد شاکر اعوان	رفعتیں دو جہاں کی تمام اک طرف
ارشد محمود ناشاد	وہ کیا جہاں ہے جہاں سب جہاں اترتے ہیں
اسلم کولسری	ہلکی سی حرارت پوروں کی، چُن لیتی درد جہانوں کے

اشرف کمال	لبوں پہ جاری درود وسلام ان کا ہے
اطہر شاہد	تمام اشک دعا تھے قبول ہوتے رہے
اظہر فروغ	یہ مرحلہ طلب ہے کا نصیب کا نہیں ہے
اعجاز رحمانی	وہی ابد کے دیے ہیں وہی ازل کے چراغ
اعزاز احمد آذر	اے سیدِ لولاک
افتخار عارف	دل ونگاہ کی دنیا نئی نئی ہوئی ہے
افضال احمد نور	عام بیداریٔ مسلم کا نشاں ہو جائے
افضل گوہر	لہو کا ذائقہ جب تک پسینے میں نہیں آتا
اقبال حسین	مدینے جا کے وہاں سے نہ آنے والا ہے
اقبال ندیم	مرے ہونٹوں پہ نامِ مصطفیٰؐ ہو
الطاف اشعر	جوانؐ سے باخبر ہوتا گیا
الطاف صفدر	دیرِ غزل جو نعت کے کعبے میں ڈھال دے
الیاس بابر اعوان	آنکھوں میں بسا ہے رخِ زیبائے محمدؐ
امجد اسلام امجد	جل اٹھے ہیں نگاہوں میں کتنے دیے اک ترے نام سے
امین راحت چغتائی	وہ رنگِ گلستاں، وہی آثارِ بہاراں
انجم نیازی	قصیدہ (اقتباسات)
انیل چوہان	مُعیّن جو ہوئی راہِ ہدایت آپؐ کی آقاؐ
ایاز صدیقی	بندگی میں ہو ذاتِ خدا سامنے
باصر سلطان کاظمی	ارادہ حمد لکھنے کا تھا
بشیر احمد مسعود	دُرُودوں میں، ثناؤں میں، بہت شاداں گزرتا ہے
بشیر حسین ناظم	مجھ کو توصیفِ پیمبر پہ مقرر رکھا
بیدل حیدری	اُس کی مسافرت کا زمانہ بھی روشنی
پروین جاوید	درِ رسولؐ سے کب خالی ہاتھ آتے ہیں
تابش دہلوی	غمِ زندگی سے فراغت ملی ہے
تنویر پھول	ہے رضائے رب کا موجب مدحتِ خیر البشرؐ
توصیف تبسم	یہ عالمِ خواب ہے کہ حالت شعور کی ہے
توقیر تقی	جادۂ لطف مسافر سے جو ہم فاصلہ تھا

ثناءاللہ ظہیر	اک قبا سارے زمانے سے جدا پہنی ہے
جاوید دانش	تری رحمتوں کا سہارا نبیؐ جی
جلیل عالی	دل شاد ہیں ہر درد کی شدّت سے زیادہ
جنید آذر	ترے قدموں سے روشن ہو رہی ہے
حافظ عبدالغفار حافظ	کوئی کہیں سے چھیڑے افسانہ زندگی کا
حافظ نور احمد قادری نورؔ	تقاضائے محبت ہے، اُنھیؐ کی آرزو کرنا
حامد یزدانی	دربارِ رسولؐ کو چلا ہے
حسن زیدی	زاہد کا جہاں اور ہے عاشق کا جہاں اور
حسن عباسی	دل ہے تاریک اُسے نور کا ہالہ کر دے
حسین سحر	شہرِ طیبہ کی ہوا آہستہ چل
حفیظ تائب	وہ نورِ جاں افق آرا ہوا ہے
حلیم قریشی	آپؐ کے شہر کو جانے کی جسارت کرتے
حنیف اخگر	اپنی سوئی ہوئی قسمت کو جگاتے جاتے
حنیف نازش قادری	زائرِ کوئے جناں، آہستہ چل
خالد احمد	تُو نے ہر شخص کی تقدیر میں عزت لکھی
خالد اقبال یاسر	مرید، تکیہ نہ درگاہ چاہیے ہے مجھے
خالد علیم	ہر ایک سے رُتبہ ترا بالا، شہِ والاؐ
خالد مصطفیٰؐ	لفظ چرخِ سُخن سے اُترتے رہے نعت ہوتی رہی
خاور احمد	جیسے بھی گھرانے میں ہوتا
خرم خلیق	مینار ہیں گنبد ہیں ہر شہر کی رعنائی
خورشید بیگ میلسوی	جب تصور میں ترا گنبدِ خضرا باندھا
خورشید ربانی	ازل، ابد کی کہانی، حضورؐ جانتے ہیں
خورشید رضوی	لمسِ احمدؐ کے لیے چشم برہ زنگ آلود
دانیال طریر	نعت سوغات
دلاور علی آذر	بخشا ہے اس نگاہ نے ایسا یقیں مجھے
دوست محمد محبّ	محمدؐ مصطفےٰؐ کا نام نامی
ذکی عثمانی	درود پڑھتا رہے گا پیہم دھڑک دھڑک کر یہ بے زباں دل

راجا رشید محمود	ممدُ وحِ انس وجاں ہے کہاں آپؐ کے سوا
راحل بخاری	تکوینِ کائنات کا عنوان آپؐ ہیں
راغب مراد آبادی	جب بھی میں سرورِ کونین کی مدحت لکھوں
رانا سعید دوشی	گنبدِ خضرا تک آہوں کو رسائی مل جائے
رحمان حفیظ	بے بضاعت ہوں مگر نعتِ نبی لکھی ہے
رشید امین	ایقان ملا انؐ سے ایمان ملا انؐ سے
رشید ساقی	جیسے مضموں آئینہ ہے خُوبیِ عنوان کا
رضا اللہ حیدر	کیا نام سجا پھول کی پتی پہ محمد ﷺ
رفیع الدین ذکی قریشی	آستانِ مصطفےٰ کی حاضری اچھی لگی
رفیع الدین راز	وہ اک مانوس خوشبو
ریاض احمد قادری	مجھ سے خزاں رسیدہ کو برگ وثمر ملے
ریاض تصور	رحمتِ کون ومکاں احمد مختارؐ کے پاس
ریاض حسین چوہدری	کلکِ ثنا کو نور کی موجوں میں رکھ دیا
ریاض مجید	گنہ آلود چہرے اشک سے دھلوائے جاتے ہیں
ریاض ندیم نیازی	لفظ کوئی کسی اور در پہ مَیں نے منہ سے نکالا نہیں ہے
زاہد فخری	ساری صدیوں پہ جو بھاری ہے وہ لمحہ ملتا
زہیر کنجاہی	ہے اُنؐ کی ذات فروغِ حیات کا باعث
زید اللہ فہیم	ذاتِ رسول محورِ شعر وسخن رہے
سائل نظامی	سرِ دنیا جو باقی روشنی ہے
سجاد بابر	عطائے رب ہے جو الفاظ کو سجا پائیں
سجاد سخن	عالمِ بے بسی میں بھی رہتا ہے شاد کام دل
سحر انصاری	مری آنکھوں کے آگے گنبدِ خضرا کا منظر ہے
سرشار صدیقی	یہ کس کے قدموں پہ سرشار سر جھکایا ہے
سرور انبالوی	برابر اُنؐ کے در کے کوئی بھی در ہو نہیں سکتا
سرور حسین نقشبندی	پلکوں پہ ستارے سے چمکتے رہے تادیر
سعدیہ روشن	خوش بخت ہوں کہ مجھ کو حضوری عطا ہوئی
سعود عثمانی	ہے ایک سیلِ ندامت اس آبگینے میں

سلطان سکون	محبت میں مری، عملاً تو کیا رکھا ہوا ہے
سلیم کاشر	قریۂ جاں میں ترا پیار بسایا میں نے
سلیم کوثر	دونوں عالم گلی کوچوں میں بسائے ہوئے ہیں
سید آلِ عمران	محترم خَلق، محمدؐ کے قرینے سے ہوئی
سید تابش الوریٰ	اُس کے لئے ہے علمِ کُل اس کے لئے کلام ہے
سید ریاض الدین سہروردی	بعد میں آئے دنیا میں خیر الوریٰ، بزمِ عالم کو پہلے سجایا گیا
سید ریاض حسین زیدی	ذکر ہے آپؐ کی زیبائی کا
سید صفدر رضا صفی شیرازی	جو کوئی عالمِ حیرت سے گزر آتا ہے
سید ضیاالدین نعیم	خدائے واحد و یکتا کی بندگی کی طرف
سید ضیا ثاقب بخاری	بے کسوں کے واسطے جب آسرا لکھا گیا
سید عارف	مقامِ مصطفیٰؐ ہے سرحدِ ادراک سے آگے
سید معین الحق گیلانی	درود و سلام
سید مبارک شاہ	رہبر راہ یقیں کچھ بھی تو ہم تیرے نہیں
سید نصیرالدین نصیر	میری زندگی کا تجھ سے یہ نظام چل رہا ہے
شاعر علی شاعر	کوئی رتبہ نئے فضیلت چاہیے
شاکر کنڈان	طَلَعَ البدر علینا
شاہد کوثری	ترا وجود تھا کون و مکان سے پہلے
شاہ محمد سبطین شاہ جہانی	ہے گُلِ بے خزاں مدینے میں
شاہین عباس	ثابت ہوا یوں نعت کا ہونا مرے حق میں
شبنم شکیل	طیبہ کی خاکِ پاک کا شیدائی ہے یہ دل
شفقت حسین قاضی	ایوانِ شہِ جن و بشر دیکھ لیا ہے
شوذب کاظمی	اللہ رے پائے صاحبِ معراجؐ کے نقوش
شوکت مہدی	دلِ پژمردہ کو پُر نور بنائے ہوئے ہیں
شوکت ہاشمی	ہر نظر کو سایۂ اسمِ محمدؐ چاہیے
شہاب صفدر	زبانِ وحی میں قدرت کلام کرتی ہے
شہزاد احمد	آنکھوں میں نُور دل میں بصیرت ہے آپؐ سے
شہزاد مجددی	خدا حضورؐ کا، قرآں مرے حضورؐ کا ہے

شہزاد نیئر	جب ظلم سے زمین کو کالا کیا گیا
شیخ صدیق ظفر	فکرِ سرکارؐ وجہِ راحت ہے
صبیح رحمانی	اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی ہے
ضیاالمصطفیٰ ترک	اوّل اوّل روشنی محسوس ہونے کی گھڑی
طارق احد نواز	سنا ہے گردِ قدم اُنؐ کی چوم آیا تھا
طارق نعیم	دل کے دریا میں کچھ اس طرح روانی آجائے
طارق ہاشمی	لاریب کریں وصف بیاں حد سے زیادہ
طاہر سلطانی	اُنؐ سے بڑھ کر ہے کہاں اور کوئی رہبر اپنا
طاہر شیرازی	دلوں پر ثبت ہے وہؐ ہر ثبات سے پہلے
ظفر اکبر آبادی	سرکارؐ کے روضے تک اے بادِ صبا لے چل
عابد سعید عابد	نعتیہ قطعات
عاصم احمد	آپؐ آئے تو چلتے سوئے منزل نظر آئے
عاصی کرنالی	ہم نبیؐ کا آستاں دیکھا کیے
عائشہ مسعود	شہر یار شبِ نفرت سے بغاوت کرنا
عباس تابش	یہ کنارا ہے بہت میرے سفینے کے لیے
عبدالحمید قیصر	یہ مرتبہ بھی کوئی کم ہے اُس گدا کے لیے
عبدالعزیز خالد	سراپائے پیمبرؐ اِم معبد کی زباں سے
عبداللہ یزدانی	نبیؐ کا اسمِ گرامی پکارنے والا
عثمان قیصر	نبیؐ کے بعد نہیں کوئی پیشوا ممکن
عرش ہاشمی	اپنے دُکھ کی دوا کرے کوئی
عزیز احسن	تڑپ تو رکھتا ہوں زادِ سفر نہیں رکھتا
عزیز الدین خاکی	پہنچ ہی جاتے ہیں بے بال و پر مدینے میں
علی رضا	درِ نبیؐ جو مجھے دور سے دکھائی دیا
علی زریون	سیاہ رنگ ہو میرا، زباں میں لکنت ہو
علی یاسر	کشتۂ تیرگی انوار میں بیٹھا ہوا تھا
عمران نقوی	خوش نصیب کہ اب ہوں ثنا کے رستے پر
فہیم شناس کاظمی	آپؐ کا اسم جو ہونٹوں پہ رواں ہو جائے

فیصل عجمی	درِ معنی ہے کہیں بابِ دعا سے آگے
فیصل عرفان	ورفعنا لک ذکرک
فیض رسول فیضان	زندگی کی جان کی بنیاد نورِ آنحضور ﷺ
قمر رضا شہزاد	شہرِ خواہش کے در و بام سے باندھے ہوئے رکھ
قمر رعینی	نعتیہ رُباعیات
قمر وارثی	روشنی کی فضا پانے والے گئے اور میں رہ گیا
قیصر نجفی	اندھی سوچوں میں بینائی جاگ اُٹھی
کمال اظہر	رُکا ہوا ہے مدینے میں قافلہ دل کا
کوثر حجازی	ہدایتوں کا مصلی ہے گنبدِ خضرا
کوثر علی	جا کے طیبہ میں جو ہو جاؤں نثارِ طیبہ
کیف رضوانی	تقدیر سنور جائے سرکارؐ کے قدموں میں
گستاخ بخاری	کسی کے دل پہ کسی کی زباں پہ لکھا ہے
گوہر ملسانی	ہے لبوں پہ مرے گفتگو آپؐ کی
لیاقت علی عاصم	توڑ کر جس نے دوبارہ مہِ کامل باندھا
ماجد خلیل	اب نعت جو زندگی ہوئی ہے
م۔ب شائق	مرے مولا مجھے حسنِ نظر دے
محبوب الٰہی عطا	رباعیات
محسن احسان	ہے عاصیوں کے سروں پر کلاہِ رحمتِ عام
محسن شیخ	نبیؐ کی راہ میں رل رل کے خاک سا ہونا
محمد اظہار الحق	مدینے کی ہوا ہے اور رخساروں پہ پانی
محمد اکرم رضا	ظلمت و کفر و جہالت پہ زوال آتا ہے
محمد انور بابر	اپنی ہستی کو مٹا لوں تو تری نعت کہوں
محمد ذیشان جامی	سلام
محمد عبداللہ جمال	زمانے میں پیمبر آپؐ سا کوئی نہیں آیا
محمد علی شاہ بخاری	جس کے ہو نامۂ اعمال کا دفتر ایسا
محمد فیروز شاہ	تری یاد کو ترے خواب کو مری آنکھ رکھے سنبھال کے
محمد محمود احمد	دنیا والو اگر آخرت چاہیے نعت پڑھتے رہو نعت سنتے رہو

محمد مختار علی	سجا کے پلکوں پہ اشک پارے پڑے ہوئے ہیں
محمد یعقوب فردسی	نعتیہ ماہیے
مدثر سرور چاند	مل جائے مجھ کو نقشِ کفِ پا حضورؐ کا
مدیحہ زاہد	غلافِ کعبہ کو پکڑے ہوئے دعا مانگی
مسرور کیفی	زیست میں ایسا کوئی لمحہ نہ ہو
مظفر وارثی	محمدؐ کی اطاعت کر رہا ہوں
معراج جامی	پہنچا وہ خدا تک، پہ خدا تک نہیں پہنچا
منظر عارفی	دوری
منظر نقوی	نور ہی نور کی برسات ہوئی جاتی ہے
منیر سیفی	نہ دل پہ بوجھ رہے گا نہ امتحان میں جان
ناصر زیدی	نہ مال و زر کی نہ جاہ و حشم کی خوشبو تھی
ناصر محمود اعوان	محمد مصطفیٰؐ کے ذکر میں ایسی کرامت ہے
ناہید قاسمی	یا رحمت للعالمین
نثار ترابی	عمر بھر رہتے مدینے کے مضافات میں ہم
نجف علی شاہ بخاری	نعتیہ قطعات
نسیم سحر	کیا مجھ سے بھلا شانِ محمدؐ میں لکھا جائے
نصیر ترابی	ورقِ جاں پہ کوئی نعت لکھا چاہیے ہے
نعیم صدیقی	عالمِ خاک میں اک حشر اُٹھانے والے
نور احمد ناز	روبرو جب بھی مرے شہرِ مدینہ ہوگا
نور محمد جرال	ہجومِ عاشقاں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں
نورین طلعت عروبہ	آپؐ کی مدح کی توفیق جو ارزانی ہو
نوید حیدر ہاشمی	چیخ اٹھتا ہے یہی سوچ کے لاچار سفر
وفا چشتی	چمن بدوش صبا سے مجھے نوازتے ہیں
ہارون الرشید	لبوں پہ اسمِ نبیؐ صبح و شام رہتا ہے
یاسمین حمید	تو نے جو شہر بسایا ہے مدینے والے
یعقوب تصور	گردشِ ارض و سما تاروں کی چال ان کے لیے
یوسف خالد	نبیؐ کے ذکر سے تابندہ زندگی کر لو

اکیسویں صدی کی پہلی دہائی میں اردو نعت

وہ مبارک و مطہر ہستی جس کے طفیل یہ کائنات روشن ہوئی، زندگانی کا چمن لہلہایا، انسان کو دولتِ ایمان ملی اور آخرت میں اہلِ ایمان کو شفاعت نصیب ہوگی اس ہستی کی محبت جب شعر و سخن کی صورت میں ڈھلتی ہے تو نعت وجود میں آتی ہے۔ سرکار دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ میں گلہائے محبت پیش کرنے کا سلسلہ خالقِ کائنات نے خود شروع کیا، قرآن پاک میں اللہ تعالی نے اپنے محبوبؐ کی دل جوئی اور حوصلہ افزائی کے لیے اپنی خاص نعمتوں اور رحمتوں کا ذکر بڑے محبت آمیز پیرائے اور دل نشیں انداز میں کیا ہے۔ ان خاص نعمتوں میں ایک نعمت ذکر رسولؐ کی رفعت ہے، ''اے حبیبؐ آپؐ کی خاطر ہم نے آپؐ کا ذکر (آپؐ کا اسمِ گرامی اور آپؐ کا تذکرہ) بلند کر دیا''۔ (سورہ الم نشرح)۔ ذکرِ رسولؐ اور اس کی رفعت!!!! یہ سلسلہ ازل سے جاری ہے اور وقت کے ساتھ اس کی وسعت اور ہمہ گیریت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ذکر رسولؐ کی رفعت کا التزام یوں کیا کہ اپنے ذکر کے ساتھ اپنے حبیبؐ کا ذکر جوڑ کر اسے تکمیلِ ایمان اور عبادت کی شرائط میں شامل کر دیا۔ جب تک توحید کے ساتھ رسالت پر ایمان نہ لایا جائے ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ کلمہ طیبہ ہو یا نماز، ذکرِ رسولؐ کے بغیر مکمل نہیں، درود شریف اللہ تعالی، فرشتوں اور اہلِ ایمان کا محبوب مشغلہ ہے، اللہ تعالی نے قرآن پاک میں درود پاک کا اہتمام کرنے کی خوب تلقین فرمائی اور اپنے ذکر کے ساتھ اپنے محبوبؐ کے ذکر کی اس لزومیت پر آخرت کی بخشش کا وعدہ بھی کیا۔ ''اے نبیؐ لوگوں سے کہہ دیجیے کہ اگر تم حقیقت میں اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطائیں معاف فرمائے گا''۔ (آل عمران)

خالقِ کائنات کی طرف سے ذکر رسول ﷺ کی رفعت کا اہتمام یوں بھی کیا گیا کہ آپؐ کے ذکرِ مبارک میں ایسی حلاوت رکھ دی جس کا نعم البدل کسی اور چیز سے ممکن نہیں، مدحِ پیمبر ﷺ کو ایسا روحانی عمل اور وظیفہ بنا دیا گیا جو قلب و نظر کی تسکین کا باعث ہے۔

یہ ''ورفعنا لک ذکرک'' ہی کا فیضان ہے کہ آج دنیا بھر میں سرکار دو جہاںؐ کی ذات، صفات، افکار،

کردار، اقوال، اعمال، شمائل، فضائل، اخلاق، معجزات، خطبات، عبادات، معاملات، عادات، تعلیمات الغرض حضورؐ کی زندگی کے ہر پہلو کے تذکرے پر مشتمل کتب کی تعداد دیگر تمام کتب ورسائل سے زیادہ ہے، نثری تخلیقات کے سرمائے کے ساتھ ساتھ شاعری میں بھی توصیفِ رسولؐ کی فراوانی اپنی مثال آپ ہے۔ نعت، شاعری کی ایک مستقل اور ممتاز صنف کے طور پر جانی جاتی ہے۔ دیگر زبانوں کے ادب کی طرح اردو میں بھی نعت وقت گزرنے کے ساتھ ترقی کی منزلیں طے کر رہی ہے کیونکہ اس میں ترقی کے وسیع تر فکری، موضوعاتی، جذباتی اور فنی امکانات موجود ہیں۔ اردو میں نعتیہ شاعری کی تاریخ بھی اتنی ہی قدیم ہے جتنی خود اردو زبان۔ اردو شاعری کے ہر دور میں شعرا نے روایت کی پاسداری میں یا تبرک کے طور پر نعت ضرور کہی ہے لیکن بعض ایسے شاعر بھی گذرے ہیں جنہوں نے نعت ہی کو موضوعِ سخن بنایا، ان میں کفایت اللہ کافی مرادآبادی، لطف بدایونی، محسن کاکوروی اور امام احمد رضا خان بریلویؒ کے اسمائے گرامی آبِ زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، موخرالذکر دونوں شعرا نے تو نعت کو اوجِ کمال تک پہنچا دیا، اردو میں آج تک جتنی بھی نعت لکھی گئی وہ ان شعرا کے اثر سے خالی نہیں رہی۔ محسن کاکوروی کے قلم سے صفحۂ قرطاس پر آنے والا ہر لفظ کیف ومستی اور سوز وگداز سے لبریز ہے، ان کی شعری کائنات پاکیزہ فکری، بلندیِ نگاہ، ندرتِ بیان اور نادر تشبیہات واستعارات کا مجموعہ ہے، انہوں نے زیادہ تر قصیدہ کی ہیئت میں نعت کہی ہے لیکن رباعی اور مسدس ومخمس کی ہیئت میں بھی طبع آزمائی کی، انہوں نے گلدستۂ رحمت، ابیاتِ نعت، مدیح خیرالمرسلینؐ، چراغِ کعبہ، صبحِ تجلی سمیت درجن بھر کتب یادگار چھوڑی ہیں، ان کے قصیدۂ لامیہ نے انہیں بامِ عروج تک پہنچانے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے جس کا آغاز انہوں نے ایک اچھوتے اور منفرد شعر سے کیا:۔

سمتِ کاشی سے چلا جانبِ متھرا بادل
برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

شہرت ومقبولیت اور فنی محاسن کے حوالے سے نعتیہ قصائد کی تاریخ میں قصیدۂ لامیہ اپنی مثال آپ ہے، خالص نعتیہ اشعار ملاحظہ ہوں:۔

گلِ خوش رنگ رسولِ مدنی العربیؐ
زیبِ دامانِ ابد، طرۂ دستارِ ازل
نہ کوئی اس کا مشابہ ہے نہ ہمسر نہ نظیر
نہ کوئی اس کا مماثل نہ مقابل نہ بدل

اوجِ رفعت کا قمر، نخلِ دو عالم کا ثمر
بحرِ وحدت کا گہر، چشمہِ کثرت کا کنول
مرجعِ روحِ امیں، زیبدہِ عرشِ بریں
حامیِ دینِ متیں، ناسخِ ادیان و ملل

اردو نعت گوئی میں محسن کاکوروی ؒ کے ساتھ امام احمد رضا خانؒ کی خدمات بھی بے بدل رہیں، انہوں نے جس وارفتگی، محبت وعقیدت اور قلبی وابستگی سے نعت کہی وہ انہی کا حصہ ہے۔ انہوں نے قرآنِ پاک اور احادیث مبارکہ کے حوالوں کو تخلیقی سطح پر نعت کا حصہ بنایا، ان کی کئی نعتیں آج بھی ذوق وشوق سے پڑھی جاتی ہیں، ان کے سلام ''مصطفٰےؐ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' کو تو دنیا بھر میں بے پناہ مقبولیت نصیب ہوئی۔ چند اشعار دیکھیے:۔

مصطفٰےؐ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام
جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام
وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خدا
چشمہِ علم و حکمت پہ لا کھوں سلام

امام احمد رضا خان نے نعت گوئی میں جو رنگِ سخن متعارف کرایا عہدِ موجود کی نعت میں بھی اس کی جھلک دیکھی جاسکتی ہے، انہوں نے فنی کمالات کے ساتھ ساتھ لسانی تشکیلات، اصطلاحات اور تلمیحات کا بھی ایک نیا نظام متعارف کرایا اور عربی، فارسی اور ہندی زبان کی پیوندکاری کو بھی خوبصورتی سے نعتیہ شاعری کا حصہ بنایا، زبان وبیان کے حوالے سے اردو کی نعتیہ شاعری کو ایک منفرد اسلوب سے روشناس کرانے کے ساتھ ساتھ انہوں نے قرآنِ پاک اور کتبِ حدیث کی تفاسیر کے علاوہ نعت، تاریخ، سیرت و مناقب، ادب، نحو، فقہ و تجوید اور تصوف سمیت مختلف علوم پر سیکڑوں کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔

انؐ کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں
جس راہ چل دیے ہیں، کوچے بسا دیے ہیں

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا
ساتھ ہی منشیِ رحمت کا قلم دان گیا

--

لحد میں عشقِ رخِ شہؐ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

--

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

محسن کاکوروی اور امام احمد رضا خان کے علاوہ اس دور میں امیر مینائی نے بھی نعت گوئی کی تاریخ بنانے میں اہم کردار ادا کیا، جنگِ آزادی اور اس کے بعد اردو نعت مختلف قومی اور ملی تحریکوں کے اثرات سمیٹ کر حالی سے ہوتی ہوئی اقبال تک پہنچتی ہے تو اس میں موضوعات اور اسالیب میں وسعت پیدا ہو چکی ہوتی ہے، دربارِ رسولؐ میں عرضِ حال اور استمداد و استغاثہ کا انداز اسی عہد کی عطا ہے، حالی اور ان کے بعد مولانا شبلی، اسماعیل میرٹھی، نظم طباطبائی، مولانا ظفر علی خان، مولانا محمد علی جوہر، علامہ اقبال، اقبال سہیل، حفیظ جالندھری، مولانا احسن رضا خان، مفتی غلام سرور لاہوری، مفتی دیدار علی شاہ اور بیدم وارثی سمیت کئی شعرا نے نعت گوئی کی روایت کو پروان چڑھایا۔ مولانا ظفر علی خان نے سرکار کی ثنا خوانی میں آپ ﷺ کے جو اوصاف بیان کیے انہیں زندگی کی حقیقتوں سے ہم آہنگ کر کے دکھایا، وہ جذبے، جوش اور ولولے کے ساتھ نعت کہہ کر لوگوں کے دلوں کو گرماتے رہے:۔

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمہیؐ تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمہیؐ تو ہو
پھوٹا جو سینۂ شبِ تارِ الست سے
اس نورِ اولیں کا اجالا تمہیؐ تو ہو

علامہ اقبال نے اگرچہ کوئی باقاعدہ نعت نہیں لکھی لیکن اردو نعت گوئی کا تذکرہ ان کے ذکر کے بغیر نامکمل ہے، ان کی متفرق منظومات میں جو نعتیہ اشعار موجود ہیں وہ فنی و فکری اعتبار سے اعلیٰ ہونے کے ساتھ ساتھ ندرت اور تازگی میں بھی اپنی مثال آپ ہیں، یہ جداگانہ اسلوب جو اقبال کو نصیب ہوا وہ کم یاب بلکہ نایاب ہے۔

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب
گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

سبق ملا ہے یہ معراجِ مصطفیٰؐ سے مجھے
کہ عالمِ بشریت کی زد میں ہے گردوں

وہ دانائے سبلؐ، ختم الرسلؐ ، مولائے کلؐ جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہِ دانشِ فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

اقبال کی نعتیہ شاعری عشقِ رسولؐ، حقیقت و معرفت، توحید و رسالت اور اسلام کے آفاقی پیغام کی حامل ہے، عشقِ رسولؐ میں وارفتگی اور والہانہ اظہار میں بھی اقبال کا رنگ منفرد اور یگانہ ہے۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزمِ توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسیٰؐ نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسیٰؐ نام سے ہے

قیام پاکستان کے وقت متعدد ایسے شاعر موجود تھے جو صرف نعت گو کی حیثیت سے پہچانے جاتے تھے، ضیاء القادری، ماہر القادری، بہزاد لکھنوی، اکبر وارثی، احسان دانش، شورش کاشمیری، صبا اکبر آبادی، محشر رسول نگری، وحیدہ نسیم، منور بدایونی، شمس بینائی، محمد ذکی کیفی، اثر صہبائی اور اسد ملتانی جیسے کئی شعرا نے نعت کے فروغ اور ارتقا میں بھرپور کردار ادا کیا اور اس روایت کو آگے بڑھایا۔

ہیں آسمانِ نبوت پہ آپؐ بدرِ منیر
حضورؐ آپؐ کے حلقے میں مہر و ماہ اسیر

(ضیاء القادری)

سلام اسؐ پر کہ جس نے بے کسوں کی دستگیری کی
سلام اسؐ پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اسؐ پر کہ اسرارِ محبت جس نے سمجھائے
سلام اسؐ پر کہ جس نے زخم کھا کر پھول برسائے
سلام اسؐ پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں
سلا م اسؐ پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں

(ماہرالقادری)

ہم مدینے سے اللہ کیوں آگئے، قلبِ حیراں کی تسکیں وہیں رہ گئی
دل وہیں رہ گیا، جاں وہیں رہ گئی، خم اسی در پہ اپنی جبیں رہ گئی

(بہزادلکھنوی)

جو خیال آیا تو خواب میں وہؐ جمال اپنا دکھا گئے
یہ مہک لہک تھی جنابؐ کی کہ مکان سارا بسا گئے

(اکبروارثی)

یوں اس گلی میں چشمِ تمنا سجائی جائے
پلکوں پہ آنسوؤں کی کناری لگائی جائے

(احسان دانش)

اک اک ادا حضورؐ کی مشہود ہے یہاں
میرا رسولؐ آج بھی موجود ہے یہاں

(محشر رسول نگری)

صبا نعتِ رسولِ پاکؐ اپنے ہاتھ میں رکھو
شفاعت کی سند لے کر چلو دربارِ دوارؐ میں

(صبااکبرآبادی)

عرش تک تو خیالوں نے سمجھا انہیںؐ
ختم آگے تخیل کی حد ہو گئی

(منور بدایونی)

انؐ کی اک نظر سے قبل، انؐ کی اک نظر کے بعد
ہر طرف اندھیرا تھا، ہر طرف اجالا ہے

(محمد ذکی کیفی)

نبیؐ کا عشق خدا کی اطاعتِ کامل
یہ دیں کی اصل ہے باقی تمام افسانے

(اسد ملتانی)

غارِ حرا سے کرب و بلا کے مقام تک
دیدہ وروں پہ فاش ہیں اسرارِ مصطفیٰؐ

(شورش کاشمیری)

آیا ہے ترا اسمِ مبارک میرے لب پر
گرچہ یہ زباں اس کی سزاوار نہیں ہے

(صوفی تبسم)

خراب فردِ عمل ہو نہ جائے اے سیماب
اسے جنابِ رسالت مآبؐ دیکھیں گے

(سیماب اکبرآبادی)

قیام پاکستان کے بعد اردو نعت گوئی کے رجحان نے بہت ترقی کی اور جو شاعر صرف غزل کہہ رہے تھے وہ بھی نعت لکھنے لگے اور عہد موجود میں صورتحال یہ ہے کہ تقریباً ہر شاعر نعت کہہ رہا ہے۔ اردو میں جدید نعت گوئی کا آغاز قیام پاکستان کے ساتھ ہوتا ہے، عصرِ حاضر میں لکھی جانے والی نعت اسی جدید عہد کی توسیع اور تسلسل ہے۔ ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں ''مولانا حالی، علامہ اقبال، ظفر علی خان، حفیظ جالندھری اور اقبال سہیل نے اردو میں نعت کو فکری و فنی طور پر جن نئے امکانات سے روشناس کرایا اور اس میں واقعیت و حقیقت نگاری کی روایت اور قومی، ملی مسائل و موضوعات کے جن عناصر کو فروغ دیا، عصر حاضر کے نعت گو شاعروں نے انہی روایات و عناصرِ نعت کی ترجمانی کی''۔ (اردو میں نعت گوئی۔ص 489)

مذکورہ بالا شعرا کی طرح بعد میں آنے والے شاعروں نے بھی جدید روایتِ نعت کی پاسداری کی۔ ان شعرا میں عبدالعزیز خالد، حافظ مظہر الدین، عاصی کرنالی، حافظ لدھیانوی، حفیظ تائب، راسخ عرفانی، تابش

دہلوی،محشر بدایونی،حنیف اسعدی،عبدالکریم ثمر،ہلال جعفری،مظفر وارثی،قمر ہاشمی،اعجاز رحمانی، راجا رشید محمود،مسرور کیفی اور دیگر نے جدید نعت گوئی کی روایت کو فروغ دیا اور اس کے موضوع و فن، ہیئت و اسلوب میں تنوع پیدا کیا۔

میں اور میرے فکر و بیاں کی بساط کیا
اسؐ کا کرم ہے اسؐ نے اجازت ثنا کی دی

(عبدالعزیز خالد)

جو حسن میرے پیشِ نظر ہے اگر اسے
جلوے بھی دیکھ لیں تو طوافِ نظر کریں

(حافظ مظہرالدین)

تپتے ہوئے صحرا میں کوئی جو نظر آئے
میں نعت لکھوں تو مجھے خوشبو نظر آئے

(مسرور کیفی)

خوشبو ہر ایک سانس میں شہرِ نبیؐ کی ہے
یہ کیفیت حضورؐ سے وابستگی کی ہے

(حافظ لدھیانوی)

دراڑوں کو بھی تیری رحمتوں نے باندھ رکھا ہے
فضا کتنی شکستہ ہے مگر منظر سلامت ہیں

(مظفر وارثی)

بے نیازی آپؐ سے وابستگی نے کی عطا
میں غنی کوئے پیمبرؐ کی گدائی سے ہوا

(حفیظ تائب)

آپؐ ان کے لیے بھی رحمت ہیں
جو زمانے ابھی نہیں آئے

(حنیف اسعدی)

منزلِ حبِ الٰہی تک پہنچنے کے لیے
سرورِ کونینؐ کی الفت کا زینہ چاہیے

(سید ریاض الدین سہروردی)

شفق کا رنگ، ستاروں کی ضو، قمر کی ضیا
حبیبِ پاکؐ کے نور و ظہور کی رونق

(محمد علی ظہوری)

اعظم گزر رہی ہے کس آسودگی کے ساتھ
سایہ ہے انؐ کا سر پہ مرے آسماں نہیں

(اعظم چشتی)

دلِ کلیم ہے اس کے کلام سے روشن
خوشا تجلیِ طورِ محمدؐ عربی

(رئیس امروہوی)

اللہ اللہ رخِ مصطفیٰؐ کی ضیا
جس نے دیکھا خدا پر یقیں آگیا

(صفیہ شمیم ملیح آبادی)

میں جو اک برباد ہوں آباد رکھتا ہے مجھے
دیر تک اسمِ محمدؐ شاد رکھتا ہے مجھے

(منیر نیازی)

پتھروں میں بھی لہو دوڑ گیا
اس قدر عام تھی رحمت انؐ کی

(احمد ندیم قاسمی)

درِ حضورؐ پہ پہنچوں تو ان ؐ کی نذر کروں
چمک رہے ہیں جو پلکوں پہ آبگینے سے

(راسخ عرفانی)

دستِ قدرت نے ترے بعد، پھر ایسی تصویر
نہ بنائی، نہ بنی ہے مرے مکی مدنیؐ

(رام ریاض)

وارث انؐ کا نہ ہو سکا کوئی
تخت خالی رہا محمدؐ کا

(ظفر اقبال)

شوقِ طیبہ میں جو گھر سے چلیے
پاؤں تھک جائیں تو سر سے چلیے

(تابش دہلوی)

شعار جس کا ثنائے رسولِؐ اکرم ہو
اس آدمی کی محبت خدا نصیب کرے

(راجا رشید محمود)

کیا فکر کی جولانی، کیا عرضِ ہنر مندی
توصیفِ پیمبرؐ ہے توفیقِ خداوندی

(حافظ محمد افضل فقیر)

بہار ہو کہ خزاں کار گاہِ ہستی میں
انہیں کسی سے غرض کیا جو تیرےؐ ہو جائیں

(صہبا اختر)

قلم لرزتا ہے نعتِ رسولؐ لکھتے ہوئے
مگر یہ عجز بھی مظہر کسی کمال کا ہے

(شہزاد احمد)

طوفاں میں جیسے دور سے ساحل دکھائی دے
میں انؐ کو سوچ لوں مجھے منزل دکھائی دے

(ادا جعفری)

اک لحظے کو معراج کی شب گزری ادھر سے
اب تک ہیں مگر روشنیاں کاہکشاں میں

(خاطرغزنوی)

میرے حضورؐ جس کے لیے بے وطن ہوئے
تہذیب کے لیے وہی خطہ وطن ہوا

(احمدظفر)

گنبدِ خضرا کا سایہ مل گیا
دل زدہ دارالاماں میں آ گئے

(یوسف ظفر)

یہ آستانِ محمدؐ ہے اس طرف آؤ
سکونِ قلب کی دولت یہاں سے ملتی ہے

(عبدالکریم ثمر)

یہ کارنامہ سرِ حشر کام آئے گا
عزیز نعتِ محمدؐ میں نام کرکے چلے

(عزیز حاصل پوری)

بشر اور نور کی بحثیں نہ چھیڑو
محمدؐ پر تو نقطہ بھی گراں ہے

(سید سلمان رضوی)

یہ لمحہ کاش رک جائے یہیں پر
جبینِ شوق ہے انؐ کی گلی ہے

(اختر ہوشیارپوری)

کسی دیوار کا سایہ بھی کوئی سایہ ہے
آپؐ کے دامنِ رحمت کا ہے سایہ، سایہ

(محشر بدایونی)

قرآن پڑھ رہا ہوں کہ سیرت رسولؐ کی
محسوس ہو رہا ہے کہ قرآن آپؐ ہیں

(امین راحت چغتائی)

بغیر دیدۂ بینا، بغیر زادِ سفر
مری طرح درِ اقدس پہ کون جائے گا

(اقبال عظیم)

پہنچی نویدِ مغفرت، یعنی کلیدِ مغفرت
میرا وظیفہِ نجات، صلِ علیٰ محمدؐ

(گوہر ہوشیارپوری)

دنیا میں احترام کے قابل ہیں جتنے لوگ
میں سب کو مانتا ہوں مگر مصطفےٰؐ کے بعد

(قتیل شفائی)

آئینے ہم نے دیکھ لیے صبح و شام کے
سب عکس بے مثال ہیں خیرالانام ؐ کے

(جاذب قریشی)

قسم خدا کی مدینہ جنہوں نے دیکھا ہے
میں ڈھونڈلوں گا وہ آنکھیں ہزار آنکھوں میں

(حمایت علی شاعر)

ہم انؐ کے نام پہ ہاتھوں سے آنکھیں چومتے ہیں
عطا کیا ہے خدا نے مقام سب سے الگ

(محسن احسان)

مدحتِ خیرالبشرؐ اعجاز ہے تحریر کا
یہ بھی اک انداز ہے قرآن کی تفسیر کا

(راغب مرادآبادی)

تیرگی ہے کہ امڈتی ہی چلی آتی ہے
میرے ہادیؐ کوئی پیدا ہو سحر کی صورت

(عابد نظامی)

سرائے دہر میں مہمان تھے صدیوں کے سناٹے
تمہارا نام لے کر کارواں اترے اذانوں کے

(غلام محمد قاصر)

لفظوں سے پھوٹتی ہے کرن آفتاب کی
آئی زباں پہ نعت رسالت مآبؐ کی

(فاروق روکھڑی)

سایہِ اسمِ محمدؐ ڈھونڈتا پھرتا ہے دل
در بدر کو سایہِ اسمِ محمدؐ چاہیے

(شوکت ہاشمی)

غزل کی ہیت میں نعت گوئی کے ساتھ ساتھ جدید شعراء نے آزاد نظم کی صورت میں بھی محبت و سیرتِ رسولؐ کے چراغ روشن کیے ہیں،

جس نے سوچا انہیںؐ
وہ خدا کی قسم
ماورائے زمان و زمیں ہو گیا
جس نے لکھا انہیںؐ
اس کا معجز قلم
شہپرِ جبرائیلِ امیں ہو گیا
جس نے چاہا انہیںؐ
اس کی چاہت
بقا کی نگارش ہوئی
اس پہ دن رات پھولوں کی بارش ہوئی

جس نے چاہا انہیںؐ
اس کو چاہا گیا
اس کی دہلیز تک ہر دور اہا گیا

(شبنم رومانی)

تنگ مزاجوں کی سلطنت میں
بتایا جس نے
سخن حدودِ دعا میں کرنا
لباس نا آشنا رواجوں کی سلطنت میں سکھایا جس نے
نمو کی مشتاق بے ہنر خوئے شعلگی کو
طریق قطع و برید جامہ
حریمِ شمع صفات ہونا
مکاشفے میں، مباحثے میں، مباہلے میں
دلیلِ قاطع، دعائے فاتح، ثبوتِ آخر کو اپنے اوزان کی صداقت میں تولتا تھا
وہ نرم لہجے میں بولتا تھا

(اختر حسین جعفری)

جنگِ حنین کے موقع پر
جب حضرتؐ
مالِ غنیمت بانٹتے
آپؐ انصار کو کچھ بھی نہ دیتے
ہم اپنی کم سمجھی، کم علمی کے سبب
حصہ نہ ملنے پر اپنی محرومیوں کا کرتے شکوہ
اور تب مرے اپنے پیارے آقاؐ فرماتے
اے انصار
تم اس پر کیوں راضی نہیں ہوتے

کوئی تو اونٹ سنبھالے اور کوئی بکری
لیکن تم اللہ کے رسولؐ کو لیے گھر جاؤ
یہ سن کر، پھر دیر تلک ہم سب کے آنسو
آپؐ کی خاکِ پا پہ شکر کا سجدہ کرتے
اس نادر بخشش پر میں بھی دل و جان سے راضی ہوتی
(کاش میں طیبہ کے انصار میں شامل ہوتی)

(ناہید قاسمی)

قیام پاکستان سے لے کر آج تک جہاں غزل کے مضامین اور موضوعات میں بے شمار جدتیں پیدا ہوئیں وہیں نعت میں بھی تازگی اور فنی تجربے کے خوبصورت نمونے سامنے آئے، نیا اسلوب، نئے تشبیہ واستعارات، ندرتِ فکر وخیال، قلبی عقیدت کا والہانہ اظہار، جذبہ واحساس کی رفعت، جمالِ سرکارؐ کا ذکرِ نکہت افزا، حسنِ سیرتِ رسولؐ کی ضو باریاں، فریاد واستغاثہ کی پرسوز لے، تہذیب اسلامی کی رعنائی اور حرف ومعنی کی تابندگی نے جس نئے طرزِ احساس کو جنم دیا وہ بیسویں صدی کی آخری نصف دہائی کا طرۂ امتیاز ہے، بلاشبہ یہ عرصہ نعت کا سنہری دور کہا جاسکتا ہے۔

بیسویں صدی کی آخری اور اکیسویں صدی کی پہلی دہائی میں تخلیقی تسلسل اور فنی ارتقا کے ساتھ جس طرح غزل میں نئے مضامین، موضوعات اور جدید تر لب ولہجہ کی چمک دمک نے فروغ پایا اسی طرح نعت میں بھی نئی دنیائیں دریافت کرنے کا عمل بتدریج آگے بڑھا اور تخلیقی تسلسل کی جاندار روایت بھی پروان چڑھی۔ اس عرصہ میں اردو نعت میں فکر وخیال اور اظہار وابلاغ کے جو زاویے سامنے آئے اور جس طرح نعت کے کینوس میں وسعت پیدا ہوئی اسے الگ سے پہچاننا مشکل نہیں۔ اکیسویں صدی کی پہلی دہائی کی نعت بھی قیام پاکستان کے بعد لکھی گئی نعت کی طرح اس بات کی غماز ہے کہ آج بھی محبتِ رسولؐ اور عشقِ مصطفےٰؐ کے چراغ ضوفشاں ہیں، نئی نعت میں جمالِ مصطفےٰؐ کی ثناء بھی ہے اور سیرتِ مصطفےٰؐ کی ضیا بھی، سرکارِ دوعالمؐ سے عقیدت کا اعتراف بھی ہے اور قلبی تعلق کا انکشاف بھی، قومی وملی مسائل کا بیان بھی ہے اور ذاتی الجھنوں کا اظہار بھی، عصری معاملات بھی ہیں اور کائناتی مسائل کا ادراک بھی، دامانِ رحمت پناہؐ کی وسعتوں کا تذکرہ بھی ہے اور عفو ودرگزر طلبی بھی، الغرض جدید نعت ہر زاویے سے ارتقا کی نئی منزلیں بھی سر کر رہی ہے اور بشارتیں تحریر کرنے کا کیف آور کام بھی سرانجام دے رہی ہے۔ معروف نعت نگار ریاض حسین چودھری لکھتے ہیں ''اکیسویں

صدی کا آغاز کائناتِ نعت میں اظہار وابلاغ کے نئے آفاق کی تسخیر کے عزمِ نو اور ولولۂ تازہ کے ساتھ ہوا ہے، اس تخلیقی، تہذیبی، روحانی اور وجدانی سفر کے ابتدائی مراحل ہی میں تفہیمِ نعت کے امکانات کی نئی دنیاؤں کی دریافت کے آثار دکھائی دینے لگے ہیں، افقِ دیدہ ودل پر جدید حسیت کا بھرپور احساس نئے امکانات کو واضح اور روشن کر رہا ہے''۔ (جدید اردو نعت کی صورت پذیری کا موسم۔نعت رنگ۔شمارہ 17 ص۔63)

بیسویں صدی کی آخری دہائی میں نعت جن نئے ذائقوں کے ساتھ صورت پذیر ہوئی وہ اکیسویں صدی کا ابتدائیہ کہا جا سکتا ہے، نئی نعت صرف لسانی اور ہیتی تجربوں کی حامل ہی نہیں بلکہ حرف ومعنی، مضامین ومفاہیم، فکر ونظر اور فنی وتکنیکی ارتقا کے حوالے سے بھی نئے اور روشن تر راستوں سے مزین ہے، نئی نسل روایت سے اکتساب کے ساتھ ساتھ نئے موسموں سے بھی رنگ وبو کشید بھی کر رہی ہے۔سوچ، زبان وبیان اور ڈکشن میں نیا پن بھی نمو پا رہا ہے اور کائناتی سچائیوں کے ساتھ حقیقت پسندی کا اظہار بھی پوری توانائی کے ساتھ ہو رہا ہے۔نئی نعت کے منظر نامے میں عہدِ حاضر کی سسکتی اور بلکتی انسانیت کی آہیں بھی موجود ہیں اور معاشرے میں پھیلتی ناانصافی اور ظلم وجبر کے خلاف احتجاج کی صدائیں بھی، جدید تر نعت میں مسلم امہ کی محرومیوں اور عصرِ موجود کی زوال آمادہ ساعتوں کا نوحہ بھی رقم ہو رہا ہے اور تہذیبی، اخلاقی، انسانی، معاشرتی، معاشی، سیاسی اور نظریاتی عمارت کی سلامتی کی دعا بھی مانگی جا رہی ہے۔تو ہیں آمیز خاکوں کے خلاف صدائے احتجاج اور نائن الیون کے بعد پیدا ہونے والی صورتحال بھی نعت کے موضوعات میں شامل ہے، گویا نئی نعت موضوعات اور مضامینِ نو کا ایک سیلِ بے پناہ ہے جس میں الفاظ ومعانی، نئے رنگ، نئے ڈھنگ، علامت، تراکیب، تشبیہات، استعارے، تلازمے اور فکر وخیال کی نئی جہتیں نکھر نکھر کر جدید تر نعت کا حصہ بنتی چلی جا رہی ہیں۔اکیسویں صدی کی نعت اسوۂ حسنہ، جذبہ واحساس، عصرِ حاضر کے اضطراب اور انسانی رویوں کی تہذیبی صورت گری کی خواہش وکوشش کا جدید علامتی اور استعاراتی منظر نامہ بن گئی ہے۔

یاں مشرق و مغرب کا تفاوت نہیں کشفی
دامانِ رسالت کی ہوا سب کے لیے ہے

(ابوالخیر کشفی)

زمین ثابت قدم ہے اور آسمان روشن
گزر رہی ہے ابھی جو ساعت ظہور کی ہے

(توصیف تبسم)

بستی بستی قریہ قریہ صحرا صحرا خون
امت والے امت کا ہے کتنا سستا خون

(نعیم صدیقی)

بغیر حبِ نبیؐ حسنِ آرزو کیا ہے
بجز ثنائے نبیؐ لطفِ گفتگو کیا ہے

(بشیر حسین ناظم)

وہ فکرِ نو کہ جسے آپؐ سے نہیں نسبت
ہے اس کا سود بھی دل کے لیے زیاں کی طرح

(حفیظ الرحمٰن احسن)

خالد احمد تیری نسبت سے ہے خالد احمد
تُو نے پاتال کی قسمت میں بھی رفعت لکھی

(خالد احمد)

شان انؐ کی سوچیے اور سوچ میں کھو جایئے
نعت کا دل میں خیال آئے تو چپ ہو جایئے

(خورشید رضوی)

تختی لکھی تو اسیؐ نام سے آغاز کیا
جس کو معبود نے ہر نام سے اوپر رکھا

(افتخار عارف)

صدیاں طلوع ہوتی ہیں اس رخ کو دیکھ کر
کہتے ہیں جس کو وقت ہے صدقہ حضورؐ کا

(ریاض مجید)

ہم وہاں ہوتے رعایا کی قدم بوسی کو
آپؐ جس شہرِ محبت میں حکومت کرتے

(حلیم قریشی)

نام سرکارؐ پہ آنسو امنڈ آئے ہیں رشید
اپنے اجداد کی آنکھوں پہ گئی ہیں آنکھیں

(رشید ساقی)

پھر مجھے روضۂ اطہر سے بلاوا آیا
آیا آیا مرے سرکارؐ میں آیا آیا

(قمر عینی)

ہم مدینے کے مسافر رشک سے
میزبانوں کے مکاں دیکھا کیے

(عاصی کرنالی)

اہلِ ہنر نے نعتِ نبیؐ سے کیا کیا فیض اٹھائے ہیں
کسبِ ہنر سے عرضِ ہنر تک، عرضِ ہنر سے آگے بھی

(ماجد خلیل)

خدا دکھائے یہ منظر نبیؐ کی مسجد میں
ہو اعتکاف میسر نبیؐ کی مسجد میں

(آفتاب کریمی)

ترےؐ بحرِ حقیقت میں نمود اپنی حبابی ہے
ترےؐ ہونے سے قائم ہوں مرا ہونا نہ ہونا کیا

(سید نصیر الدین نصیر)

اشکوں کو زمیں پر بھی میں گرنے نہیں دیتا
سرمایہ تیریؐ یاد کا ہے دیدۂ تر میں

(انور مسعود)

جس نے بھی دل میں بسا لی ہے محبت اسؐ کی
حشر کے روز وہ رسوا نہیں ہونے والا

(جلیل عالی)

ہوا کی خاموش سرسراہٹ میں نام تیرا
گھنے درختوں کی سبز چھاؤں فزوں ہے تجھ سے

(خالد اقبال یاسر)

گیا تھا جب تو کوئی اور آدمی تھا میں
میں اپنے آپ سے واقف ہوا مدینے میں

(امجد اسلام امجد)

یہاں تو کوئی بات بھی نہ ڈھنگ سے ادا ہوئی
حضورؐ کی ثنا تو پھر حضورؐ کی ثنا ہوئی

(اسلم کولسری)

معجزہ بولتا ہے مٹھی میں
سنگریزے زباں نہیں رکھتے

(بشیر احمد مسعود)

اک نظر گنبدِ خضریٰ دیکھا
دل چمک اٹھا تمنائی کا

(ریاض حسین زیدی)

ارادہ گویا اشارہ تھا باریابی کا
میں یوں چلا ہوں کہ جیسے مجھے بلایا ہے

(سرشار صدیقی)

پاؤں رکھ رکھ کے گھروندے وہؐ بنایا کرتا
میں خنک ریت کا بے نام سا ٹیلہ ہوتا

(ریاض حسین چودھری)

ورنہ سورج تو زمیں پر اُتر آتا کب کا
آپؐ کے نقشِ قدم بیچ میں آئے ہوئے ہیں

(سلیم کوثر)

اثر ذکرِ محمدؐ کا سحر ہوتا ہے یوں جیسے
کوئی گم گشتہ کشتی دامنِ ساحل میں آجائے

(سحرانصاری)

تسکینِ کائنات کا پیغام آ گیا
وہ آ گئے تو زیست کو آرام آ گیا

(انور جمال)

شگوفہ ہائے چمن بعد میں ہوئے بیدار
درود پڑھ کے پڑھی ہے صبا نے پہلے نعت

(افضال احمد نور)

غیب و ظاہر کے کناروں کو ملایا جس نے
تو وہ معراج کا رستہ ہے مدینے والے

(یاسمین حمید)

ترےؐ در کو دیکھ کے اب نہیں کوئی آرزو مگر ایک ہے
کہ درودِ پاک پہ ختم ہو مری بات بات کا سلسلہ

(عزیز احسن)

جب کوئی ہم سے طلب کرتا ہے تحفہ نازش
ہم اسے نعت کے اشعار سنا دیتے ہیں

(حنیف نازش)

نعت کیا ہے کسی نے جب پوچھا
حرف میں ہم نے روشنی رکھ دی

(قیصر نجفی)

تیریؐ یاد کو تیرےؐ خواب کو میری آنکھ رکھے سنبھال کے
میری زندگی کا جواز ہیں یہی عکس تیرےؐ جمال کے

(محمد فیروز شاہ)

آنسوؤں سے نہ ہو وضو جب تک
آپؐ کی نعت ہی نہیں ہوتی

(احمد جلیل)

حدِ امکان میں ہے جو بھی صفت
وہ مدینے کے تاجدار میں ہے

(گستاخ بخاری)

کتنے خوش بخت ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنا
رہنما آپؐ کی سیرت کو بنا رکھا ہے

(طاہر سلطانی)

نبیؐ کی نعت کی صورت میں عابد
متاعِ بے بہا پہنچی ہے مجھ تک

(عابد سعید عابد)

خدا کا گھر ہے ترےؐ ذکرِ پاک سے معمور
خدا کے گھر میں ہیں روشن ترےؐ بیاں کے چراغ

(شاہ محمد سبطین شاہجہانی)

ہجر کے غارِ حرا میں دیکھتے اجمل کو تم
قریہِ عشق محمدؐ میں کہیں رہتا ہے وہ

(اجمل نیازی)

زباں ملی ہے مجھے مدحتِ نبی ؐ کے لیے
ہر ایک لفظ ہے میرا بس آپ ؐہی کے لیے

(ریاض ندیم نیازی)

انؐ کی نسبت سے دعاؤں کا شجر سبز ہوا
ورنہ ٹلتا ہی نہ تھا بے ثمری کا موسم

(صبیح رحمانی)

یہ بھی ہے عشقِ محمدؐ کا کرشمہ خالد
میری پلکوں کے افق پر ہے ضیا ریز شفق

(خالدعلیم)

جس طرح ملتے ہیں لب نامِ محمدؐ کے سبب
کاش ہم مل جائیں سب نامِ محمدؐ کے سبب

(یعقوب پرواز)

بیگانہ سنتوں سے جو ہو، وہ مرا نہیں
کیوں اس حدیثِ پاک سے صرف نظر کریں

(عرش ہاشمی)

جنہیں حضورؐ نے بخشا شرف زیارت کا
زہے نصیب کہ ان راستوں میں ہم پہنچے

(رضااللہ حیدر)

جو بھی لکھا ہے وہ انوار صفت لکھا ہے
اسمِ احمدؐ نے یہ اعجاز قلم میں رکھا

(نورین طلعت عروبہ)

اور بوصیریؒ جو کبھی جائیں قصیدہ پڑھنے
اپنے مصرعوں میں کہیں بُن کے مجھے لے جائیں

(اختر عثمان)

مدینے جا کے پوچھیں گے دل و جان و جگر سے ہم
یہی رہتا ہے رنگِ درد یا کچھ اور ہوتا ہے

(فیض رسول فیضان)

کیا کیا کرم خدا نے مدینے میں رکھ دیا
یادِ نبیؐ کو خلق کے سینے میں رکھ دیا

(احمد محمود الزماں)

جب دعا کو ہاتھ اٹھائے بابِ اطہر پر سخن
میری پلکوں پر ندامت کے دیے روشن ہوئے

(سجادسخن)

میں کاش! سنگ ہی ہوتا تو زندہ رہ جاتا
نقوشِ پائے پیمبرؐ دوام کرتا ہوا

(سعودعثمانی)

اس وادیِ مدحت میں کہاں تک چلا جائے
چاہے تو کوئی حدِ بیاں تک چلا جائے

(ادریس بابر)

ترےؐ کمال کا سورج ہے جاوداں روشن
کہ ایک وقت میں ہیں تجھؐ سے دو جہاں روشن

(شہاب صفدر)

معراجِ مصطفےؐ کی حقیقت سمجھ کے آج
تسخیرِ کائنات کی خواہش ہوئی مجھے

(رشیدامین)

کچھ تو ہو پاس کہ جب آپؐ کے در پر آؤں
روک لیتا ہوں اگر آنکھ میں آنسو آئے

(علی یاسر)

غزل اورآزادنظم کی ہیت میں اگرچہ نعت کاایک وقیع ذخیرہ منظرعام پرآیاہےلیکن اس کےساتھ ساتھ مسدس،مخمس، گیت، ماہیا، ہائیکو،نثری نظم،قطعہ اوررباعی میں بھی نعت لکھی گئی اورلکھی جارہی ہے۔اب ہم عصر حاضر کے چندا ہم نعت گوشعرا کا اختصار سے ذکر کرتے ہیں۔

عبدالعزیز خالد(1927-2010)

عصر جدید کے نعت گوشعرامیں عبدالعزیز خالدکو جداگانہ اسلوب اوراپنے خاص رنگِ شعر کے باعث امتیازی مقام حاصل ہے،ان کی انفرادیت کا سبب ان کا لب ولہجہ اورزبان وبیان ہے،ان کی نعت اپنے منفرد

خدوخال کے باعث دور سے پہچانی جاتی ہے،عبدالعزیز خالد کے ہاں موضوعات ومضامین، وسعتِ علمی، اساطیری عناصر، تاریخ وتمدن، تہذیب وثقافت، ملتِ اسلامیہ کے عروج وزوال کے تذکرے، معاشرت اور عمرانیات کے مختلف حوالوں نے ایک الگ کائنات تخلیق کی ہے،انہوں نے نہ صرف منفرد انداز میں کلامِ پاک اوراحادیثِ نبویؐ کا ایک وسیع ذخیرہ نعت کا حصہ بنایا بلکہ قوتِ بیان اور قادرالکلامی کا بھی ثبوت دیا۔انہوں نے اپنی نعتوں میں عربی، فارسی اور ہندی الفاظ کا کثرت سے استعمال کیا اور نئی تراکیب بھی وضع کیں، یہ بات بھی ان کی اختراع پسند طبیعت کا اظہار ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں کے نام قدیم صحائف میں مذکور حضورؐ کے اسمائے مبارکہ ''فارقلیطؐ''،''منحمناؐ''،''حمطایاؐ''،''ماذماذؐ''،''عبدہٗؐ'' پر رکھے اور ایک زمانے کو ان ناموں سے متعارف کرایا۔انہوں نے ایجاد واختراع،جمیل وجلیل اور نئے الفاظ کا استعمال کر کے اجتہاد کا راستہ روشن کیا تاہم ناقدین نے ان کے ہندی آمیز لہجے کو ناپسند کیا اور اسے نعت کے تقدس کے منافی قرار دیا۔عبدالعزیز خالد ایک وسیع اور وقیع ذخیرہ نعت یادگار چھوڑ کر گزشتہ برس جہانِ فانی سے دارِ بقا کی جانب روانہ ہو گئے۔

بچھاؤں تری سیج چن چن کے کلیاں
تو صاحب ہے میرا تو میرا ملا ہے

.....

تلقیط و طاب طاب ،حما طیط و حاط حاط
دوری کے باوجود وہ ہر وقت پاس ہے

ادیب رائے پوری(1928-2004)

ادیب رائے پوری دنیائے نعت کا ایک روشن حوالہ ہیں،منفرد نعت خوانی کے ساتھ پہلے نعتیہ رسالے''نوائے وقت'' کے اجرا،اشاعت اور اس کی ادارت کا اعزاز بھی انہیں حاصل ہوا،انہوں نے ایک تحریک کے طور پر نعت کے سلسلہ میں متعدد علمی اور تحقیقی کاموں کا آغاز بھی کیا۔انہوں نے اس قدم کے نشاں،تصویرِ کمالِ محبت،مقصودِ کائنات،موجِ اضطراب سمیت کئی کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔

خدا کا ذکر کرے ذکرِ مصطفےٰؐ نہ کرے
ہمارے منہ میں ہو ایسی زباں خدا نہ کرے
مدینہ جا کے نکلنا نہ شہر سے باہر
خدا نخواستہ یہ زندگی وفا نہ کرے

مسرور کیفی (1928-2003)

مسرور کیفی اردو نعت گوئی میں حب رسولؐ کا پرچار کرنے والے شاعر ہیں، انہوں نے عشق و محبت سے سرشار ہو کر نعت کہی جسے سادگی اور بے ساختگی نے نکھار بخشا، ان کی نعت میں اسوہِ رسولؐ کے مضامین بھی دل نشین انداز میں بیان ہوئے ہیں، خلوص، اثر انگیزی اور وارفتگی نے ان کی نعت کو تاثیر سے لبریز کر دیا ہے، انہوں نے چراغِ حرا، جمالِ حرم، مولائے کل، سید الکونین اور نورِ یزداں سمیت درجن بھر مجموعے یادگار چھوڑے ہیں۔

قدموں سے میں مسرور لپٹ جاؤں، جو مل جائے
سرکارِ دو عالم ﷺ کا کوئی چاہنے والا

--

پھول میں ہے نہ وہ صبا میں ہے
ایک خوشبو جو خاکِ پا میں ہے

حفیظ تائب (1931-2004)

حفیظ تائب عہد موجود کے ایک ایسے شاعر تھے جنہیں ایک دبستاں کی حیثیت حاصل رہی، انہوں نے نئی نعت کی ترویج اور تشہیر کے لیے ایک تحریک کے طور پر کام کیا اور ساری زندگی اس کے لیے وقف کر دی، ان کے نعتیہ کلام میں تخلیقی واردات کے ساتھ طرز اظہار کا دھیما پن، اسلوب کی دل کشی، محبت و عقیدت، دردمندی اور جذبہ و احساس کا رچاؤ پوری دل آویزی کے ساتھ موجود ہے، ڈاکٹر ابوالخیر کشفی نے انہیں کوثری نغموں والا شاعر کہا جبکہ ڈاکٹر سید عبداللہ ان کی کتاب صلوا علیہ وآلہ کے پیش نامہ میں لکھتے ہیں ''حفیظ تائب کی نعت پڑھ کے یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایک ایسا وصاف ہے جو حضورؐ کے روبرو کھڑا ہے، اس کی نگاہیں جھکی ہوئی ہیں اور اس کی آواز احترام کی وجہ سے دھیمی ہے، مگر نہ ایسی کہ سنائی نہ دے اور نہ ایسی اونچی کہ سوئے ادب کا گمان گذرے، شوق ہے کہ اٹھا آتا ہے اور ادب ہے کہ سمٹا جا رہا ہے۔'' حفیظ تائب نے حضور ﷺ کے ارشادات، سیرت کے تابدار نقوش اور مقصدِ نبوت و رسالت کو اپنی نعت کا موضوع بنایا اور تسلسل کے ساتھ امت مسلمہ کے لیے اصلاحی مقاصد کے چراغ روشن کیے، انہوں نے فہم سیرتِ رسولؐ کو نعت گوئی کے لیے لازمی شرط قرار دیا۔

نعت گوئی کے لیے حسنِ ارادت شرط ہے
ساتھ کچھ فہمِ کتاب و علمِ سیرت شرط ہے

حفیظ تائب نے مسلمانوں کو پیش آمدہ مسائل، پاکستان میں زوال آمادہ اخلاقی، سیاسی اور مذہبی اقدار کے ساتھ عالمی سطح پر مسلمانوں کو درپیش مشکلات کو بھی اپنی نعت کا موضوع بنایا اور آج کے انسان کی حاجتیں بھی بارگاہِ رسالت میں پیش کیں، اس بات پر اہل نقد و نظر کا اتفاق ہے کہ حفیظ تائب نے اردو اور پنجابی نعت گوئی کو نئی زندگی دی اور عہد موجود کے لکھنے والے ان کے جلائے گئے چراغوں کی روشنی سے استفادہ کر رہے ہیں۔ حفیظ تائب کے اردو نعتیہ مجموعہ ہائے کلام جن میں صلو علیہ وآلہ، وسلمو تسلیما، وہی یسٰین وہی طٰہٰ اور کوثر یہ شامل ہیں کے علاوہ غزل، ملی شاعری اور پنجابی نعتیہ و مناقب پر مشتمل کتابیں بھی شائع ہوئیں، ان کے انتقال کے بعد ان کا کلیات 2005 میں شائع ہوا جبکہ نعتیہ مجموعہ حضوریاں 2010 اور طاقِ حرم 2007 میں منظر عام پر آئے۔ انہوں نے تحقیق و تدوین کے حوالے سے بھی کئی کتابیں یادگار چھوڑیں۔

دے تبسم کی خیرات ماحول کو، ہم کو درکار ہے روشنی یا نبیؐ
ایک شیریں جھلک، ایک نوریں ڈلک، تلخ و تاریک ہے زندگی یا نبیؐ

کام ہم نے رکھا صرف اذکار سے، تیری تعلیم اپنائی اغیار نے
حشر میں منہ دکھائیں گے کیسے تجھے، ہم سے ناکردہ کار امتی یا نبیؐ

مظفر وارثی (1933-2011)

مظفر وارثی عہدِ حاضر کے ایسے منفرد نعت گو تھے جنہوں نے نعت میں مترنم اسلوب متعارف کرایا، انہوں نے نغمہ کاری کے ساتھ دردمندی، محبت و عقیدت اور قومی و ملی مسائل کو سادہ لب و لہجے اور دل نشین انداز میں پیش کیا، وہ ایک عمدہ غزل گو بھی تھے اس لیے ان کی غزل کی طرح ندرت و جدت اور تازہ کاری ان کی نعت کا بھی حصہ بن گئی۔ ڈاکٹر ریاض مجید لکھتے ہیں ''انہوں نے لفظ اور جذبہ کی خوشگوار ہم آہنگی، عقیدے اور ادبیت کو یکجا کر کے ایسی نعتیں لکھی ہیں جن کو اردو نعت گوئی کی تاریخ میں یقیناً نمایاں حیثیت حاصل ہوگی''۔ (اردو میں نعت گوئی۔ ص 519)

ان کی نعتیہ کتابوں میں کعبہء عشق، نورِ ازل، بابِ حرم، میرے اچھے رسولؐ، دل سے درِ نبیؐ تک، صاحب التاجؐ اور امی لقبیؐ شامل ہیں، علاوہ ازیں حمدیہ کلام اور خود نوشت سمیت ان کی شاندار غزلیہ شاعری کے بھی کئی مجموعے شائع ہوئے اور شائقین سے داد پائی۔ ''وہی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے وہی خدا ہے، مرا پیمبر ﷺ

عظیم تر ہے، یارحمت للعالمین'' جیسے ان کے حمدیہ ونعتیہ کلام کو عالمی سطح پر شہرت نصیب ہوئی۔

پوری تاریخِ جہاں میں روشنی اتنی نہیں
لمحے لمحے میں اجالا جس قدر انؐ سے ہوا

.....

مجھے کعبہ بہت پیارا ہے لیکن
نبیؐ کے ساتھ ہجرت کر رہا ہوں

سید ریاض الدین سہروردی (2001-1919)

سید ریاض الدین سہروردی کا تعلق ایک مذہبی، روحانی اور علمی گھرانے سے تھا، نعت گوئی اور نعت خوانی کا ذوق انہیں ورثہ میں ملا، صاحب سلسلہ بزرگ تھے، انہوں نے نعت کے فروغ کے لیے بزم جلال اور بزم ریاض قائم کیں اور اس کام کو ایک تحریک کے طور پر آگے بڑھایا، خزینۂ ریاض، کلام ریاض، گلدستہ ءنعت اور دیوان نعت ان کی یادگار کتابیں ہیں، ان کے صاحب زادے سید فصیح الدین سہروردی نے نعت خوانی میں عالمی شہرت حاصل کی ہے اور اپنے والد کے نعتیہ کلام کو دنیا بھر میں متعارف کرایا۔ سید ریاض الدین سہروردی کا کلام عشق رسولؐ سے لبریز ہے، ذوق وشوق، وارفتگی اور شیفتگی ان کے کلام کا نمایاں وصف ہیں۔

جلوے چمک رہے ہیں دربارِ مصطفےٰؐ میں
اور دل مہک رہے ہیں دربارِ مصطفےٰؐ میں
ہے زائروں کی جانب انؐ کی نگاہِ رحمت
چہرے چمک رہے ہیں دربارِ مصطفےٰؐ میں

بشیر حسین ناظم (2012-1932)

علامہ بشیر حسین ناظم عصرِ موجود کے نامور نعت گو شاعر، نعت خواں، دانشور اور سچے عاشقِ رسولؐ تھے، ان کی نعتوں میں سرکار ﷺ سے والہانہ محبت، جذب وکیف اور مترنم لب ولہجہ پورے فنی رچاؤ کے ساتھ موجود ہیں، محبت اور شیفتگی کے ساتھ قادر الکلامی ان کا نمایاں وصف رہا، اسوہِ رسولؐ کے بیان کے ساتھ ساتھ ان کی نعت روحانی واردات کا بھی خوبصورت اظہار ہے، انہوں نے نعت کے فروغ اور تشہیر کے لیے بھی گراں قدر خدمات انجام دیں، ناظم صاحب چونکہ فارسی زبان پر بھی دستِ کمال رکھتے تھے اس لیے انہوں نے فارسی کے قدیم شعرا کے نعتیہ کلام پر تضامین بھی لکھیں، انہوں نے کشف المحجوب اور امام احمد رضا بریلویؒ کے

مشہورِ عالم سلام ''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام'' کا انگلش میں ترجمہ بھی کیا اوراس پر تضمین بھی لکھی، انہوں نے دیوانِ غالب کی تمام غزلوں پر نعتیں کہیں اور یہ مجموعہ ''جمال جہاں فروز'' کے نام سے شائع کرایا، اردو اور پنجابی حمدیہ، نعتیہ کلام پر مشتمل مجموعوں سمیت 32 کتابوں کے خالق تھے، وہ کافی عرصہ نوائے وقت میں اسلامی صفحہ ترتیب دیتے رہے، میرا ان سے دس سال تک عقیدت و محبت کا تعلق رہا، بہت محبت کرنے والے، کثیر المطالعہ، خوش طبع اور خوش گفتار انسان تھے، لفظ کی صحت کا خیال رکھتے اور غلط تلفظ پر محفل ہی میں ٹوک دیتے، وہ محافل کی جان تصور کیے جاتے اور اپنے خاص لحن سے نعت پڑھ کر محفل پہ وجد طاری کر دیتے۔ انہوں نے متعدد حج کیے اور قریبا دو کروڑ مرتبہ درود شریف پڑھنے کی سعادت بھی حاصل کی۔ ان کی شاعری کی متعدد کتابیں زیرِ طبع ہیں۔

نبیؐ کے خوانِ رحمت کے ہیں ریزے
مودت کیا، محبت کیا، وفا کیا
آپؐ کی بدولت ہے، آپؐ کی عنایت ہے
جو بھی ہے یہاں اپنا، جو بھی ہے وہاں اپنا

راجا رشید محمود

راجا رشید محمود نامور نعت نگار، صاحبِ طرز ادیب، ممتاز نقاد، مورخ اور سیرت نگار کی حیثیت سے عالم گیر شہرت رکھتے ہیں، انہوں نے نعت کے حوالے سے بے مثال خدمات انجام دی ہیں، ان کی نعت میں اظہار محبت و عقیدت، سلام، ذکرِ مدینہ، تحفظِ ناموسِ رسالت، عظمتِ مصطفیٰؐ، واقعہ معراج، استغاثہ، صحابہ کرامؓ اور اہلِ بیتؓ سے محبت کے مضامین کثرت سے ملتے ہیں، انہوں نے نعت میں نئے امکانات کی بازیافت اور اس کے کینوس کی توسیع کی کوشش کی ہے، انہیں پہلی منظوم سیرت بصورتِ قطعات اور مخمساتِ نعت لکھنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا، علاوہ ازیں انہوں نے نعت کے حوالے سے تحقیق، تنقید اور تدوین کے میدان میں بھی قابل قدر کام کیا ہے، راجا رشید محمود ''ورفعنا لک ذکرک، حدیثِ شوق، منشورِ نعت، شہرِ کرم اور مدیحِ سرکارؐ سمیت درجنوں کتابوں کے خالق ہیں۔

اسوہ رسولِ پاکؐ کا، جادہ ہے نور کا
نقشِ قدومِ حضرتِ محبوبِ ربؐ، چراغ

نبیؐ کے شہرِ حسیں تک رسائیوں کے لیے
وسیلے ہم نے تو مدحت سرائیوں کے لیے

امین راحت چغتائی

امین راحت چغتائی کی نعت روحانی تجربات اور محبت رسولؐ کا ایسا والہانہ اظہار ہے جو مدحِ سرکارؐ کے حوالے سے اسلوب کی سطح پر نئے پن کا حامل بھی ہے اور تہذیبی اقدار کا مرقع بھی، انہوں نے اپنے سارے نعتیہ سفر میں موضوع اور اسلوب کی ہم آہنگی سے جدت پیدا کرنے کی سعی کی اور زندگی مدحتِ رسولؐ کے لیے وقف کر دی۔

وہ بھی دن آئے کہ پہنچوں جو درِ اقدس پر
دل مرا دل نہ رہے، انؐ کی تمنا بن جائے

مہک پھیلی ہوئی ہے ہر طرف اسمِ محمدؐ کی
جہاں ہوتی نہیں پت جھڑ ،میں اس گلزار میں آیا

اعجاز رحمانی

اعجاز رحمانی نے شاعری کے تقاضوں کو مدنظر رکھ کر اسوہء رسولؐ کا پیغام عام کرنے کا پرچم بلند کیا اور یہ کوشش کی کہ پیامِ سرکارؐ جذبہ واحساس کی ایسی کیف آور لے میں پیش کیا جائے جو دلوں میں عشقِ مصطفیٰؐ کے چراغ روشن کر دے، وہ اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہیں اور معاشرے کو اسلامی اقدار کا حامل دیکھنا چاہتے ہیں، ان کے کلام میں خیال کی تابندگی بھی ہے اور فکر کی بلندی بھی، روانی بھی ہے اور سلاست بھی، انہوں نے اپنی فکر کے اظہار کے لیے جہاں اپنے جذب دروں اور بالغ نظری سے کام لیا ہے وہیں مترنم لب و لہجے کو بھی کام میں لائے ہیں جس نے ان کی نعت کو پر تاثیر اور دل آویز بنا دیا ہے، خواجہ رضی حیدر لکھتے ہیں ''اعجاز رحمانی کی نعتیہ شاعری کا اعجاز یہ کہ انہوں نے رسول ﷺ کے پیغام کی اصل غایت کو پیش نظر رکھ کر انسان کی تمدنی زندگی کو اسوہِ رسولؐ کے مطابق بنانے کے لیے اپنی فکری توانائیوں کو الفاظ میں اس طرح ڈھالا ہے کہ شاعری کی مقتضیات بھی پوری ہوں''۔ (پیش لفظ۔ آسمان رحمت) اعجاز رحمانی کے نعتیہ مجموعوں میں اعجازِ مصطفیٰؐ، پہلی کرن آخری روشنی، افکار کی خوشبو، چراغ مدحت اور آسمان رحمت شامل ہیں، اعجاز رحمانی کی نظموں اور غزلوں کے بھی کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

آپؐ نے محنت کی عظمت کا لوگوں کو احساس دیا
آپؐ سے پہلے دنیا میں خوشحال کوئی مزدور نہ تھا

یہ آپؐ کا صدقہ ہے جو دنیا میں ہے جاری
تہذیب و تمدن کا سفر، رحمتِ عالمؐ

ریاض حسین چودھری

ریاض حسین چودھری کی نعتیہ شاعری جدید رنگِ شعر کی ایک عمدہ مثال ہے، ان کا اسلوب دل کش اور پر تاثیر ہے۔ ان کی نعت میں سرکارؐ کی ثنا، عقیدت، خواہش و حسرت، امید سمیت زندگی کے رنگ جب ندرتِ فن، کیف، جذب و مستی اور تخلیقی سچائی کے ساتھ منعکس ہوتے ہیں تو ایک ایسی کہکشاں ظہور پاتی ہے جو قاری پر سحر طاری کر دیتی ہے۔ ان کی نعت کی ایک اہم خوبی ان کی شعریت اور تغزل ہے جو ان کے ہر شعر اور ہر نعت میں اپنی چھب دکھا رہے ہیں۔ ریاض حسین چودھری نے غزل، آزاد نظم اور قطعات کی ہیئت میں نعت کہی اور خوب کہی۔ ان کے اب تک چھ نعتیہ مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں تمنائے حضوری، متاعِ قلم، زرِ معتبر، رزقِ ثنا، کشکولِ آرزو اور سلام علیک شامل ہیں۔ تمنائے حضوری اور سلام علیک میں طویل نعتیہ نظمیں ہیں جو ان کی مہارتِ فن کا بھی عمدہ نمونہ ہیں اور سلام علیک کو تو اکیسویں صدی کی پہلی طویل نعتیہ نظم ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

طوافِ گنبدِ خضرا میں عمر کٹ جائے
عجیب شوق مرے بال و پر میں رہتے ہیں

.....

گنبدِ خضرا کے دامانِ کرم میں بیٹھ کر
سوچتا ہوں، بعد اس کے اور کیا چاہوں گا میں

عابد سعید عابد

عابد سعید عابد کا شمار عہدِ حاضر کے باکمال نعت گو شعرا میں ہوتا ہے، ان کی اب تک کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور نئی صدی کی پہلی دہائی میں ان کے سات نعتیہ مجموعے زیورِ طبع سے آراستہ ہوئے جن میں نجات، زیارت، رسائی، قبولیت، عافیت، ودیعت اور آبنائے گداز شامل ہیں، بعد ازاں ان کا کلیاتِ نعت بھی خلدِ نظر کے نام منظرِ عام پر آ چکا ہے، عابد سعید عابد نے چونکہ غزل سے نعت کی طرف مراجعت کی اس لیے ان کی نعت میں

غزل کا رنگ بھی در آیا ہے، ان کا اسلوب سادہ بھی ہے اور منفرد بھی، تازہ کاری بھی ان کے ہاں اپنی چھب دکھاتی ہے اور ذوق وشوق کا والہانہ پن بھی، انہوں نے سیرتِ رسولؐ کے مختلف گوشوں کا تذکرہ بھی کیا ہے اور عقیدت ومحبت کا اظہار بھی۔

قدم ڈر ڈر کے رکھتا ہوں زمیں پر
کہ اس پہ نقشِ پائے مصطفیٰؐ ہے

--

سبز گنبد کی روشنی عابد
جان و دل میں سمو کے آیا ہوں

راغب مرادآبادی (1918-2011)

راغب مرادآبادی کی نعت فنی پختگی اور استادانہ مہارت کا عمدہ نمونہ ہے، انہوں نے زیادہ تر غالب کی زمینوں میں نعت لکھی جو بلندیِ خیال کی حامل بھی ہے اور کیف وسرمستی کا حاصل بھی، انہوں نے ''مدح رسولؐ'' کے نام سے ایک غیر منقوط نعتیہ مجموعہ ترتیب دیا اور اپنے ایک سفر نامہ حجاز کو رباعیات کی صورت میں منظوم بھی کیا، ان کی شاعری اور نثر کی 40 سے زائد کتب منظر عام پر آئیں، مشاعرہ کلچر کے فروغ کے لیے بھی ان کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

جن کا امتی ہونا زندگی کا حاصل ہے
آکے انؐ کے قدموں میں زیست کا مزا پایا

.....

پر نور مدینے کا ہے کونا کونا
کم تر ذروں سے ہے یہاں کے، سونا
لیکن ہے نشاطِ روح مومن کے لیے
روزے پہ حضورؐ آپؐ کے حاضر ہونا

ڈاکٹر ریاض مجید

ڈاکٹر ریاض مجید موجودہ دور کے ممتاز نعت گو ہیں، انہوں نے اردو اور پنجابی نعت گوئی کے ساتھ ساتھ ''اردو میں نعت گوئی کی تاریخ'' کے عنوان سے پی ایچ ڈی سطح کا تحقیقی مقالہ بھی تحریر کیا جو اپنی نوعیت کا ایک اہم

کام ہے۔انہوں نے اپنی نعت کی بنیاد تخلیقیت ، تازگی ، روایت سے گریز اور نئے نئے مضامین کی تلاش وجستجو پر رکھی ہے،عقیدت ومودت کے اظہار کے ساتھ ریاض مجید نے حسن ادا کا خیال بھی رکھا ہے اور حرف و صوت وجذب وکیف کی ہم آہنگی کا اہتمام بھی کیا ہے، وہ چونکہ جدید تر لب ولہجہ کے غزل گو بھی ہیں اس لیے ان کے ہاں لفظیات،تشبیہات،استعارے،تراکیب اور فکر کی تازہ کاری بھی شعر در شعر سفر میں رہتی ہے۔سیدنا محمدؐ،سیدنا احمدؐ،اللھم اصلی علی،اللھم اصلی علی محمدؐ اور دیگر نعتیہ کتب کے علاوہ ان کی تنقید اور غزلیہ شاعری کی کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔

صدیاں طلوع ہوتی ہیں اس رخ کو دیکھ کر
کہتے ہیں جس کو وقت ہے صدقہ حضورؐ کا

.....

ساحل آشنا ہوگی کشتیِ ریاض اک دن
انؐ کا نام لکھا ہے بادبان کے اوپر

ماجد خلیل

ماجد خلیل بھی ایک اہم نعت گو شاعر ہیں،فنی مہارت کے ساتھ عقیدت ومحبت،سیرتِ رسولؐ کے اہم گوشوں کا تذکرہ،اسوہِ رسولؐ سے رہنمائی لینے اور اسے مشعل راہ بنانے کی خواہش کا اظہار بھی ان کی نعت کے اہم موضوعات ہیں،عہد موجود کے مجموعی نعتیہ مزاج سے جڑی ان کی نعت کا سفر قابل رشک بھی ہے اور قابل داد بھی، وہ ماہانہ نعتیہ مشاعروں کا اہتمام کر کے نعت کی تشہیر اور فروغ کے لیے گراں قدر کام کر رہے ہیں،روشنی ہی روشنی،نور ہی نور اور فرحتِ حرف ان کی اہم کتابیں ہیں۔

ایک دن وہ تھا کہ ہونا پڑا دہلیز بدر
ایک دن یہ ہے کہ دنیا تریؐ دہلیز پہ ہے

.....

اہلِ ہنر نے نعتِ نبیؐ سے کیا کیا فیض اٹھائے ہیں
کسبِ ہنر سے عرضِ ہنر تک، عرضِ ہنر سے آگے بھی

عاصی کرنالی

عاصی کرنالی جدید طرزِ اظہار کے حامل ایک منفرد شاعر ہیں، ان کی نعت کا نمایاں وصف حضور ﷺ کی آمد کے مقاصد کی شرح اور اس کی تبلیغ ہے، انہوں نے فنی نزاکتوں کے احترام کے ساتھ ذوق وشوق ، وارفتگی اور شیفتگی کا اظہار بھی حد درجہ احتیاط کے ساتھ کیا ہے، ڈاکٹر غفور شاہ قاسم لکھتے ہیں ''نعت ان کے نزدیک ایک مقدس عبادت ہے جس کے وسیلے سے وہ زندگی کے اعلیٰ وارفع مقاصد اور دنیا وعقبیٰ کی سرخ روئی کے طلب گار ہیں''۔ (نعت رنگ، شمارہ 20 ص 250)

مدحت، نعتوں کے گلاب اور حرفِ شیریں ان کے نعتیہ مجموعہ ہائے کلام ہیں۔

میرے پہلے سانس سے نغمہ سرا ہے سازِ دل
آتی ہے صلِ علی، صلِ علی، آوازِ دل
میں اس کو سرِ نامۂ اعمال سجا لوں
وہ لمحہ جو سرکارؐ کی چوکھٹ پہ بسر ہو

خالد احمد (2013-1943)

خالد احمد اپنے جداگانہ لب ولہجہ کے باعث ہجوم میں دور سے پہچانے جانے والے شاعر تھے، ان کی ہر تخلیق ان کے گہرے مطالعے کی گواہی دیتی ہے، ان کے نعتیہ قصیدے ''تشبیب'' کو ادبی حلقوں میں بہت پذیرائی ملی، وہ تواتر سے نعت اور غزل کہتے رہے، انہوں نے نوجوان شعرا کی حوصلہ افزائی میں بھی کبھی بخل سے کام نہیں لیا، ان کی نعت جدید تر رنگ شعر کے ساتھ مضمون آفرینی، نئی تراکیب، استعارے، تشبیہات، قلبی واردات، اخلاص، شائستہ لفظی اور دردمندی سے مزین ہے۔

ابھی مٹی نہ کھنکی تھی، ابھی پانی نہ برسا تھا
مگر بزمِ عناصر میں ترے ہونے کا چرچا تھا
وہ کیسی خاک تھی، کس نور کا اعجاز تھی آقاؐ!
جسے اک روز تیرا نقشِ پا ہو کر چمکنا تھا

ڈاکٹر خورشید رضوی

ڈاکٹر خورشید رضوی کا شمار عہد موجود کے اہم غزل اور نعت گو شعرا میں ہوتا ہے، ان کی غزل کے تو کئی مجموعہ ہائے کلام شائع ہوئے ہیں لیکن تواتر سے نعت کہنے کے باوجود تا حال نعت کا باقاعدہ کوئی مجموعہ سامنے نہیں

آیا، ڈاکٹر خورشید رضوی کی نعت اسوہِ رسولؐ کے ذکر کے ساتھ ساتھ محبتِ سرکارؐ کے اظہار میں شائستگی اور شیفتگی کا رنگ لیے ہوئے ہے، ان کی نعت منفرد طرزِ اظہار اور موثر لب ولہجہ کے باعث الگ شناخت رکھتی ہے۔

شان انؐ کی سوچئے اور سوچ میں کھو جایئے
نعت کا دل میں خیال آئے تو چپ ہو جایئے

اے بادِ سازگار مجھے چھوڑ کر نہ جا
میں بھی ہوں مشتِ خاک مدینے کی راہ کی

افتخار عارف

افتخار عارف جدید غزل کا ایسا نمائندہ ہے جس کے جداگانہ لب ولہجہ، زبان و بیان اور بے ساختہ پن نے انہیں دوسرے شعرا سے ممتاز مقام عطا کیا ہے، ان کی غزل کی طرح نعت بھی فکر اور جذبہ کے حوالے سے انفرادیت کی حامل ہے، ان کے اشعار آراستہ اور مرصع ہونے کے ساتھ جذب و کیف اور محبتِ رسولؐ سے لبریز تاثیر، روانی اور دل کشی میں بے مثال ہیں۔

سبیل ہے اور صراط ہے اور روشنی ہے
اک عبدِ مولیٰ صفات ہے اور روشنی ہے

قیامتیں گذر رہی ہیں کوئی شہ سوار بھیج
وہ شہ سوار جو لہو میں روشنی اتار دے

پیر سید نصیر الدین نصیرؒ (1949-2009)

پیر سید نصیر الدین نصیر حضرت پیر سید مہر علی شاہؒ گولڑہ شریف کے خانوادہ کے چشم و چراغ تھے، وہ نامور دانش ور، بے بدل مقرر، خطیب اور عالم دین ہونے کے ساتھ باکمال شاعر بھی تھے، شعر گوئی میں انہوں نے داغ کی روایت کو آگے بڑھایا، ان کے نعتیہ کلام میں روایتِ شعر سے کامل آگاہی، زبان و بیان کی چاشنی، اسوہِ سرکارؐ اور ایک خاص طرح کی جذباتی وابستگی کے ساتھ محبتِ رسولؐ کا والہانہ اظہار پایا جاتا ہے، انہوں نے حمد و نعت اور مناقب پر مشتمل مجموعہ ہائے کلام سمیت درجن بھر کتب یادگار چھوڑی ہیں۔

پھر اس نے کوئی اور تصور نہیں باندھا
ہم نے جسے تصویر دکھائی ترے در کی

ہمارا دھیان بھی طیبہ کے قافلے والو!
رواں دواں پسِ گردو غبار ہم بھی ہیں

گستاخ بخاری

گستاخ بخاری کی نعت عقیدت ومحبت کے اظہار کے علاوہ حضورؐ کے اوصاف، الطاف وکرم، تعلیماتِ رسولؐ اوراسوۂ رسولؐ کے ذکر سے لبریز ہے، وہ مدحِ ممدوحِؐ خدا (نعتیہ دیوان) اورمحمدؐ محورِ عالمؐ (نعتیہ مجموعہ) کے علاوہ درجن بھر کتب کے خالق ہیں، ان کو یہ امتیاز بھی حاصل ہے کہ انہوں نے غالباً اردو ادب کی تاریخ میں پہلی مرتبہ صلوعلی الحسینؓ کے نام سے سلام کا دیوان بھی تخلیق کیا ہے، محمد شفیع بلوچ لکھتے ہیں ''وارفتگی اور عشق نے بخاری صاحب کی شاعری کو فنی اور معنوی محاسن سے آراستہ کیا ہے، ان کی نعتیں عشق وتفکر کا حسین امتزاج ہیں جن میں موضوعات اوراسالیب کی رنگارنگی پائی جاتی ہے۔'' (پیش لفظ۔محمدؐ محور عالمؐ)

حدِ امکان میں ہے جو بھی صفت
وہ مدینے کے تاجدارؐ میں ہے

روشنی کی خدا نے کی تجسیم
پھر اسے کہہ دیا ''محمدؐ'' ہیں

صبیح رحمانی

معروف نعت گواور نعت خواں صبیح رحمانی کی عصرِ موجود میں نعت کے حوالے سے خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں، وہ عہد حاضر کے حمد ونعت کے حوالے سے صف اول کے شاعر ہیں اور معروف رسالے ''نعت رنگ'' کراچی کے مدیر بھی، نعت رنگ کے ذریعے وہ نعت کے فروغ اور ترویج کے لیے جس طرح سرگرمی سے کام کررہے ہیں وہ اپنی مثال آپ ہے، نعت رنگ کا آغاز 1995 میں ہوااوراب تک تسلسل کے ساتھ شائع ہورہا ہے، ان کی نعتیہ شاعری کی بھی پانچ کتابیں شائع ہوچکی ہیں جن میں ماہِ طیبہ، جادۂ رحمت، ایوانِ نعت، ہیں مواجہ پہ ہم اور خوابوں میں سنہری جالی ہے شامل ہیں، نعت کے سلسلہ میں خدمات پر انہیں قومی اور عالمی سطح پر ایوارڈز سے بھی نوازا گیا، ان کی نعت میں عشقِ رسولؐ کے والہانہ اظہار کے ساتھ ساتھ سیرت رسولؐ کے مختلف پہلوؤں کو فنی کمال اور جدید اسلوب میں رقم کیا گیا ہے، ان کی نعت کا نمایاں وصف تازہ کاری اور نئی نئی اور مترنم زمینیں ہیں، وہ تکرار لفظی سے جو فضا بناتے ہیں وہ دل تسخیر کرتی چلی جاتی ہے۔

کوئی مثل مصطفیٰؐ کا کبھی تھا نہ ہے نہ ہو گا
کسی اور کا یہ رتبہ کبھی تھا نہ ہے نہ ہوگا

.....

لب پر نعتِ پاک کا نغمہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
میرے نبیؐ سے میرا رشتہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے

نورین طلعت عروبہ

نورین طلعت عروبہ نئی نسل کی ایسی نمائندہ نعت نگار ہیں جن کا کلام تلاش واظہارِ جمال، محبتِ رسولؐ، وارفتگی، تازگی اور ندرت کا حامل ہونے کے ساتھ ساتھ تاثیر کی دولت سے بھی مالا مال ہے، ان کے دو نعتیہ مجموعے ''حاضری'' اور ''زہے مقدر'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں جنہیں اہلِ علم وادب میں تحسین کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

آنکھ کی ساری بصارت جستجوئے مصطفیٰؐ
دل کو رکھتی ہے منور آرزوئے مصطفیٰؐ
دف بجاتی لڑکیوں میں کاش میں ہوتی کہیں
اور بس تکتی چلی جاتی میں روئے مصطفیٰؐ

ریاض ندیم نیازی

ریاض ندیم نیازی بھی عہد موجود کے ایک اہم نعت گو ہیں، ان کی اب تک تین نعتیہ کتب شائع ہو چکی ہیں جن میں ''خوشبو تری جوئے کرم''، ''ہوئے جو حاضر درِ نبیؐ پر'' اور ''بحرِ تجلیات'' شامل ہیں، ان کا غزلیہ مجموعہ بھی منظر عام پر آ کر داد وتحسین سمیٹ چکا ہے، ریاض ندیم نیازی عشقِ مصطفیٰؐ سے سرشار ہیں اور یہی بات ان کی نعت کا مرکزی نقطہ ہے۔ ریاض ندیم نے تعلیماتِ نبوی کے مختلف گوشوں کو بھی اپنے شعر کا حصہ بنایا ہے۔

زباں ملی ہے مجھے مدحتِ نبیؐ کے لیے
ہر ایک لفظ ہے میرا بس آپؐ ہی کے لیے

.....

اترتی ہے جو نعت نوکِ قلم پر
اسے پہلے دل میں رقم دیکھتے ہیں

مذکورہ بالا نعت نگاروں کے علاوہ احمد ندیم قاسمی، ہلال جعفری، ابوالخیر کشفی، قمر رعینی، آفتاب کریمی، محمد فیروز شاہ، طاہر سلطانی، اقبال نجمی، مہر وجدانی، ریاض حسین زیدی، رفیع الدین ذکی قریشی، عزیز الدین خاکی، عزیز احسن، قیصر نجفی، خالد علیم، عرش ہاشمی، شیخ صدیق ظفر سمیت متعدد شعرا نے نعت کے فروغ اور ترویج کے لیے مثالی کام کیا ہے۔ نئی نسل میں سرور حسین نقشبندی، علی رضا، احمد محمود الزماں، اختر عثمان، شہاب صفدر، توقیر تقی، سید ضیا ثاقب بخاری، وسیم ممتاز، نعیم انصاری اور ان جیسے دیگر شعرا کا جدید تر لب و لہجے، تخلیقیت و شعریت، عقیدت و محبت اور عشقِ رسولؐ سے لبریز کلام اس بات کا ثبوت ہے کہ جدید نعت عصری تقاضوں پر پورا اتر رہی ہے اور تعمیر و ترقی کی نئی منزلیں بھی سر کر رہی ہے۔

اکیسویں صدی کی پہلی دہائی میں نعتیہ مجموعوں کی بھی ایک بڑی تعداد منظر عام پر آئی ہے جن میں کلیاتِ نعت، کوثریہ، لبیب، طاق حرم (حفیظ تائب)، کشکولِ آرزو، تمنائے حضوری، سلام علیک (ریاض حسین چودھری)، جواہرِ نعت، توشہ (رفیع الدین ذکی قریشی)، نقشِ جمال، مرحبا، ہالۂ نور (مسرور کیفی)، اللھم بارک علی محمدؐ (ڈاکٹر ریاض مجید)، آسمانِ رحمت (اعجاز رحمانی) قوسین (آفتاب کریمی)، دیں ہمہ اوست، (سید نصیر الدین نصیر)، خلدِ نظر، نجات، زیارت، رسائی، عافیت، ودیعت، آبنائے گداز، انوار خاطر (عابد سعید عابد)، قندیل حرا، زبورِ سخن (تنویر پھول)، ولائے رسول (قمر رعینی)، مثال (منیر سیفی)، رب آشنا (قیصر نجفی)، حاضری (نورین طلعت عروبہ)، حرا کے مکین، کوئی سورج ترے جیسا نہیں ہے (انجم نیازی)، باوضو آرزو (محمد فیروز شاہ)، محامد محمد (خالد علیم)، رحمت مآب (ظفر اکبر آبادی)، لب پر نعتِ پاک کا نغمہ (مدثر سرور چاند)، کرم و نجات کا سلسلہ (عزیز احسن)، مہر عالم تاب (محمد اکرم رضا)، جمالِ سید لولاک (سید ریاض حسین زیدی)، قلزمِ انوار (شاہ محمد سبطین شاہجہانی)، ہے روشنی جہانوں کی (خاور نقوی)، اطاعت (حامد یزدانی)، ہر سانس پکارے صلی علی (طاہر سلطانی)، آقاؐ کملی والے (محمد یعقوب تصور)، محمد محمدؐ (زاہد فخری)، ثنا کا موسم، تحیّت (شہزاد مجددی) نویدِ بخشش (افضل خاکسار)، حضوری چاہتی ہوں (پروین جاوید)، مدینہ یاد آتا ہے (رضا اللہ حیدر)، ہر لفظ کے لب پر صل علی (شوذب کاظمی)، بابِ فضیلت (خرم خلیق)، نورِ مبیں (ریاض تصور)، مہرِ حرا (زہیر کنجاہی)، نچھاور جاں مدینے پر (احمد جلیل)، فانوسِ حرم (حسین سحر)، روشنی کے خدوخال (رفیع الدین راز) روح زائر ہے شہرِ طیبہ کی (احمد شہباز خاور) اور دیگر کئی نعتیہ مجموعہ ہائے کلام منظر عام پر آئے ہیں، علاوہ ازیں نعت رنگ کراچی (صبیح رحمانی)، ماہ نامہ نعت لاہور (راجا رشید محمود)، سفیر نعت کراچی (آفتاب کریمی)، عقیدت سرگودھا (شاکر کنڈان)، شہر نعت فیصل آباد (شبیر احمد قادری)، دنیائے نعت کراچی

(عزیزالدین خاکی) اور دیگر نعتیہ رسائل سمیت متعدد ادبی جرائد کے ذریعے بھی نعت کے فروغ کا کام ایک تحریک کے طور پر انجام دیا جا رہا ہے۔

میں خدائے بزرگ و برتر کا بے حد شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھ جیسے گناہ گار اور بے بضاعت شخص کو یہ شرف بخشا کہ میں سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں نعتیہ انتخاب کا ہدیہ پیش کروں، میں عرفی کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ اور سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں التجا گذار ہوں کہ:

مدح تُو اخلاص کنم کدیہ نہ از علم
در بت کدہ چوں آورم آہوئے حرم را

(میں آپؐ کی مدح علم سے نہیں اخلاص و محبت سے طلب کرتا ہوں، (عقل کے) بت کدہ سے میں حرم کا آہو کیسے پا سکتا ہوں (یعنی میری خواہش ہے کہ آپؐ کی محبت میں ڈوب کر نعت لکھوں نہ کہ ذہنی کاوش سے) میں عرفی ہی کی زبانی اللہ تعالیٰ اور سرکار دو عالم ﷺ کے حضور سراپا التماس ہوں کہ:

ہر کاہ کہ در مدح تو لغزم تو بخشائی
کز مدح نہ دانم من حیران شدہ ذم را

(اگر میں آپؐ کی مدح میں لغزش کروں تو مجھے معاف فرما دیں کیوں کہ آپؐ کے علوِ مرتبہ کا خیال کر کے عقل حیران رہ جاتی ہے اور اس حیرانی میں مجھے نہیں معلوم کہ میں نے جو مدح لکھی (یا جو انتخاب ترتیب دیا) ہے وہ آپؐ کے مرتبے کے شایانِ شان ہے بھی یا نہیں)۔

میں اپنی یہ کاوش قارئین کی خدمت اس اعتراف کے ساتھ پیش کر رہا ہوں کہ میں اپنی کم علمی کے باعث موضوع سے انصاف نہیں کر پایا، مجھے یہ اعتراف بھی ہے کہ میں مذکورہ بالا عرصہ میں شائع ہونے والی تمام کتب تک رسائی حاصل کر سکا ہوں نہ ہی اس مدت کے رسائل کا کما حقہ مطالعہ۔ پھر بھی جس قدر کتب اور رسائل دیکھ سکا ہوں ان میں سے کچھ منتخب نعتیں اس کتاب میں شامل ہیں، مجھے اپنی بے بضاعتی کا بھی اعتراف ہے لیکن بقول رحمان حفیظ ؎

بے بضاعت ہوں مگر نعتِ نبیؐ لکھی ہے
عشق کے زیرِ اثر نعتِ نبیؐ لکھی ہے

کسی بھی حوالے سے پہلا اور نیا کام خام ہو سکتا ہے مگر اسے پہلی اینٹ کے مترادف ضرور سمجھا جاتا ہے، میری یہ کوشش اگر اکیسویں صدی کی نعت پر گفتگو کا حرفِ آغاز بن سکے تو میرے لیے یہی بڑا اعزاز ہوگا۔

میں اس کتاب کی ترتیب اور تدوین کے سلسلہ میں ایک اجنبی مہربان کا حد درجہ ممنون ہوں کہ انہوں نے اس بابرکت اور نیک کام کی طرف توجہ دلائی ، بہت محترم ڈاکٹر توصیف تبسم ، بشارت علی سید، برادرِ عزیز شہاب صفدر، طاہر شیرازی، کاشف رحمان، اختر رضا سلیمی، ریاض ندیم نیازی، اور فیصل عرفان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ مسلسل میری حوصلہ افزائی کرتے رہے ہیں۔ کتاب کے پبلشر محمد عابد کا بھی بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اس کتاب کو اپنی رایتی آب وتاب کے ساتھ شائع کرنے کا اہتمام کیا۔ شریکِ حیات اور بچوں کا بھی دلی طور پر احسان مند ہوں کہ انہوں نے اپنے حصے کا وقت مجھے دیا۔

خورشید ربانی

اسلام آباد

آصف ثاقب

اُنؐ کے احساس سے میں زخم نما ہو جاؤں
سبز گنبد کے تصوّر سے ہرا ہو جاؤں

اُنؐ کی یادوں سے لپٹ کر میں رہوں اشک فشاں
شبِ فرقت میں محبت کی دعا ہو جاؤں

چاہے جیسا بھی بُرا ہوں مگر اے پیارے نبیؐ!
آپؐ چاہیں تو زمانے میں بھلا ہو جاؤں

اُنؐ کی گلیوں میں صدا کرتا چلوں بہرِ عطا
جی میں آتا ہے مدینے کا گدا ہو جاؤں

میں تو اِک قرض ہوں ہستی میں قضا کا ثاقبؔ
کاش طیبہ کی زمینوں پہ ادا ہو جاؤں

❖❖❖

آفتاب کریمی

ہر وقت تصور میں سرکارؐ کا روضہ ہو اے کاش کہ ایسا ہو
اور وِرد رہے جاری جو صلِ علیٰ کا ہو اے کاش کہ ایسا ہو

مر جاؤں مَیں طیبہ میں طیبہ ہی میں مدفن ہو اور ایسی جگہ پر ہو
جس جا مرے آقاؐ کا اِک نقشِ کفِ پا ہو اے کاش کہ ایسا ہو

سرکارؐ کی چاہت کا دعویٰ جو کیا مَیں نے سرکارؐ کی نعتوں میں
دنیا میں رہے سچا محشر میں بھی سچا ہو اے کاش کہ ایسا ہو

پا لیں گے یقیناً ہم اک روز بصیرت بھی دیدار کی نعمت بھی
سرمہ میری آنکھوں کا بس خاکِ مدینہ ہو اے کاش کہ ایسا ہو

دنیا میں نہیں کوئی اک جائے سکوں ایسی سرکارؐ کے روضے سی
سرکارؐ کے قدموں میں اب میرا ٹھکانہ ہو اے کاش کہ ایسا ہو

دیدار کریمی کو آقاؐ نے کرایا ہے شوق اور بڑھایا ہے
اب شوق کی خواہش ہے دیدار ہمیشہ ہو اے کاش کہ ایسا ہو

❖❖❖

ابرار عقیل

پڑا پرتو تمہارا آن و ایں پر
اجالا ہو گیا روئے زمیں پر

خیالِ منبعِ انوار جاگا
نظر آئی جو تابانی کہیں پر

اُنہیؐ کے نام کی خوشبو لٹانے
بہار آئی مری شاخِ یقیں پر

مٹائے گا سیہ بختی ہماری
بھروسا ہے ہمیں مہرِ مبیں پر

❖❖❖

ابرار سالک

کوئی منظر ہو تُو ہی جلوہ نما لگتا ہے
آسماں بھی ترا پیوندِ قبا لگتا ہے

جب سے آنکھوں میں بسا گنبدِ خضریٰ کا جمال
زرد پتے کو بھی دیکھوں تو ہرا لگتا ہے

حجلۂ جاں تری خوشبو سے مہک اٹھتا ہے
گوشۂ دل میں نہاں غارِ حرا لگتا ہے

تُو مری ذات کی پہنائی میں ہے محوِ خرام
لوحِ جاں پر ترا نقشِ کفِ پا لگتا ہے

شدتِ یاس میں جب پڑھتا ہوں میں حرفِ درود
کاسۂ سر ترے قدموں میں دھرا لگتا ہے

ایک احساسِ لطافت سے ہے تن آسودہ
دل کے زخموں پہ ترا دستِ شفا لگتا ہے

صرف تُو ہی تو نہیں اس سے معطر سالک
سارا عالم اسی خوشبو میں بسا لگتا ہے

❖❖❖

ابوالخیر کشفی

اس رحمتِ عالمؐ کی عطا سب کے لیے ہے
سرکارؐ کی شفقت کی ردا سب کے لیے ہے

بوبکرؓ سے سلمانؓ و اویس قَرَنیؓ تک
الطاف کی،رحمت کی گھٹا سب کے لیے ہے

اک عاشقِ نادیدہ سے ہم ہجر زدوں تک
اس چہرہء اقدس کی ضیا سب کے لیے ہے

اس روضہء اطہر سے ابھرتا ہوا سورج
مانندِ نشاناتِ حرا سب کے لیے ہے

تاریخ کے ایواں میں اجالا ہوا جس سے
وہ زندہ و پائندہ نوا سب کے لیے ہے

یاں مشرق و مغرب کا تفاوت نہیں کشفی
دامانِ رسالت کی ہوا سب کے لیے ہے

❖❖❖

احسان اکبر

ہجرِ شہِ طیبہ میں رونا بھی چھپانا بھی
خوش باش زمانے کو خوش خوش نظر آنا بھی

رہ ہجر سے ہجرت کو دو طرفہ نکلتی ہے
گھر چھوڑ کے چل پڑنا در چھوڑ کے آنا بھی

طیبہ کا ہر اک باسی دل والا نظر آیا
والی بھی موالی بھی فرزانہ و دانا بھی

جس دیس سے حضرت کو ٹھنڈی ہوا آتی تھی
وہ دیس گنوا بیٹھا خوابوں کا خزانا بھی

رکھیو مجھے نظروں میں مجھ پر ابھی گزرے گا
اک اور زمیں اندر اک اور زمانا بھی

❖❖❖

احمد رضا راجا

میرے آنگن میں نقشِ قدم آپؐ کا
سر سے پا تک ہے رحمت، کرم آپؐ کا

دل کی گلیوں میں پھرتی ہے شام و سحر
لے کے ہاتھوں میں خوشبو، علم آپؐ کا

حرف کھِلتے ہیں پھولوں سے بھی کچھ سوا
نام لکھتا ہے جب بھی قلم آپؐ کا

آپؐ سارے جہانوں کے سردار ہیں
ہر زمانہ ہے شاہِ اُممؐ آپؐ کا

خواب میں دید ، خیرالوریٰؐ آپؐ کی
ہے یہ احسان کیا مجھ پہ کم آپؐ کا

نعمتِ نعت پر کیوں نہ احمد رضاؔ
شکر ہر دم بجا لائیں ہم آپؐ کا

❖❖❖

احمد شہباز خاور

یہ جو ہونٹوں پہ ثنا روشن ہے
بے گماں حرفِ بقا روشن ہے
ہے تصور میں وہ نوری جالی
میرے ہاتھوں میں دعا روشن ہے
جانتی ہے یہ ہوا طیبہ کی
میرے اشکوں میں یہ کیا روشن ہے
یہ بھی تائیدِ خدا ہے ، ہر سو
نعتِ محبوبِ خدا روشن ہے
بابِ توصیف کھلا ہے مجھ پر
میری جھولی میں عطا روشن ہے
اُس کا پرتو ہے مری سوچوں میں
میرے اندر جو دیا روشن ہے
تیرہ و تار جہاں میں خاور
کملی والے کا کہا روشن ہے

❖❖❖

احمد صغیر صدیقی

نظروں میں بسی ہے کسی مہتاب کی صورت
دیکھے چلے جاتے ہیں جسے خواب کی صورت

اک شمع کی مانند ہیں ہم تیز ہوا میں
وہ ذاتِ گرامی کہ ہے محراب کی صورت

وحشت کے سوا کیا تھا سروں میں کہ وہ آیا
پھر اس نے نکالی ادب آداب کی صورت

پتھر تھا یہ دل موم ہوا اُسؐ کی نظر سے
اِس دشت نے دیکھی تھی کہاں آب کی صورت

شاہا ترےؐ قدموں کی مجھے دُھول عطا ہو
اوڑھوں میں اسے اطلس و کم خواب کی صورت

❖❖❖

احمد فرہاد

جادۂ شہرِ شفق ایسے نظر میں رکھا
گھر سے نکلے نہیں اور خود کو سفر میں رکھا

آنے والا کوئی اے کاش! مجھے بھی یہ کہے
صاحبا! تجھ کو بھی آقاؐ نے خبر میں رکھا

خوابِ خوش بخت تُو جاتا ہے تو گر تُو چاہے
میں بھی ہو آؤں ترے رختِ سفر میں رکھا

موسم آیا تو وہی خوابِ سفر ان کے حضور
کیسا نکھرا ہے مرے دیدۂ تر میں رکھا

پاؤں میں سطوتِ شاہی کی جبیں یوں ہے کہ دل
عمر بھر حلقۂ بوذرؓ کے اثر میں رکھا

❖❖❖

احمد محمود الزماں

ہے شان، دو عالم کی، ترے نام کی خوشبو
عرفانِ عبادت ہے، ترے جام کی خوشبو

ہیں طیُب فشاں شہرِ مُعنبر کے حوالی
بُوباس ہے جنت کی، در و بام کی خوشبو

مومن کی نشانی تری تکریم کا جلوہ
ہے دل کا تجمّل ترے اکرام کی خوشبو

ہر منہجِ ایقاں کی ضیا تیرا تبسم
منزل گہِ عنبر ہے کفِ گام کی خوشبو

خوابوں میں لیے پھرتی ہے جنت کی فضائیں
مجھ عبدِ خطاکار کو فرجام کی خوشبو

ہے نشو و نمائے گلِ ریحانِ تمدُن
اے ہم نفسو! مذہبِ اسلام کی خوشبو

کر دیتے ہیں رحمت کے قریں حج کے مناسک
رضواں سے ملا دیتی ہے احرام کی خوشبو

ہاتف نے مری روح کو یہ مژدہ سنایا
ہے نعتِ نبیؐ عرش کے انعام کی خوشبو

احمدؔ ہیں وہ مقبول زمانے میں جنہوں نے
سونگھی نہ کسی طور بھی آرام کی خوشبو

❖❖❖

احمد ندیم قاسمی

ہر ایک پھول نے مجھ کو جھلک دکھائی تری
ہوا جدھر سے بھی آئی، شمیم لائی تری

کبھی ہُوا نہ مرا سامنا اندھیروں سے
جدھر بھی دیکھا، اُدھر روشنی ہی پائی تری

درونِ سینہ، مدینہ اُٹھائے پھرتا ہوں
کہ ایک پل بھی گوارا نہیں جدائی تری

مجھے تو اپنے کرم کی یہیں بشارت دے
کہ روزِ حشر نہ دیتا پھروں دُہائی تری

ندیمؔ کے سے کروڑوں کا ذکر کیا ہے کہ جب
بڑے بڑوں کو بھی تسلیم ہے بڑائی تری

❖❖❖

اختر رضا سلیمی

کوئی آپ سا نہیں
کیا یہ معجزہ نہیں

وہ بھی جانتے ہیں آپ
جو ابھی ہوا نہیں

وقت آڑے آ گیا
ان سے مل سکا نہیں

آپ نے وہ سن لیا
میں نے جو کہا نہیں

ان کی یاد کے سوا
کوئی سلسلہ نہیں

نعت ہے حضور کی
لحن نعت سا نہیں

❖❖❖

اختر سعیدی

رسائی چاہتے ہو گر خدا تک
پہنچ جاؤ دیارِ مصطفیٰؐ تک

شفا ملتی ہے اُنؐ کی گردِ پا سے
غلامانِ نبیؐ کا راستہ، تک

یہ تاثیرِ پیامِ مصطفیٰؐ ہے
ہوئے ہیں آشنا، ناآشنا تک

تمہارے ذکر کی جلوہ گری ہے
منور ہے مرے دل کی فضا تک

طہارت چاہتے ہو گر زباں کی
پڑھے جاؤ درود اُنؐ کی رضا تک

تصور میں زیارت کر رہا ہوں
خمارِ بے خودی ہے سر سے پا تک

مدینے کے سفر کی جستجو میں
میں دل کے آ گیا بابِ عطا تک

وسیلے سے محمدؐ مصطفیٰؐ کے
زمیں پر سانس لیتی ہے ہوا تک

نبی زادوں کے نقشِ پا ملیں گے
مدینے کی زمیں سے کربلا تک

❖❖❖

اختر عثمان

دربارِ ہنر مآب میں تھا
میں خدمتِ آنجناب میں تھا

سیرت سے جہت جہت کھلا ہے
جو اسمِ مبیں کتاب میں تھا

بت گر گئے منہ کے بل یکا یک
کیا رعب اُس آب و تاب میں تھا

خورشید پلٹ پڑا کہ وہ نور
آغوشِ ابوتراب میں تھا

تعظیم یہ تھی کہ گم تھا سایہ
اک دستِ خدا سحاب میں تھا

اب صاحبِ بردہ ہو گیا ہے
جو کعب کبھی عذاب میں تھا

آقا جو گئے پئے ملاقات
جبریل امیں رکاب میں تھا

لایا ہے نمو انہی کے صدقے
یہ پیڑ کبھی جو داب میں تھا

خونیں نظراں ہیں سر نہادہ
کیا حسن اس انقلاب میں تھا

پھرتا تھا تپاں تپاں تلاطم
کیا نور دلِ حباب میں تھا

کیا کیا نہیں دشت چھان مارے
دریا نے کہ جب سراب میں تھا

آیا ہے بہ سایہِ مودّت
جو خیمہِ بے طناب میں تھا

فرماتے تھے خود حضور مجھ سے
تُو کس لیے اضطراب میں تھا

تیرے لیے ہو گئی شفاعت
یہ کام ہمارے باب میں تھا

اب کون مرض، کہاں کا زہراب؟
تریاق عجب لعاب میں تھا

اک اسم ہے، اور بس ہے مجھ کو
قرنوں سے جو ہر نصاب میں تھا

ہونٹوں پہ تھی نعتِ امِّ معبد
اختؔر میں عجیب خواب میں تھا

❖❖❖

اختر ہوشیار پوری

آئے ہیں لے کے پھول درِ مصطفیٰؐ سے ہم
کیا اور لطف مانگتے اپنے خدا سے ہم

ملتے ہیں یوں دیارِ نبیؐ میں بصد خلوص
ہر اجنبی سے جیسے کسی آشنا سے ہم

بانگِ رحیل، شورِ نفس، شمعِ رہگذر
اور مستفیض ہوتے رہے نقشِ پا سے ہم

یہ اپنا کاروبار ہے شہرِ رسولؐ میں
سانسوں میں کھینچ رکھتے ہیں خوشبو صبا سے ہم

اختؔر رہے گی صبحِ ابد تک فروغ گیر
روشن جو شمع کرتے ہیں اُنؐ کی ضیا سے ہم

❖❖❖

اخلاق احمد اعوان

تمہارے ہاتھ میں اصلِ شفا سے بڑھ کر ہے
مگر یہ درد جو مجھ کو دوا سے بڑھ کر ہے

میں اس کی گونج میں سنتا ہوں ہر حکایتِ غیب
یہ خامشی مجھے صوت و صدا سے بڑھ کر ہے

یہ نسبتِ شہ کونین سچ کہوں تو مجھے
حصولِ دولتِ ارض و سما سے بڑھ کر ہے

وہ ایک نام کہ جس نام کا وسیلہ مجھے
ہر ایک حیلۂ خلقِ خدا سے بڑھ کر ہے

وہ ایک دشت کہ جس دشت پر وہ سایہ فگن
مرے لیے کسی شہرِ صبا سے بڑھ کر ہے

❖❖❖

ادریس آزاد

رتبہ خدا کے بعد بھلا کیا کسی کا ہے
اِس پوری کائنات میں اک آدمی کا ہے

کچھ اور کہہ سکوں نہ سکوں نعت گو بنوں
بس مجھ پہ اتنا قرض مری شاعری کا ہے

دامن وہاں سے خالی نہ لاؤں گا میں کبھی
شُہرہ جہاں میں آپؐ کی دریا دلی کا ہے

بس اسوہِ رسولؐ میں ظلمت سے ہے نجات
سیرت حضورؐ کی ہے سفر روشنی کا ہے

رشتہ خدائے پاک سے جتنا نبیؐ کا ہے
رشتہ رسولِ پاکؐ سے اتنا علیؓ کا ہے

ہم نے خدا کے نام پہ دشمن بنا لیے
درسِ رسولِ پاکؐ فقط دوستی کا ہے

قرآں کی سورتوں میں محمدؐ کے نقش ہیں
سیرت کا یہ نصاب فقط آپؐ ہی کا ہے

سمجھیں جو اہلِ عقل تو معراج آپؐ کا
یہ روشنی کی سمت سفر روشنی کا ہے

❖❖❖

ادریس بابر

لوحِ جبیں پر حرفِ تمنا روشن ہے
مدھم ہو جاتا ہے، رہتا روشن ہے

ایک کتاب کے گرد اک ہالہ روشن ہے
اک چہرے سے ساری دنیا روشن ہے

کوئی اسم پڑھا اور دل پر پھونک دیا
اب یہ دیا سورج سے زیادہ روشن ہے

بند آنکھوں سے اس کی تلاوت کرتا ہوں
خواب کتاب میں ایک حوالہ روشن ہے

اے تاریک سمندر! میں تنہا تو نہیں
دیکھ، افق پر ایک ستارا روشن ہے

یہ فہرست ہے سب سے اچھے لوگوں کی
سب سے اوپر، نام اُسی کا روشن ہے

اُس کے بارے میں سوچوں، تو لگتا ہے
جیسے میرا ذرہ ذرہ روشن ہے

اس پر نعتِ رسولؐ رقم ہے اور بابرؔ
فردِ عمل کا اک یہی صفحہ روشن ہے

❖❖❖

ادیب رائے پوری

خدا کا ذکر کرے ذکرِ مصطفیٰؐ نہ کرے
ہمارے منہ میں ہو ایسی زباں خدا نہ کرے

درِ حضورؐ پہ ایسا کبھی نہیں دیکھا
کوئی سوال کرے اور وہ عطا نہ کرے

مدینہ جا کے نکلنا نہ شہر سے باہر
خدا نخواستہ یہ زندگی وفا نہ کرے

کہا خدا نے شفاعت کی بات محشر میں
مرا حبیب کرے کوئی دوسرا نہ کرے

نبیؐ کے قدموں پہ جس دم غلام کا سر ہو
قضا سے کہہ دو کہ اک لمحہ بھی قضا نہ کرے

❖❖❖

رفعتیں دو جہاں کی تمام اک طرف
نقش پائے رسولِ انامؐ اک طرف

رحمتِ عالمیںؐ اک طرف آپؐ ہیں
سب کے سب انبیائے کرام اک طرف

اک طرف یا نبیؐ اسمِ خاص آپ کا
نعت میں لکھے دفتر تمام اک طرف

آب و خاک اک طرف ہو رہے تھے بہم
آپؐ کا نور محوِ خرام اک طرف

اک طرف سب زمانوں کے سب اولیا
آپؐ کے اہلِ بیتِ عظام اک طرف

اک طرف ساری ماؤں کا لطف و کرم
فاتحِ مکہ کا انتقام اک طرف

اک طرف آپؐ کی نور افشاں جبیں
اور لاکھوں یہ ماہِ تمام اک طرف

اک طرف شاکر ارض و سما، مہر و ماہ
آپؐ کا گنبدِ سبز فام اک طرف

❖❖❖

ارشدصابری

طے راہِ مدینہ کر رہا ہوں
فردوس سے میں گزر رہا ہوں
میں یاد نبیؐ کو کررہا ہوں
میں نور جگر میں بھر رہا ہوں
طیبہ کی فضا میں سانس لے کر
میں مثلِ سمن نکھر رہا ہوں
سرکارؐ کا ذکرِ خیر کرکے
سورج کی طرح ابھر رہا ہوں
محبوبِ خدا کا ہے جو رستہ
اس راہ سے میں گزر رہا ہوں
حامی ہیں مرے نبی اکرمؐ
دائم ہی میں بے خطر رہا ہوں
محبوبِ خدا ہیں میرے آقا
آقا ہی کا دم بھر رہا ہوں
خادم ہوں شفیعِ عاصیاں کا
اعمالِ زبوں سے ڈر رہا ہوں
آقا نے بلا لیا مدینے
تسکیں سے بسر میں کر رہا ہوں

❖❖❖

ارشد محمود ناشاد

وہ کیا جہاں ہے جہاں سب جہاں اترتے ہیں
وہ کیا زمیں ہے جہاں آسماں اترتے ہیں

ترے چمن سے خزاں کا گذر نہیں ہوتا
ترے چمن میں گلِ جاوداں اترتے ہیں

بس ایک بار وہ شہرِ جمال دیکھنا ہے
جہاں پہ مہر و مہ و کہکشاں اترتے ہیں

نگاہِ شوق نے خوابوں میں جن کو دیکھا ہے
بیاضِ دل سے وہ منظر کہاں اترتے ہیں

اگر خیال میں شامل ہو تیرے ذکر کا نم
ورق ورق پہ کئی گلستاں اترتے ہیں

خدا کا شکر کہ نسبت ہے اس دیار کے ساتھ
پئے سلام ملائک جہاں اترتے ہیں

❖❖❖

اسلم کولسری

ہلکی سی حرارت پوروں کی، چُن لیتی درد جہانوں کے
اُن ہونٹوں کی اِک جنبش سے کھُل جاتے بھید زمانوں کے

ملبوس پہ سو پیوند لگے اور کالی کملی کاندھے پر
اِس حال میں بھی مسمار کیے دربار کئی سلطانوں کے

ہر شخص پہ وحشت غالب تھی، ہر تیغ لہو کی طالب تھی
اُس لہجے کی نرماہٹ نے دل موم کیے حیوانوں کے

انگلی کے ایک اشارے سے مہتاب اگر دو نیم کیا
پلکوں کی ذرا سی لرزش سے رخ موڑ دیے طوفانوں کے

اک ہول بھری تاریکی میں، یوں شمعِ محبت روشن کی
پر کھول دیے پروانوں کے، دل پھیر دیے دیوانوں کے

❖❖❖

اشرف کمال

لبوں پہ جاری درود و سلام انؐ کا ہے
ہر ایک نام سے پاکیزہ نام انؐ کا ہے

فلک پہ چاند ستارے ہیں گردِ رہ انؐ کی
نہ پوچھ کس قدر اونچا مقام انؐ کا ہے

ہے آسمان سروں پر زمین پاؤں میں
یہ ہم پہ جتنا کرم ہے تمام انؐ کا ہے

یہ بزم چاہنے والوں کی بزم ہے جس میں
یہاں وہاں سبھی ہونٹوں پہ نام انؐ کا ہے

ہر ایک اپنے پرائے پہ رحمتیں انؐ کی
کمال چاروں طرف لطف ِعام انؐ کا ہے

❖❖❖

اطہر شاہد

تمام اشک دعا تھے قبول ہوتے رہے
درود پڑھتا رہا زخم پھول ہوتے رہے

فدائے شیوہ ء رحمت کہ تیرہ بختوں کے
دلوں کو نو ر کے تحفے وصول ہو تے رہے

غلام گزریں گے کتنے کٹھن مراحل سے
یہ سوچ کر مرے آقاؐ ملول ہوتے رہے

ہر ایک راہ کو بخشا مزاجِ کا ہکشاں
ستارے آپؐ کے قدموں کی دھول ہوتے رہے

مرے ہنر کی ہے معراج یہ گماں شاہد
مری ثنا کے شگوفے قبول ہوتے رہے

❖❖❖

اظہر فراغ

یہ مرحلہ ہے طلب کا نصیب کا نہیں ہے
وگرنہ کس پہ درِ مصطفیٰؐ کھلا نہیں ہے

ابھی وہ بابِ کرم مجھ پہ وا ہوا ہی تھا
میں یہ بھی بھول گیا میرے پاس کیا نہیں ہے

نظر سے دل کی مسافت پہ ہے مدینہ مجھے
کسی بھی دشت نوردی کا فائدہ نہیں ہے

اب اس سے بڑھ کے ہو تعریف کیا محبت کی
ترے عدو کو بھی تجھ سے کوئی گلہ نہیں ہے

ترے سبب سے مرے رابطے میں رہتی ہے
وہ ایک ذات مرا جس سے سامنا نہیں ہے

❖❖❖

اعجاز رحمانی

وہی ابد کے دیے ہیں وہی ازل کے چراغ
جلائے ہیں مرے آقاؐ نے جو عمل کے چراغ

ہمیں شعور مسلسل حیات کا دے کر
حضورؐ آپ نے گُل کر دیئے اجل کے چراغ

جلے تو آپؐ کی سیرت کے ہی چراغ جلے
جلائے ہم نے بہت سے بدل بدل کے چراغ

نگاہِ سرورِ عالمؐ میں ایک جیسے ہیں
کسی غریب کے گھر کے ہوں یا محل کے چراغ

یقیں کے نور سے روشن کیا ضمیروں کو
بجھائے آپؐ نے جتنے بھی تھے خلل کے چراغ

دیارِ کفر میں سرکارؐ نے کیے روشن
کہ جس طرح کسی تالاب میں کنول کے چراغ

شبِ فراق لگائی جو لَو مدینے سے
تمام اشک مرے بن گئے ہیں ڈھل کے چراغ

چراغِ مدحتِ خیرالبشرؐ ہی روشن ہے
وگرنہ بجھ گئے دنیا میں کتنے جل کے چراغ

حضورؐ آپ کی مدحت کا یہ بھی صدقہ ہے
کچھ اور ہو گئے روشن مری غزل کے چراغ

بچاؤ شرک سے اعجازؔ اپنے دامن کو
جلاؤ نعتِ نبیؐ کے سنبھل سنبھل کے چراغ

❖❖❖

اے منبعِ انوار و ضیا سیّدِ لولاکؐ
کیوں ہوتا نہیں میری شبِ غم کا جگر چاک
اے سیّدِ لولاکؐ

یہ شوق ، یہ حسرت ، یہ تمنا ہے یہ فریاد
ماں باپ ، مری جان ، مرا گھر ، مری اولاد
کردوں ترے قدموں پہ نچھاور میں یہ املاک
اے سیّدِ لولاکؐ

میں کوچہِ طائف میں ہوں اے گیسوؤں والے
کیا میرا ٹھکانا ہے اگر تو نہ سنبھالے
مانگے ہے فقط ایک جھلک دیدہء نمناک
اے سیّدِ لولاکؐ

یہ عمر کی پونجی تو گئی رائیگاں آقاؐ
اب صرف پنہ گاہ ہے ترا سائباں آقاؐ
کس طرح کھلے مجھ پہ بھلا خیمہء افلاک
اے سیّدِ لولاکؐ

سن لیجیے فریاد مرے دیدہء نم کی
بس ایک فقط ایک نظر لطف و کرم کی
مجھ کو تو دعا کا نہ سلیقہ ہے نہ ادراک
اے سیّدِ لولاکؐ

افتخار عارف

دل و نگاہ کی دنیا نئی نئی ہوئی ہے
درُود پڑھتے ہی یہ کیسی روشنی ہوئی ہے

میں بس یونہی تو نہیں آ گیا ہوں محفل میں
کہیں سے اذن ملا ہے تو حاضری ہوئی ہے

جہانِ کُن سے اُدھر کیا تھا کون جانتا ہے
مگر وہ نُور کہ جس سے یہ زندگی ہوئی ہے

ہزار شکر، غلامانِ شاہِ بطحاؐ میں
شروع دن سے مری حاضری لگی ہوئی ہے

بہم تھے دامنِ رحمت سے جب تو چین سے تھے
جُدا ہوئے ہیں تو اب جان پر بنی ہوئی ہے

یہ سر اُٹھائے جو میں جا رہا ہوں جانبِ خُلد
مرے لیے مرے آقاؐ نے بات کی ہوئی ہے

مجھے یقیں ہے وہ آئیں گے وقتِ آخر بھی
میں کہہ سکوں گا زیارت ابھی ابھی ہوئی ہے

❖❖❖

افضال احمد انور

عام بیداریِ مسلم کا نشاں ہو جائے
آخرِ شب میں مری نعت اذاں ہو جائے

لب، زباں، آنکھ، جگر، قلب مری ہر اک شے
آپؐ کی جانِ جہاں مدح کناں ہو جائے

سیّدِ انفس و آفاق سے ہو کر منسوب
ذرّہ پھیلے تو مکاں، لمحہ زماں ہو جائے

اُنؐ کے خدام کے گھوڑوں کے سموں سے اُڑ کر
گردِ رہ غیرتِ ہر کاہکشاں ہو جائے

ہو اگر اُنؐ کی نبوت پہ گواہی مقصود
سنگریزہ یدِ منکر میں زباں ہو جائے

ہم جو تقلیدِ شہِ بدر و اُحد اپنا لیں
گلشنِ کفر میں ہر سمت خزاں ہو جائے

مسکرا دیں جو مجھے دیکھ کے میرے آقاؐ
خفگیٔ داورِ محشر سے اَماں ہو جائے

ایک یہ بھی ہے مدینے کے سفر کا اعجاز
پاؤں میں خار چبھے، راحتِ جاں ہو جائے

جس جگہ نقشِ کفِ پائے شہِ طیبہؐ ہو
قبلۂ طور بنے، عرش نشاں ہو جائے

گرچہ پہلے بھی مدینے میں بلایا ہے مجھے
یہ کرم بارِ دگر، شاہِ شہاںؐ ہو جائے

پھر ہے تہذیب کی انساں کو ضرورت انورؔ
پھر سے تقلیدِ شہِ کون و مکاںؐ ہو جائے

❖❖❖

افضل گوہر

لہو کا ذائقہ جب تک پسینے میں نہیں آتا
میں پیدل چل کے مکے سے مدینے میں نہیں آتا

مرے آقاؐ نیا ملبوس کوئی پھر عطا کر دے
پرانے پیرہن کا چاک سینے میں نہیں آتا

کوئی مقصد تو ہے سینے میں سانسوں کی تلاوت کا
فقط جینا تو جینے کے قرینے میں نہیں آتا

بس انگلی کے اشارے سے مرے دل کو بھی شق کر دے
پگھلنے سے یہ پتھر آبگینے میں نہیں آتا

مدینے کی ہوا کی تمکنت ملتی ہے جب گوہر
دل اتنا پھیل جاتا ہے کہ سینے میں نہیں آتا

❖❖❖

اقبال حسین

مدینے جا کے وہاں سے نہ آنے والا ہے
ارادہ خاک میں خود کو ملانے والا ہے

ہے باخبر مرے اوقاتِ تشنگی سے دل
بہ فیضِ ساقیِ کوثر پلانے والا ہے

کریں ہزار بغاوت یہ راستے مجھ سے
کہ راہ بھٹکے ہوؤں کو دکھانے والا ہے

جسے یقیں نہیں آتا تباہ ہو دیکھے
اجڑنے والوں کو پھر سے بسانے والا ہے

جہانِ کہنہ سراسر خلافِ فطرت تھا
مجھے وہ اک نئی دنیا میں لانے والا ہے

نہیں امان کسی کے لیے زمانے میں
مگر جو دامنِ رحمت میں آنے والا ہے

❖❖❖

اقبال ندیم

مرے ہونٹوں پہ نامِ مصطفیٰؐ ہو
مرے دل میں ثنائے کبریا ہو

جھلستی دوپہر ہے زندگی کی
کرم گستر کوئی سایہ عطا ہو

چلیں یثرب سے رحمت کی گھٹائیں
خزاں دیدہ چمن پھر سے ہرا ہو

مری مزدِ محبت بارور ہو
اگر جاں شاہِ بطحاؐ پر فدا ہو

سمجھ سکتے ہیں کیسے تیریؐ عظمت
جنہیں شوقِ حصولِ ماسوا ہو

نگاہِ فکر کی آلودگی ہے
وگرنہ ذرہ آئینہ نما ہو

تری توصیف کو قرآں ہے کافی
مرے لفظوں سے کب تیری ثنا ہو

❖❖❖

جو اُنؐ سے باخبر ہوتا گیا
وہ کتنا معتبر ہوتا گیا

اِسے کہتے ہیں تہذیبِ یقیں
کہ انساں معتبر ہوتا گیا

عجب لمحہ تھا در عشقِ نبیؐ
ادھر سوچا ادھر ہوتا گیا

طفیل اُنؐ کے بڑی رفعت ملی
بہت اونچا بشر ہوتا گیا

اِسی نسبت سے پایا ہے شرف
مہذب جس قدر ہوتا گیا

❖❖❖

دیرِ غزل جو نعت کے کعبے میں ڈھال دے
یا رب تو شعر گوئی میں ایسا کمال دے

طوفاں ہو غرقِ آب جو لوں نام آپؐ کا
ساحل پہ خود بھنور مری کشتی اچھال دے

اس دور کو بھی چاہیے ایک ایسا بت شکن
سب نفرتیں جو کعبۂ دل سے نکال دے

اس عہد کے اندھیروں کا جو اختتام ہو
کوئی تو اِک اذان برنگِ بلالؓ دے

کاسہ بدست ہوں کہ وہ فیّاض جانے کب
اس میں متاعِ بوذرؓ و سلمانؓ ڈال دے

صفدرؔ نہیں ہے عیش طلب، اس کو اے خدا!
آلِ نبیؐ کے غم کا، زرِ لازوال دے

❖❖❖

الیاس بابر اعوان

آنکھوں میں بسا ہے رخِ زیبائے محمدؐ
دل سے ہے قریں صورتِ رعنائے محمدؐ

دیتی ہے رہائی مجھے دنیا کے غموں سے
یا رب مجھے دے اور تمنائے محمدؐ

توحید کی ہر لے پہ دھڑکتا ہے مرا دل
اور دل سے لگاتار صدا آئے؛ محمدؐ

کیا اس میں جگہ پائے گی دنیا کی محبت
جس قلب کی وسعت میں سما جائے محمدؐ

یہ چاند ستارے تو فقط گردِ سفر ہیں
منزل ہے مری نقشِ کفِ پائے محمدؐ

❖❖❖

امجد اسلام امجد

جل اٹھے ہیں نگاہوں میں کتنے دیے اک ترے نام سے
کِھل اٹھے راستوں میں عجب پھول سے اک ترے نام سے

کوئی خوشبو سی تھی، لے اڑی جو ہمیں راستہ راستہ
دیکھتے دیکھتے طے ہوئے مرحلے اک ترے نام سے

درد تھا مستقل، بے ٹھکانا تھا دل اور ہم پا بہ گِل
چین سا آ گیا، خواب روشن ہوئے اک ترے نام سے

جتنے جالے تنے تھے مرح روح پر، سب دھواں ہو گئے
دور ہونے لگے سارے شکوے گلے اک ترے نام سے

گنگنانے لگی ہے مری روح بھی، تیری یاد آ گئی
جگمگانے لگے، میرے سب آئنے، اک ترے نام سے

❖❖❖

امین راحت چغتائی

وہ رنگِ گلستاں، وہی آثارِ بہاراں
وہ طبع شمیمِ گلِ تر، حسنِ فراواں

وہ رحمتِ عالم ہیں تو خلق اُنؐ کا ہے قرآں
ہے کون کہ جس پر نہیں اُنؐ کا کوئی احساں

سرکارؐ کے قدموں میں تھا، کیا بخت رسا تھا
آنکھوں میں مدینے کی ہے وہ صبحِ درخشاں

ہو جاتی ہے ہر سال مجھے اُنؐ کی زیارت
ہو جاتا ہے ہر سال مرے جینے کا امکاں

اب صبح و مسا ہوتا ہے ذکرِ شہِ والاؐ
اب گھر میں سدا رہتا ہے اک جشنِ بہاراں

اب ارض و سما اوجِ تفکر کے ہیں تابع
یہ سرورِ کونینؐ کا ہے لطفِ فراواں

ہر عظمتِ انساں کے پسِ پردہ وہی ہیں
وہ روحِ عمل، حسنِ یقیں، حاملِ قرآں

ممکن ہے کہ مل جائے ردا اِس کو بھی اک دن
یہ راحتِ چغتائی بھی ہے اُنؑ کا ثنا خواں

❖❖❖

انجم نیازی

بجز تیرے کفِ پا کے کسی نے
وہ رستہ نور کا دیکھا نہیں ہے
کبھی ہوتی نہیں معراج ایسی
خدا بندوں سے یوں ملتا نہیں ہے
کوئی گوشہ نہیں ارض و سما کا
ترا سکہ جہاں چلتا نہیں ہے
بہت اونچا سہی عرشِ معلیٰ
ترے قد سے مگر اونچا نہیں ہے
ہمیشہ سے ہے تیرا فیض جاری
یہ وہ دریا ہے جو رکتا نہیں ہے
دیارِ حسن میں کیا کیا نہیں تھا
دیارِ حسن میں کیا کیا نہیں ہے؟
تری جو یاد سے خالی ہے سینہ
وہ زندہ ہو کے بھی زندہ نہیں ہے
ترے قدموں کو جس نے بڑھ کے چوما
وہ چہرہ آگ میں جلتا نہیں ہے
تری چوکھٹ پہ جو آکر نہ مانگے
اسے کچھ بھی کہیں ملتا نہیں ہے

عقیدت ہو تری دل میں نہ جب تک
درِ کعبہ کبھی کھلتا نہیں ہے
اسے خاک آئے گا لطفِ مسافت
تری رہ میں جو گر پڑتا نہیں ہے

یہاں پر دل سے دل کرتا ہے باتیں
یہاں دستک کوئی دیتا نہیں ہے
نگاہوں کی زباں سے بولتے ہیں
لبوں سے کچھ کوئی کہتا نہیں ہے
عجب موسم ہے اس غارِ حرا کا
یہاں سورج کبھی ڈھلتا نہیں ہے
گزارا تو نے جو عرشِ بریں پر
کسی کے پاس وہ لمحہ نہیں ہے
کوئی ٹکڑا زمین و آسماں کا
تری ارضِ مقدس سا نہیں ہے
تری گردِ سفر آنکھوں میں ڈالوں
کہ اس جیسا کوئی سرمہ نہیں ہے
کوئی گزرا نہیں اس راستے سے
کسی نے عرش کو دیکھا نہیں ہے

ترے ہی واسطے کھولا گیا تھا
وگرنہ یہ کبھی کھلتا نہیں ہے
ترے جیسی نہیں باتیں کسی کی
ترے جیسا کوئی لہجہ نہیں ہے
تو اپنی ذات میں تنہا و یکتا
ترے جیسا کوئی دوجا نہیں ہے
ترے جیسی نہیں آنکھیں کسی کی
ترے جیسا کوئی چہرہ نہیں ہے
خدائے مہر و مہ نے تیرے جیسا
زمیں پر دوسرا بھیجا نہیں ہے
ترے جیسا نہیں کوئی پیمبر
ترے جیسا کوئی مولا نہیں ہے
ہر اک شے پر زوال آتا ہے لیکن
ترے گھر میں زوال آتا نہیں ہے
ترے سچ کی گواہی دی خدا نے
ترے جیسا کوئی سچا نہیں ہے
خدا نے جس قدر چاہا ہے تجھ کو
کسی کو اس قدر چاہا نہیں ہے

(قصیدہ سے اقتباسات)

انیل چوہان

مُعیّن جو ہوئی راہِ ہدایت آپ کی آقاؐ
نجاتِ دین و دنیا ہے اطاعت آپ کی آقاؐ

بہت سے انبیا رُشد و ہدایات دینے آئے تھے
چلے گی تا قیامت ہی شریعت آپ کی آقاؐ

بدل ڈالی ہے اُن کی کاتبِ تقدیر نے قسمت
دلوں میں ضوفگن جن کے محبت آپ کی آقاؐ

تبھی تو یہ مؤذن بھی گواہی روز دیتے ہیں
خدا نے جو ہمیں دی ہے شہادت آپ کی آقاؐ

محبت سے بدل ڈالا چلن دشمن زمانے کا
بنی ہے باعثِ رحمت نبوت آپ کی آقاؐ

علامت ہے کوئی ایسی نہ کوئی استعارہ ہے
کمالِ حسن ہے سیرت بھی صورت آپ کی آقاؐ

ہماری زندگی کارِ زیاں کا اک تسلسل ہے
طلب ہے حشر میں ہم کو شفاعت آپ کی آقاؐ

❖❖❖

ایاز صدیقی

بندگی میں ہو ذاتِ خدا سامنے
نعت پڑھیے تو ہوں مصطفیٰؐ سامنے

میں کھڑا ہوں تصور کی دہلیز پر
اور کھلا ہے درِ حقؐ نما سامنے

زندگی ، بندگی ، آگہی ، روشنی
رحمتوں کا ہے اک سلسلہ سامنے

اسوہِ پاک ہے خلق پر آئنہ
حسنِ سیرتؐ کی ہے ہر ادا سامنے

ذکرِ معراجِ سرکارؐ صلِّ علیٰ
آ گیا جیسے عرشِ علیٰ سامنے

جب مدینے کا میں نے ارادہ کیا
وقت نے آئنہ رکھ دیا سامنے

راہِ منزل جو آنکھوں سے اوجھل ہوئی
آ گیا آپؐ کا نقشِ پا سامنے

ہے دمِ واپسیں لب پہ نعتِ نبیؐ
ہاتھ باندھے کھڑی ہے قضا سامنے

خواب میں اُنؐ کو نعتیں سناؤں ایازؔ
کس میں جرأت کہ ہو لب کشا سامنے

❖❖❖

باصر سلطان کاظمی

ارادہ حمد لکھنے کا تھا

ارادہ حمد لکھنے کا تھا
لفظِ حمد لکھا
خیال آیا کہ اس سے پہلے
حرفِ میم یا حرفِ الف لکھ دوں
تو اُسؐ کا نام بن جائے
وہ جس کا نام لینا اک عبادت ہے
محمدؐ لکھ دیا ہم نے تو گویا حمد بھی کہہ دی
پڑھیں تو چشم و دل روشن
لکھیں تو انگلیاں نازاں
محمدؐ سے زیادہ خوبصورت نام کس کا ہے

❖❖❖

بشیر احمد مسعود

درودوں میں ، ثناؤں میں ، بہت شاداں گزرتا ہے
وگرنہ ہجر کا موسم کہاں آساں گزرتا ہے

تری رحمت چھپا لیتی ہے مجھ کو اپنے دامن میں
رگِ جاں سے کبھی جو درد کا طوفاں گزرتا ہے

عطا کرتا ہے خاکستر کو اعجازِ مسیحائی
ترے دامن کو چھُو کر جب کوئی درماں گزرتا ہے

ہوائیں رقص کرتی ہیں، ہزاروں پھول کھلتے ہیں
کہ جن رستوں سے میرا زینتِ دوراں گزرتا ہے

ٹھہر اے دل! مدینے سے ذرا سی چاندنی لے لیں
درِ خواجہؐ سے کب کوئی تہی داماں گزرتا ہے

❖❖❖

بشیر حسین ناظم

مجھ کو توصیفِ پیمبرؐ پہ مقرّر رکھا
نعت کی لَو سے مِرا قلب منوّر رکھا

ناعتِ سیّدِ لولاکؐ جو پُل سے گزرا
پُل پہ جبریل نے کس شوق سے شہپر رکھا

چمنِ نعت کی پُر طیب ہوا سے حق نے
میرے ہر نخلِ تمنا کو مثمّر رکھا

اپنے محبوبؐ کے عشاق میں عزت بخشی
مغفرت خواہ کو منصور و مظفّر رکھا

اہلِ دانش کی محافل میں بَہ یُمنِ حضرت
حمد و تنعیت کے ناتے سے مؤقر رکھا

چھوڑتے وقت یہ دنیائے مکدّر ہم نے
ذکرِ حق ذکرِ نبی لب پہ برابر رکھا

حشر میں اس کی پذیرائی ہوئی جس نے بھی
جز ترے اور کوئی نام نہ ازبر رکھا

دولتِ عشقِ نبیؐ بخش کے دیوانے کو
طالبِ شبّر و شبیر و مُشبّر رکھا

لے کے وعدۂ بلیٰ مجھ سے، مری روح کے بیچ
اپنے محبوب کی توصیف کا جوہر رکھا

اے مُطاع و حَکَم کشورِ حکمت مَیں نے
نفس کو تیرے تَوسُّل سے مسخر رکھا

میرے حصے میں جہاں بھر کی سعادت آئی
میرے خالق نے مجھے ایک ہی در پر رکھا

زلفِ حضرت کے تصوّر میں ہمیشہ ناظم
میں نے گلہائے مؤدّت کو معطّر رکھا

❖❖❖

بیدل حیدری

اُس کی مسافرت کا زمانہ بھی روشنی
اور ساتھ ہی نقوشِ کفِ پا بھی روشنی

اُس رشکِ نوبہار کی سانسیں بھی خوشبوئیں
اُس روشنی بدن کا پسینہ بھی روشنی

اُس پیکرِ جمال کی پرچھائیں بھی جمال
اُس روشنی کے پیڑ کا سایہ بھی روشنی

بیدلؔ یہ ایک نام جس اخبار میں چھپے
اخبار کا وہ اتنا تراشا بھی روشنی

❖❖❖

پروین جاوید

درِ رسولؐ سے کب خالی ہاتھ آتے ہیں
مراد مانگنے والے مراد پاتے ہیں

ہمارے نام کا قرعہ نکل سکا نہ حضورؐ
ہزاروں آتے ہیں اب تک ہزاروں جاتے ہیں

لکھی ہوئی ہے انہیں کے نصیب میں جنت
جو شمعِ عشقِ محمدؐ سے لو لگاتے ہیں

جو ذکر کرتا ہے ہر دم مدینے والے کا
مدینے والے مدینے اسے بلاتے ہیں

بلاوا آئے گا اک دن یقین ہے پرویں
مرے حضورؐ مقدر کو جگمگاتے ہیں

❖❖❖

تابش دہلوی

غمِ زندگی سے فراغت ملی ہے
مدینہ میں کچھ ایسی راحت ملی ہے

ہمیں دین و دنیا کی دولت ملی ہے
یہ دولت انھی کی بدولت ملی ہے

مدینہ میں اپنا قیام اللہ اللہ
گنہ گار ہوں پھر بھی جنت ملی ہے

رہے گرم بازارِ عشقِ محمدؐ
مجھے آنسوؤں تک کی قیمت ملی ہے

پس انداز اسے بھی کر اے عمرِ باقی
سرِ کوئے طیبہ جو ساعت ملی ہے

ہر اک نقشِ طیبہ نہ کیوں دل نشیں ہو
مری ہر تمنا کو صورت ملی ہے

نہیں ہے مجھے خوف تردامنی کا
کہ عشقِ نبیؐ کی حرارت ملی ہے

دیارِ نبیؐ ہو کہ بیت الحرم ہو
ہمیں حاضری کی سعادت ملی ہے

کہیں دل فروزاں کہیں جاں فروزاں
تجلّی بقدرِ ضرورت ملی ہے

مبارک ہو سرکارؐ طیبہ سے تابشؔ
تجھے نعت گوئی کی خدمت ملی ہے

❖❖❖

تنویر پھول

ہے رضائے رب کا موجب مدحتِ خیرالبشرؐ
موجزن ہے دل میں بحرِ الفتِ خیرالبشرؐ

ایک ہی انسان کامل عرصہِ ہستی میں ہے
ساری دنیا میں ہے یکتا سیرتِ خیرالبشرؐ

خاکِ پا سے عظمتیں عرشِ معلیٰ کو ملیں
عرش والے جانتے ہیں، عظمتِ خیرالبشرؐ

ہے مشامِ جاں معطر کوچہِ سرکارؐ میں
خاکِ طیبہ میں بسی ہے نکہتِ خیرالبشرؐ

پھولؔ بھر لے اپنا دامن شاہؐ کے دربار سے
خالی لوٹانا نہیں ہے عادتِ خیرالبشرؐ

❖❖❖

توصیف تبسم

یہ عالمِ خواب ہے کہ حالت شعور کی ہے
عجب شجر ہے کہ جس کی ہر شاخ نور کی ہے

زمین ثابت قدم ہے اور آسمان روشن
گزر رہی ہے ابھی جو ساعت ظہور کی ہے

یہ دل کی دھڑکن بھی جیسے لبیک کی صدا ہو
مسلسل آواز سُن رہا ہوں جو دُور کی ہے

گُل و ستارہ سبھی ہیں رحمت کے دائرے میں
اُنھی سے قائم یہ انجمن رنگ و نور کی ہے

وہ یاد آئے تو پھر حرا بن گیا ہے سینہ
ملی ہے پھر دل کو وہ تجلی جو طور کی ہے

اگر ہے لفظوں میں کچھ اثر تو عطا ہے اُن کی
جو دل بہ دل بانٹتا ہوں دولت حضورؐ کی ہے

❖❖❖

توقیر تقی

جادۂ لطف مسافر سے جو ہم فاصلہ تھا
حسن اور عشق میں دو ہاتھ سے کم فاصلہ تھا

خواہشِ دید میں دل کھنچتے چلے آتے تھے
شوق کی راہ میں مائل بہ کرم فاصلہ تھا

اس نے براقِ مودّت پہ بلا بھیجا ہمیں
ہم غلاموں کو جہاں تیغِ دو دم فاصلہ تھا

گنبدِ سبز میں تقریبِ مناجات سے قبل
طائرِ شوق کو صد رشکِ ارم فاصلہ تھا

جتنے قربت کے مفاہیم تھے، وا ہوتے گئے
وہ تجلی تھی کہ موجودِ عدم فاصلہ تھا

دل حضوری کی سند لے کے تو آیا لیکن
حیف اس وقت بھی یہ دیدۂ نم فاصلہ تھا

شرم مانع تھی ہمیں، چومتے چوکھٹ ورنہ
جس قدر قرب تھا، اتنا ہی بہم فاصلہ تھا

راہِ دنیا سے ہمیں عمر لگی آنے میں
دل کی جانب سے فقط ایک قدم فاصلہ تھا

معرفت عشق کو زرخیز بنا دیتی ہے
نعت لکھنے کو مرا زادِ قلم فاصلہ تھا

❖❖❖

ثناءاللہ ظہیر

اک قبا سارے زمانے سے جدا پہنی ہے
کہکشاں آپؐ کے قدموں سے اُٹھا پہنی ہے

اک ترا حکم سنا اور ترےؐ حُب داروں نے
خرقۂ زیست اُتارا ہے قضا پہنی ہے

کتنا خوش بخت ہے بچہ یہ کسی بدو کا
تیریؐ گلیوں میں پھرا ، تیریؐ فضا پہنی ہے

نطقِ بیمار کو صحت ہے درودوں سے ملی
لفظ نے نعت کے صدقے میں شفا پہنی ہے

کی دعا ختم، تو پھر صلِ علیٰ پڑھتے ہوئے
ہاتھ یوں جسم پہ پھیرے کہ زرہ پہنی ہے

کر دیا بدر سے کشمیر کا رشتہ قائم
موت جس رنگ میں تم نے شہدا پہنی ہے

آخرِ شب کی مناجات میں لگتا ہے ظہیرؔ
میری خلوت نے وہی آب و ہوا پہنی ہے

❖❖❖

جاوید دانش

تری رحمتوں کا سہارا نبیؐ جی
بڑھائے سدا دل ہمارا نبیؐ جی

میں دیکھوں مدینہ، نجف، کربلا بھی
مقدر کا چمکے ستارا نبیؐ جی

مدد کیجئے تاجدارِ مدینہ
مصیبت میں سب نے پکارا نبیؐ جی

غموں میں گھِرا ہے یہ شیدا تمہارا
ملے ڈوبتے کو کنارا نبیؐ جی

میں پہنچوں گا آقاؐ حضوری کی خاطر
اگر خواب میں ہو اشارہ نبیؐ جی

گنہ گار کی بس یہی التجا ہے
کرم کی نظر ہو خدارا نبیؐ جی

❖❖❖

جلیل عالی

دل شاد ہیں ہر درد کی شدّت سے زیادہ
کیا چاہیے اور اُس کی محبت سے زیادہ

بے سُود بھٹکتی ہے سرابوں میں یہ دنیا
کیا آبِ بقا چشمہ رحمت سے زیادہ

اک صورتِ تعمیر کہ جھلکی سرِ قرآں
روشن ہوئی مینارۂ سیرت سے زیادہ

یہ سچ ہے کہ ہم اُس کی پرستش نہیں کرتے
رہتا ہے مگر دل میں عبادت سے زیادہ

جب فرطِ ندامت سے نہ ہو تابِ دعا بھی
کیا کوئی سبیل اُس کی شفاعت سے زیادہ

یہ نعت کا اعجاز ہے لکھتے ہیں تو خود ہی
بنتی ہے کوئی بات عبارت سے زیادہ

❖❖❖

جنید آذر

ترے قدموں سے روشن ہو رہی ہے
زمیں اپنے اندھیرے دھو رہی ہے

ترے اخلاق کی گل ریز خوشبو
محبت کشت دل میں بو رہی ہے

زباں پر ورد ہے صلِ علیٰ کا
بدن میں روشنی سی ہو رہی ہے

مرے آقا ہو اذنِ باریابی
مرے اندر یہ خواہش رو رہی ہے

میں تیرا ذکر کرتا جا رہا ہوں
مری آواز روشن ہو رہی ہے

تری کملی کا سایہ ہے جبھی تو
یہ امت عافیت سے سو رہی ہے

بس اک لمحہ برائے دید آقا
یہ بینائی اجالے کھو رہی ہے

❖❖❖

کوئی کہیں سے چھیڑے افسانہ زندگی کا
ہے اسوۂ محمدؐ پیمانہ زندگی کا

حاصل ہوئی ہے جس کو سرکارؐ کی غلامی
ہے لطف اُس کو حاصل شاہانہ زندگی کا

میں سوچتا تھا کیا ہے معراجِ عشقِ احمدؐ
آئی ندائے ہاتف ''نذرانہ زندگی کا''

جلوے سما گئے ہیں جب سے شہِ اُممؐ کے
جنت بنا ہوا ہے ویرانہ زندگی کا

شمعِ ولائے احمدؐ روشن اگر ہو دل میں
بن جائے اک حقیقت افسانہ زندگی کا

جب حرف آئے کوئی ناموسِ مصطفےٰؐ پر
لازم ہے پیش کر دے نذرانہ زندگی کا

صہبائے عشقِ احمدؐ پیتے رہیں گے پیہم
قائم رہے گا جب تک مے خانہ زندگی کا

اے کاش رُوئے احمدؐ پیشِ نظر ہو اُس دم
جب ختم ہو رہا ہو افسانہ زندگی کا

گر ہو سکے تو حافظؔ طیبہ کی سمت چلیے
لبریز ہو رہا ہے پیمانہ زندگی کا

❖❖❖

حافظ نور احمد قادری نوؔر

تقاضائے محبت ہے، اُنھیؐ کی آرزو کرنا
اُنھیؐ کی گفتگو کرنا، اُنھیؐ کی جستجو کرنا

شہ لولاکؐ کی مدحت سرائی اک عبادت ہے
مگر اس کے لیے لازم ہے اشکوں سے وضو کرنا

خدا نے خود کہا ہے آپؐ کے بارے میں بندوں سے
ادب کے ساتھ کرنا، جب بھی اُنؐ سے گفتگو کرنا

مسافر راہِ طیبہ کے، تجھے منزل مبارک ہو
بیاں کچھ حالِ دل میرا بھی اُنؐ کے رُوبرو کرنا

گریباں چاک لے کر پھر رہا ہوں میں زمانے میں
کرم سے آپؐ کے ممکن ہے اب اس کو رفو کرنا

مقامِ سیدِ والاؐ کسی کو کیا سمجھ آئے
کہ اُنؐ کا ہے شرف، عرشِ علیٰ پر گفتگو کرنا

یہاں تو نُوؔر، اک اک گام پر محتاط رہنا ہے
کہ صنفِ نعت میں جائز نہیں ہرگز غلو کرنا

❖❖❖

حامد یزدانی

دربارِ رسولؐ کو چلا ہے
دل خواب یہ روز دیکھتا ہے

لگتا ہے مجھے کہ آسماں بھی
طیبہ ہی کے رخ جھکا ہوا ہے

آنکھوں سے جھلک رہے ہیں آنسو
ہونٹوں پہ مرے فقط دعا ہے

کیوں تیرہ سفر ہو زندگی کا
ذکر آپؐ کا جگمگا رہا ہے

بجھتی ہوئی ساعتوں میں حامد
اک چاند ہے اور چمک رہا ہے

❖❖❖

حسن زیدی

زاہد کا جہاں اور ہے عاشق کا جہاں اور
فکر اور خیال اور زباں اور بیاں اور

اک جنتِ ارضی میں چلے آئے ہیں ہم لوگ
سرکارؐ کی بستی میں ہیں اپنے دل وجاں اور

بس انؐ کے کرم کا ہے بھروسہ مرے مولیٰ
مل جائے حضوری تو بھلا جائیں کہاں اور

اے کاش! پڑھوں نعت میں دربارِ نبیؐ میں
سرکارؐ بھی خوش ہو کے یہ فرمائیں کہ ہاں اور

بس انؐ کی محبت ہی مرے پیشِ نظر ہے
آتا نہیں اس رہ میں حسن مجھ کو گماں اور

❖❖❖

حسن عباسی

دل ہے تاریک اُسے نور کا ہالہ کر دے
اِک نظر میری طرف بھی شہِ والاؐ کر دے

خوف کے غار میں ہوں اور تعاقب میں عدو
کہہ دے مکڑی سے درِ غار پہ جالا کر دے

میں جسے بیچ کے اِک تیشۂ محنت کر لوں
کوئی آنسو مرا مٹی کا پیالہ کر دے

دنیا داری جو حمائل ہے گلے میں میرے
اپنی رحمت سے اُسے عشق کی مالا کر دے

شوق اگر ابر کا ٹکڑا ہے تو پھر رم جھم ہو
میرے ایمان کا قد مثلِ ہمالہ کر دے

❖❖❖

حسین سحر

شہرِ طیبہ کی ہوا آہستہ چل
تُو ہے میری راہنما آہستہ چل

مدتوں کے بعد پہنچا ہوں یہاں
میری بے چینی بجا آہستہ چل

اس میں شامل ہیں مہ و مہر و نجوم
خاک ہے یہ کیمیا آہستہ چل

دیکھ ہو جائے نہ کچھ سوئے ادب
سامنے ہے نقشِ پا آہستہ چل

رکھ تقاضائے ادب پیشِ نظر
اے دلِ سیماب پا! آہستہ چل

بے تحاشا دھڑکنوں کے شور سے
ہو نہ اک محشر بپا آہستہ چل

ہے کہاں روضہ کہاں محراب ہے؟
مجھ کو اک اک شے دکھا آہستہ چل

نعت کے میدان میں محتاط رہ
اے مری فکرِ رسا! آہستہ چل

یہ ہے شہرِ خواجہء شام و سحر
گردشِ ارض و سما آہستہ چل

❖❖❖

حفیظ تائب

وہ نورِ جاں افق آرا ہوا ہے
ہر اک غنچہ ثنا پیرا ہوا ہے

اُتر آیا ہے کیسا موسمِ گل
بہاراں آشنا صحرا ہوا ہے

منڈیر اپنی ہے روشن جس کے اوپر
دیا اس نام کا رکھا ہوا ہے

محبِ انس و جاں کی ہے محبت
وہ جس سے میرا دل پگھلا ہوا ہے

جدا کعبے سے ہوتے ہیں محمدؐ
یہ منظر آنکھ میں ٹھہرا ہوا ہے

رفیقِ ثور کو پا کر پریشاں
پئے تسکیں کوئی گویا ہوا ہے

تکے جاتی ہے اُس کو اُمِ معبد
جو مہتاب اُس کے گھر اترا ہوا ہے

ثنیہ سے اُدھر کچھ بچیوں نے
خوشی کا زمزمہ چھیڑا ہوا ہے

مدینے میں ہے کس کا خیر مقدم
ہر اک نے بابِ دل کھولا ہوا ہے

مرے سرکارؐ ہی کے دم قدم سے
مزاجِ زندگی بدلا ہوا ہے

اُنھیؐ کا خوانِ رحمت ہے جو تائبؔ
افق سے تا افق پھیلا ہوا ہے

❖❖❖

حلیم قریشی

آپؐ کے شہر کو جانے کی جسارت کرتے
گھر کے افراد ہمیں شوق سے رخصت کرتے

دُوریاں قرب کے رستوں میں بدلتی جاتیں
آپؐ کے روضے کی خوشبو میں عبادت کرتے

دسترس میں کوئی ایسی بھی گھڑی آ جاتی
یار و اغیار ہمیں دیکھ کے حسرت کرتے

ہم وہاں ہوتے رعایا کی قدم بوسی کو
آپؐ جس شہرِ محبت میں حکومت کرتے

جب حرم میں نہ کوئی بابِ معافی کھُلتا
آپؐ ہم جیسے فقیروں کی وکالت کرتے

خواہشیں کم ہیں جو اس نعت میں دَر آئی ہیں
آپؐ کا اذن جو ہوتا تو وضاحت کرتے

❖❖❖

حنیف اخگر

اپنی سوئی ہوئی قسمت کو جگاتے جاتے
درِ سرکارؐ پہ ہم نعت سناتے جاتے

ہم مدینے میں نہ جی پاتے تو جاتے جاتے
زندگانی کو ٹھکانے تو لگاتے جاتے

سرمہء نور پئے روشنیِ دیدہ و دل
خاکِ طیبہ کو ہم آنکھوں سے لگاتے جاتے

عزمِ طیبہ پئے عقبیٰ جو مقدر ہوتا
ہم فریبِ غمِ دنیا میں نہ آتے،جاتے

انؐ کے قدموں کی طرف بیٹھ کے ہم اپنے گناہ
ربّ ِ غفّار سے سب معاف کراتے جاتے

❖❖❖

حنیف نازش قادری

زائرِ کوئے جناں، آہستہ چل
دیکھ، آیا ہے کہاں، آہستہ چل

جیسے جی چاہے جہاں میں گھوم پھر
یہ مدینہ ہے یہاں، آہستہ چل

نقشِ پائے سرورِ کونینؐ کی
ہر طرف ہے کہکشاں، آہستہ چل

بارگاہِ ناز میں آہستہ بول
ہو نہ سب کچھ رایگاں، آہستہ چل

حاضری میں ہیں مَلک ستر ہزار
قدسیوں کے درمیاں، آہستہ چل

در پہ آیا ہوں بڑی مدت کے بعد
اے مری عمرِ رواں، آہستہ چل

دیکھ لوں جی بھر کے شہرِ مصطفیٰؐ
میرے میرِ کارواں، آہستہ چل

جالیوں کے سامنے جلدی نہ کر
وہ ہیں نازش مہرباں، آہستہ چل

❖❖❖

تُو نے ہر شخص کی تقدیر میں عزت لکھی
آخری خطبے کی صورت میں وصیت لکھی

تُو نے کچلے ہوئے لوگوں کا شرف لوٹایا
عدل کے ساتھ ہی احسان کی دولت لکھی

سرحدِ رنگ بہ عنوانِ اخوت ڈھائی
ورقِ دہر پہ ہر سطر محبت لکھی

تُو نے ہر ذرے کو سورج سے ہم آہنگ کیا
تُو نے ہر قطرے میں اک بحر کی وسعت لکھی

حُسنِ آخر نے کیا حُسن کو آخر تجھ پر
آخری روپ دیا، آخری سورت لکھی

تیرے اوصاف فقط تجھ سے بیاں ہوتے ہیں
نعت خود لکھی، بہ پیرایۂ سیرت لکھی

سلسلے بند کیے، مُہر لگا دی تُو نے
صفحۂ ارض پہ اک آخری امت لکھی

خالد احمدؔ تری نسبت سے ہے خالد احمدؔ
تُو نے پاتال کی قسمت میں بھی رفعت لکھی

❖❖❖

خالد اقبال یاسر

مرید، تکیہ نہ درگاہ چاہیے ہے مجھے
ترے دیار کو بس راہ چاہیے ہے مجھے

تری غلامی کے بدلے نہ رتبہ و تمغہ
نہ شان و شوکتِ ذی جاہ چاہیے ہے مجھے

گزر بھی جائے اماوس تری جدائی کی
دو نیم اشارے سے پھر ماہ چاہیے ہے مجھے

جو تیرے صبح و مسا کا مزاج پہچانے
وہ چشم ، وہ دلِ آگاہ چاہیے ہے مجھے

خوشی سے چاہے، مرا دم وہیں نکل جائے
تری زیارتِ ناگاہ چاہیے ہے مجھے

نمٹنے کو ترے دشمن سے مصلحت نہ ریا
نہ فکر و حیلہِ روباہ چاہیے ہے مجھے

کمی سی ہے، مرے زادِ رہِ ارادت میں
بہانہ کیوں کوئی ہمراہ چاہیے ہے مجھے

گداز باقی ہے دل کا، تری عنایت سے
گناہ گار ہوں، اصلاح چاہیے ہے مجھے

درود اوّل و آخر یونہی نہیں پڑھتا
ترے حوالے سے اللہ چاہیے ہے مجھے

❖❖❖

خالد علیم

ہر ایک سے رُتبہ ترا بالا، شہِ والاؐ
اللہ کے بعد اَفضل و اعلیٰ، شہِ والاؐ

محکوم کا غمخوار ہے، مظلوم کا حامی
مخلوق کے دُکھ بانٹنے والا، شہِ والاؐ

ہوتا ہے ترے دَبدبۂ صدق و یقیں سے
ہر قصرِ ضلالت تہ و بالا، شہِ والاؐ

اس تیرگیِ جہل و جفا میں ترے باعث
پھیلا ہے محبت کا اُجالا، شہِ والاؐ

ظلمت کدۂ دل میں ترے دستِ کرم نے
پُر نور سویروں کو اُچھالا، شہِ والاؐ

سیراب کیا تُو نے صفا کا چمنستاں
تجھ سے ہیں معطّر گُل و لالہ، شہِ والاؐ

دے کر بنی آدم کو سرافرازیٔ توحید
تشکیک کی دَلدل سے نکالا، شہِ والاؐ

ہر دور میں تیرا ہی پیامِ سبق آموز
انسان کو دیتا ہے سنبھالا، شہِ والاؐ

خالد پہ ہے تیرا کرمِ لامتناہی
یہ بھی ہے ترا چاہنے والا، شہِ والاؐ

❖❖❖

لفظ چرخِ سُخن سے اُترتے رہے نعت ہوتی رہی
شعر بنتے گئے اور سنورتے رہے نعت ہوتی رہی

بات جب بھی دیارِ نبیؐ کی چلی، زندگی کِھل اُٹھی
لفظ خوشبو کی صورت بکھرتے رہے نعت ہوتی رہی

جب مدینے کا دل میں خیال آ گیا، اِک جمال آ گیا
رنگ منظر بہ منظر اُبھرتے رہے نعت ہوتی رہی

سلسلہ جب خیالوں کا چلنے لگا دل بہلنے لگا
دیر تک اُن سے ہم بات کرتے رہے نعت ہوتی رہی

طے ہوئے خواہش وعزم کے مرحلے، ہم مدینے گئے
دن دیارِ نبیؐ میں گذرتے رہے نعت ہوتی رہی

اب تو خالدؔ کو اذنِ سخن ہو عطا، میں نے کی التجا
اور دامن وہ لفظوں سے بھرتے رہے نعت ہوتی رہی

❖❖❖

خاور احمد

جیسے بھی گھرانے میں ہوتا
میں تیرے زمانے میں ہوتا

سونا سارا ترے قامت کا
آنکھوں کے خزانے میں ہوتا

ہوتے لاکھوں ارماں دل میں
اور دل نذرانے میں ہوتا

کبھی کانٹے چنتا رستے سے
کبھی پھول بچھانے میں ہوتا

تُو ہجرت کرتا بستی سے
تو میں ویرانے میں ہوتا

بت گرتے جب ترے قدموں میں
میں بھی بت خانے میں ہوتا

میں آج نہ ہوتا دنیا میں
مرا نام زمانے میں ہوتا

❖❖❖

خاور اعجاز

ہزار مرحلے طے کرکے شاعری گزرے
پھر ایک سطر کہیں جا کے نعت کی گزرے

وہاں وہاں پہ کھلے پہلے پہلے روشن پھول
جہاں جہاں سے بھی وہ آخری نبیؐ گزرے

سجود کرتی ہوئی جائے شب کی تاریکی
سلام کرتی ہوئی دن کی روشنی گزرے

مجھے بھی اذنِ سفر ہو دیارِ طیبہ کا
حضورؐ! آپ کے قدموں زندگی گزرے

حضورؐ! آپ کا اسمِ گرامی ہو لب پر
مرے وجود سے جب موت کی گھڑی گزرے

❖❖❖

خاور نقوی

قلم کیسے اٹھاؤں میرے مولاؐ تیری مدحت میں
تری سیرت نظر آئی لَقَد کانَ کی صورت میں

ترے دشمن کو بھی کوئی ترا ثانی نہیں ملتا
صداقت میں، امانت میں، دیانت میں، مروت میں

ترے آنے سے فہمِ آدمیت اوج کو پہنچا
سبق انساں کی عظمت کا ہے پنہاں تیری بعثت میں

تجھے کس شان سے ہادی بنایا ربِ اکبر نے
رسولوں کو خلاصہ کردیا تیری رسالت کا

❖❖❖

خرم خلیق

مینار ہیں گنبد ہیں ہر شہر کی رعنائی
پر گنبدِ خضرا کی، بے مثل ہے زیبائی

فردوس کی، مکے کی، حُرمت ہے بجا، لیکن
حاصل ہے مدینے کو تقدیس میں یکتائی

نسبت ہے مدینے کو اُس نُورؐ کے پیکر سے
ظلمت کا مقدر ہے جس نُورؐ سے پسپائی

تخلیق کیے عالم، اُنؐ کے لیے قدرت نے
ہوتی نہ کبھی ورنہ یہ انجمن آرائی

معراج میں پوشیدہ، آدابِ محبت ہیں
محبوب کی کرتے ہیں اِس طرح پذیرائی

یہ معجزہ خرّم ہے سرکار کی سیرت کا
خالق بھی ہے شیدائی، مخلوق بھی شیدائی

❖❖❖

خورشید بیگ میلسوی

جب تصور میں ترا گنبدِ خضرا باندھا
دیدۂ شوق نے فردوس کا منظر باندھا

ذہن و دل ، قلب و جگر ، حرف و قلم سب مہکے
شاخِ احساس سے کس نے یہ گلِ تر باندھا

ہر نئی چیز نے دی دعوتِ نظارہ مجھے
میں نے آنکھوں سے فقط ایک ہی منظر باندھا

معنیِ قندِ مکرر کا ہوا تب ادراک
جب ترا اسم مرے لب نے برابر باندھا

گریۂ دیدۂ یعقوب کی صورت ہم نے
لمحۂ ہجر میں آنکھوں سے سمندر باندھا

اپنی تحریر میں ہر اہلِ نظر نے مجھ کو
از رہِ نعت مقدر کا سکندر باندھا

خالقِ نطق نے اظہار کی بارش کردی
میں نے جب صلِ علیٰ اپنے لبوں پر باندھا

ایک اک حرف مہکنے لگا خورشید مثال
مطلعِ نعت میں جب روئے منور باندھا

❖❖❖

خورشید ربانی

ازل، ابد کی کہانی حضورؐ جانتے ہیں
ہر ایک سرِزمانی حضورؐ جانتے ہیں

درود پڑھتا ہے جو بھی، جہاں بھی، جتنا بھی
ہر اک کا چہرہ، نشانی حضورؐ جانتے ہیں

میں انؐ کی یاد میں روتا ہوں اور جانتا ہوں
کہ میری اشک فشانی حضورؐ جانتے ہیں

درِ حضورؐ پہ جا کر کھڑے رہو چپ چاپ
کہ حال چپ کی زبانی حضورؐ جانتے ہیں

کتابِ ہر دوجہاں کی گئی انہیں تعلیم
سو حرف حرف معانی حضورؐ جانتے ہیں

حضورؐ جانتے ہیں داستانِ شام و سحر
ہر ایک پل کی کہانی حضورؐ جانتے ہیں

ہرایک درد بھرے دل کو جانتے ہیں حضورؐ
اور اشکِ غم کی روانی حضورؐ جانتے ہیں

حضورؐ جانتے ہیں راز ہائے فردا بھی
اک ایک بات پرانی حضورؐ جانتے ہیں

نگاہ کیجیے خورشیدِ خستہ جاں پر بھی
کہ بگڑی بات بنانی حضورؐ جانتے ہیں

❖❖❖

خورشید رضوی

لمسِ احمدؐ کے لیے چشم برہ زنگ آلود
خانۂ دل پہ پڑا قفلِ گنہ زنگ آلود

یا نبیؐ! ایک نظر جو اسے محکم کردے
جوشِ پیکار میں ہے میری زرہ زنگ آلود

نیم شب گریۂ خلوت مجھے ارزانی ہو
دورِ حاضر کی ہوا سے ہے مژہ زنگ آلود

ہو وہ فیضان کہ سینہ مرا ہلکا ہو جائے
بارِ آہن ہے کوئی دل کی جگہ زنگ آلود

تیرے پیغام کی جدت نہیں کھُلتی اِس پر
کتنی صدیوں سے ہے امت کی نگہ زنگ آلود

رزم گاہِ حق و باطل میں اترنا کیسا
ہو اگر خنجر و شمشیرِ سپہ زنگ آلود

ڈال دے پرتوِ انوارِ نبوت اپنا
کھول دے فکر کی ایک ایک گرہ زنگ آلود

خسروا ! یہ تری جمہور نوازی کا ہے فیض
کہ زمانے میں ہے تاجِ سرِ شہ زنگ آلود

تیرا در وا ہے سدا تیرے غلاموں کے لیے
اہلِ دنیا کا ہر اک بابِ پنہ زنگ آلود

منتظر پھر لفِ صیقلِ انگشت کا ہے
سال ہا سال سے آئینۂ مہ زنگ آلود

ہو عطا ایک تسلسل اِسے تابانی کا
گاہ تاباں دلِ خورشید ہے گہ زنگ آلود

❖❖❖

دانیال طریر

نعت سوغات

بہت دن سے میں نے
بدن کو کھجور اور پانی سوا
سب کے سب ذائقوں سے
بہت دور رکھا ہوا تھا
خیالوں کو غارِ حرا کے اجالوں میں
رہنے کی تاکید کی تھی
لہو سے کہا تھا
تُو طائف کی مٹی کو چھونا
ضیالے کے آنا
محبت سے حسّان کے دل میں رہنے
اور آدابِ شعر و سخن سیکھ آنے
کا وعدہ لیا تھا
صدا کو اذانِ بلالی کی دھن میں
روانہ کیا تھا
غنی و اویس و عمر کے مکانوں میں

پلکوں کو جھاڑو لگانے
اور آنکھوں کو کچرا اٹھانے کے
میں نے فرائض دیے تھے
بہت دن تلک میں نے
بابِ علوم نبیؐ پر
شعور اور دانش کے دربان دونوں
کھڑے کر دیے تھے
زمینوں کو اپنے تخیل مطابق کشادہ کیا تھا
سب الفاظ زم زم میں رکھے ہوئے تھے
بہت دن سے میں نے
ارادہ کیا تھا
نبیؐ جی کو اک نعت سوغات دینے کا وعدہ کیا تھا

❖❖❖

بخشا ہے اس نگاہ نے ایسا یقیں مجھے
حیرت سے دیکھتے ہیں سبھی نکتہ چیں مجھے

جو کچھ ملا حضورؐ کے صدقے سے ہے ملا
اور جو نہیں ہے اس کی ضرورت نہیں مجھے

میرے لبوں کی پیاس ہے اُن جالیوں کا لمس
مل جائے تو قبول دم آخریں مجھے

یہ سوچ کر ہے کپکپی طاری وجود پر
دیکھے گا کس نگاہ سے ماہِ مبیں مجھے

میں آ گیا ہوں آپؐ کے در پر بصد خلوص
اب اپنے آپ سے کوئی خطرہ نہیں مجھے

سستا رہا ہوں گنبدِ خضرا کے سائے میں
کہہ دو نہیں ہے حاجتِ خلدِ بریں مجھے

آذرؔ نہ کہہ سکوں گا قصیدہ حضور کا
کہنے کا لاکھ شوق ہے اپنے تئیں مجھے

❖❖❖

دوست محمد محبّ

محمدؐ مصطفیٰؐ کا نام نامی
رہے لب پہ یہ ہے دولت دوامی

کیا جس نے مسخر دشمنوں کو
شہ خوباں کی تھی وہ خوش کلامی

ہزاروں آپؐ کے لطف و کرم سے
بنے رومیؒ، غزالیؒ اور جامیؒ

انہیں دارا سکندر سے غرض کیا
ملے جن کو ترے در کی غلامی

ہمیں بھی ناز اس شاہِ شہاں پر
محبّ جن کو ملائک دیں سلامی

❖❖❖

ذکی عثمانی

درود پڑھتا رہے گا پیہم دھڑک دھڑک کر یہ بے زباں دل
یہ دل کی خواہش ہے بن کے رہ جائے کاش! اب سنگِ آستاں دل

بلا کے آقاؐ نے اپنے روضے پہ بخش دی ہے حیاتِ تازہ
نہ جانے کب کا وگرنہ ہو ہی چکا تھا برباد و رایگاں دل

بجز دیارِ نبیؐ کہیں بھی ملا نہ کوئی سکوں کا لمحہ
بھٹکتا پھرتا رہا نہ جانے کدھر کدھر اور کہاں کہاں دل

حضورؐ اپنا گدا بنالیں حضورؐ مجھ کو وہیں بُلالیں
کہ اب نہیں لگ رہا ہے پل بھر کسی بھی صورت مرا یہاں دل

کرم کیا ہے ذکی پہ آقاؐ تو اب اسے بال و پر بھی دے دیں
کہ میں یہاں ہوں تو دل وہاں ہے بلا رہا ہے مجھے وہاں دل

❖❖❖

راجا رشید محمود

ممدُوحِ انس و جاں ہے کہاں آپؐ کے سوا
خالق کا مدح خواں ہے کہاں آپؐ کے سوا

جو نورِ اوّلیں ہے، جو ہے آخری پیام
وہ سرِّ کُن فکاں ہے کہاں آپؐ کے سوا

رب کی عطا سے آپؐ رؤف و رحیم ہیں
توقیرِ بے کساں ہے کہاں آپؐ کے سوا

آمد سے جس کی دُور ہوئے سارے جھُٹ پُٹے
وہ نُورِ دو جہاں ہے کہاں آپؐ کے سوا

جس سے ریاضِ حُسنِ عقیدت ہے عطر بیز
محبوبِ انس و جاں ہے کہاں آپؐ کے سوا

محمّود رُوحِ دین ہے سرکارؐ کا وجود
اور اپنی جانِ جاں ہے کہاں آپؐ کے سوا

❖❖❖

راحل بخاری

تکوینِ کائنات کا عنوان آپؐ ہیں
دراصل روحِ سورۂ رحمان آپؐ ہیں

مایوسیوں کی دھند میں ابرِ کریم ہیں
لا تقنطُو کے باب میں احسان آپؐ ہیں

امت کا اختیارِ شفاعت لیے ہوئے
میزانِ روزِ حشر کے میزان آپؐ ہیں

خیرات بٹ رہی ہے بہشتِ نعیم کی
امت کو اپنی رحمتِ یزدان آپؐ ہیں

الفت ہے دل میں آپؐ کی لب پر مرے درود
روشن سماعتوں کے نگہبان آپؐ ہیں

راحل مری نجات میں شک ہی نہیں کوئی
میرا یقین اور مرا ایمان آپؐ ہیں

❖❖❖

راغب مرادآبادی

جب بھی میں، سرورِ کونین کی مدحت لکھوں
با وضو ہو کے بصد عجز و عقیدت لکھوں

حق بجُز آپؐ کے، یہ اور کسی کو نہ ملا
کون ہے اور، جسے شافعِ اُمت لکھوں

آپؐ کی شان میں اتَممت علیکم آیا
کیوں نہ مَیں اس کو اک اعجازِ نبوت لکھوں

آپؐ کی ذات میں اخلاق و سخا کا معیار
آپؐ کو خاتمِ اخلاق و سخاوت لکھوں

مجھ کو لکھنا ہو اگر حُسن کی معراجِ کمال
نام لوں آپؐ کا اور آپؐ کی صورت لکھوں

تذکرہ آپؐ کے نقشِ کفِ پا کا سُن کر
آب رُو فرش کی اور عرش کی زینت لکھوں

جس کو ہے بعثتِ سرکارؐ سے نسبت راغب
اُسی اِک صبح کو میں، صبحِ سعادت لکھوں

❖❖❖

رانا سعید دوشی

گنبدِ خضرا تک آہوں کو رسائی مل جائے
پھر بھلے روح کو پنجرے سے رہائی مل جائے

قابلِ رشک ہو میرے لیے دریوزہ گری
مجھ کو خیرات میں طیبہ کی گدائی مل جائے

مشربِ ریگِ عرب ہوں مرے رِستے چھالے
آبِ جاں باز کو رگ رگ سے رہائی مل جائے

کاش ایسا ہو مجھے خواب میں حسّانؓ ملیں
نعت کو شیفتگیِ مدح سرائی مل جائے

کوئی مضمون سُجھائیں مجھے میرے آقاؐ
راہِ مدحت میں مجھے راہنمائی مل جائے

پا برہنہ ہو سفر سوئے مدینہ میرا
صدقے نعلین کے یہ آبلہ پائی مل جائے

کیا کروں گا میں زمانے کی خدائی لے کر
حشر میں کام جو آئے وہ کمائی مل جائے

❖❖❖

رحمان حفیظ

بے بضاعت ہوں مگر نعتِ نبی لکھی ہے
عشق کے زیرِ اثر نعتِ نبی لکھی ہے

پہلے میں صرف سراپا ہی لکھا کرتا تھا
اب کے بارنگِ دگر نعتِ نبی لکھی ہے

دیکھ آ جائے گا باری پہ بلاوا اک روز
اے مرے شوقِ سفر! نعتِ نبی لکھی ہے

دیکھئے کیسے مرے قلب کو تسکین ملی
اب ہے کچھ شور نہ شر، نعتِ نبی لکھی ہے

دل میں اک پیڑ لگایا تھا، کبھی الفت کا
ہے اسی کا یہ ثمر، نعتِ نبی لکھی ہے

کیسے کج بخت ہیں جن کو یہ دکھائی نہ دیا
دہر کے آئینے پر، نعتِ نبی لکھی ہے

زائرِ طیبہ! ترے ہاتھ پہ بیعت کر لوں
تو نے حسّان کے گھر نعتِ نبی لکھی ہے

شہر کا شہر پُرانوار ہُوا، میں نے تو
بیٹھ کے اپنے ہی گھر نعتِ نبی لکھی ہے

ویسے میں اتنی توجّہ کا تو حقدار نہیں
مگر اے اہلِ نظر! نعتِ نبی لکھی ہے

میری آنکھوں کی چمک دیکھ کے حیراں کیوں ہو؟
میں نے اے شمس و قمر نعتِ نبی لکھی ہے

کتنا آنکھوں سے لگاؤں تجھے کتنا چوموں!
تو نے اے دستِ ہنر! نعتِ نبی لکھی ہے

نعت کہنے سے مری طبع ہوئی ایسی رواں
دیکھئے، بارِدگر نعتِ نبی لکھی ہے

کھول رکھّی ہے فرشتے نے مری فردِ عمل
آنکھ ٹھہری ہے، جدھر نعتِ نبی لکھی ہے

❖❖❖

رشید امین

ایقان ملا انؐ سے ایمان ملا انؐ سے
قرآن کی صورت میں عرفان ملا انؐ سے

سوچیں تو وہی اپنے محسن ہیں زمانے میں
انسان کو دنیا میں رحمان ملا انؐ سے

قدرت کا حقیقت میں انعام کہیں جس کو
یہ دین ہمیں کتنا آسان ملا انؐ سے

آداب سکھائے ہیں انسان کو جینے کے
تہذیب سے رہنے کا رجحان ملا انؐ سے

مومن کے لیے تقویٰ معیارِ عمل ٹھہرا
یہ مرتبہ پانے کا میزان ملا انؐ سے

❖❖❖

رشید ساقی

جیسے مضموں آئینہ ہے خُوبیِ عنوان کا
نعت پیغمبر کی ایک اِک حرف ہے قرآن کا

اپنے قول و فعل کی سچائیوں سے آپؐ نے
درس دنیا کو دیا اللہ کے عرفان کا

یہ شرف بخشا خُدا نے آپؐ ہی کی ذات کو
ورنہ ہفت افلاک پر کب ہے گزر انسان کا

آپؐ کی ذاتِ گرامی سب جہانوں کے لیے
اک نمونہ ہے کرم کا، عدل کا، احسان کا

آپؐ نے رکھی فضیلت کی اساس احسان پر
بن گیا معیار یہ انسان کی پہچان کا

دیدنی ہے آپؐ کی یکسانیِ فکر و عمل
ایک ہی آہنگ جیسے سورۂ رحمان کا

آرزوئے دید ساقیؔ اور مدینے کا سفر
بس اثاثہ ہے یہی مجھ بے سروسامان کا

❖❖❖

رضااللہ حیدر

کیا نام سجا پھول کی پتی پہ محمد ﷺ
دیکھا ہے لکھا پھول کی پتی پہ محمد ﷺ

کیونکر نہ دلآویز ہو گلزار کی خوشبو
اِک پھول کھلا، پھول کی پتی پہ محمد ﷺ

نصرت کو چلے آئے ہیں جبریلِ امیںؑ بھی
لکھتی ہے صبا پھول کی پتی پہ محمد ﷺ

پاکیزہ لبوں پر ہیں درودوں کے ترانے
ہے حرفِ ثنا پھول کی پتی پہ محمد ﷺ

آئے تھے ملائک بھی سلامی کو جناں سے
جب لکھا گیا، پھول کی پتی پہ محمد ﷺ

سر سرو و صنوبر بھی جھکاتے ہیں ادھر کو
ہے جلوہ نما پھول کی پتی پہ محمد ﷺ

انوار سے جو چاہے رضاؔ! جھولیاں بھر لے
روشن ہے دِیا پھول کی پتی پہ محمد ﷺ

❖❖❖

رفیع الدین ذکی قریشی

آستانِ مصطفےٰ ؐ کی حاضری اچھی لگی
جو مدینے میں کٹی وہ ہر گھڑی اچھی لگی

جس کا لمحہ لمحہ یادِ شاہِ طیبہ میں کٹا
دن بھی وہ اچھا لگا وہ رات بھی اچھی لگی

ایک اک منظر مدینہ کا ہے فردوسِ بریں
اس کا ہر بازار اس کی ہر گلی اچھی لگی

وہ اندھیرے سے نکل کر روشنی میں آ گئے
جن کو خورشیدِ حرا کی روشنی اچھی لگی

وقف ہے جو ان دنوں نعتِ پیمبرؐ کے لیے
یہ تمہاری شاعری ہم کو ذکی اچھی لگی

❖❖❖

رفیع الدین راز

وہ اک مانوس خوشبو
جو روزانہ مجھے بیدار کرتی ہے
برائے زندگی
ہر صبح جو تیار کرتی ہے
وہ نقشِ پا
جو کرتے ہیں تعین میرے رستے کا
میں جن کی رہبری میں
راستہ در راستہ
چلتا ہوں صبح و شام
بھٹکنے کا نہ کوئی ڈر، نہ گم ہو جانے کا دھڑکا
یہ میرا وسوسہ نا آشنا دل
بے دھڑک کہتا ہے مجھ سے
ادھر آؤ کہ اس رستے میں
تا حدِّ نظر وہ روشنی ہے
جسے خورشید حیرت سے تکا کرتا ہے سارا دن
تمازت دوپہر کی
اس طرف آنے سے ڈرتی ہے
یہ وادی وہ ہے جس کی رہ گزر پر

جلا کرتی ہیں نقشِ پا کی شمعیں
مسافر کوئی بھی اس راہ پر تنہا نہیں ہوتا
مسلسل ایک آہٹ
ساتھ چلتی رہتی ہے اس کے
مسلسل ایک خوشبو رہ نمائی کرتی ہے اس کی
وہ نقشِ پا، وہ آہٹ اور وہ خوشبو
کہ جس کی رہ نمائی میرے پیکر کو میسر ہے
مرے آقا محمدؐ مصطفیٰ کی ہے

❖❖❖

ریاض احمد قادری

مجھ سے خزاں رسیدہ کو برگ و ثمر ملے
جب بھی حبیبِ ربِ دو عالمؐ کا در ملے

اک بار ہو کے آیا ہوں دربار سے ضرور
ہے آرزو یہ حاضری بارِ دگر ملے

جس سرزمیں کو عرش بنایا حضورؐ نے
اس سرزمیں کے ذروں میں شمس و قمر ملے

مجھ کو فراقِ طیبہ کے نالے نصیب ہوں
دل سے اُٹھے جو آہ اسے بھی اثر ملے

رنج و الم جہان کے ان سے ہوئے ہیں دور
جب بے کسوں کو دہر میں ہیں چارہ گر ملے

نعتِ رسولِ پاکؐ کی خاطر مرے خدا
مجھ کو خیال خوب سے بھی خوب تر ملے

بے شک میں بخشا جاؤں گا محشر میں بھی ریاضؔ
اک حاضری مدینے کی مجھ کو اگر ملے

❖❖❖

رحمتِ کون و مکاں احمدِ مختارؐ کے پاس
ہر دوا ہے دلِ بیمار کی سرکارؐ کے پاس

کوئی ہوتا ہی نہیں خلدِ بریں کا طالب
جب پہنچتا ہے ترے روضے کی دیوار کے پاس

سبز گنبد کی جھلک دیکھ کے چھلکے آنسو
کچھ نہ تھا اور پئے نذر،سیہ کارکے پاس

کیوں نہ دیکھیں مجھے حیرت سے زمانے والے
میں جو آ بیٹھا ہوں آقاؐ ترے دربار کے پاس

مرحبا ، کوثر و تسنیم لٹانے والے
آج میخانے کا میخانہ ہے میخوار کے پاس

مسکراتے ہیں تصور میں غلامانِ نبیؐ
خود کو جب دیکھتے ہیں روضۂ سرکارؐ کے پاس

❖❖❖

ریاض حسین چودھری

کلکِ ثنا کو نور کی موجوں میں رکھ دیا
یعنی گدازِ عشق کو ہونٹوں میں رکھ دیا

دے کر غبارِ شہرِ تمنّا کی آرزو
کس نے چراغ ہجر کا آنکھوں میں رکھ دیا

میرے خدا نے منصبِ نعتِ نبیؐ کے ساتھ
صلِّ علیٰ کا نور نگاہوں میں رکھ دیا

بادِ صبا نے وردِ درُود و ثنا کے بعد
اسمِ رسولؐ اَدھ کھلی کلیوں میں رکھ دیا

آقا حضورؐ! اہلِ ہوس نے قدم قدم
میرا ہر ایک خواب خیالوں میں رکھ دیا

مَیں عکسِ ناروا تو نہیں تھا زمین پر
دنیا نے مجھ کو بانٹ کے ٹکڑوں میں رکھ دیا

کوتاہ قامتوں سے گلہ کیا کرے کوئی
سورج مرے وجود کا سایوں میں رکھ دیا

سالارِ کارواں نے سرِ ساحلِ مراد
کاغذ کی کشتیوں کو بھی شعلوں میں رکھ دیا

سرکارؐ ناصحانِ قدامت پسند نے
حرفِ وفا پرانی کتابوں میں رکھ دیا

آقاؐ فقیہہِ شہر نے آئینۂ حیات
اڑتی ہے جن پہ دھول انھی رستوں میں رکھ دیا

عشاقِ مصطفیٰؐ نے بڑے ذوق و شوق سے
ذکرِ حضورؐ جھومتے لمحوں میں رکھ دیا

کتنے عجیب لوگ ہیں ہم، رہبرِ عظیمؐ!
منزل کا ہر نشان سرابوں میں رکھ دیا

روزِ الست آنکھ جو کھولی شعور نے
قدرت نے ایک نور سا ہاتھوں میں رکھ دیا

مَیں نے بڑے خلوص سے چوما اُسے ریاضؔ
اور پھر قلم حضورؐ کے قدموں میں رکھ دیا

❖❖❖

ریاض مجید

گنہ آلود چہرے اشک سے دھلوائے جاتے ہیں
مواجہ پر پھر اس کے بعد زائر لائے جاتے ہیں

کیا جاتا ہے صیقل جاں کو احساسِ ندامت سے
یہاں لانے سے پہلے چشم و دل چمکائے جاتے ہیں

ہے پاسِ خاطرِ پاکیزۂ سرکار اللہ کو
گنہ گار اس جگہ پر پاک کر کے لائے جاتے ہیں

احاطہ سا کیے رکھتا ہے جاں کو نور کا ہالہ
درودِ پاک کے انوار جاں پر چھائے جاتے ہیں

ڈراتی ہی نہیں ہے پل صراطِ حشر کی وحشت
جو تیرے ہیں، تری رحمت کے سائے سائے جاتے ہیں

خطا کاروں کو بھی محرومِ رحمت وہ نہیں رکھتے
گنہ گاروں پہ بھی پیہم کرم فرمائے جاتے ہیں

ہے لطفِ خاص اُنؐ کی رحمت للعالمینی کا
مدینے میں ہم ایسے روسیہ بھی پائے جاتے ہیں

حرم میں ہے ریاضؔ اللہ اکبر! کیا مقدر ہے
کرم کا سوچ کر آنکھوں میں آنسو آئے جاتے ہیں

❖❖❖

ریاض ندیم نیازی

لفظ کوئی کسی اور در پہ مَیں نے منہ سے نکالا نہیں ہے
حالِ دل میرا اُنؐ کے علاوہ کوئی بھی سننے والا نہیں ہے

اُنؐ کی اُلفت کی مَے ہے فضا میں اپنی سانسوں سے میں پی رہا ہوں
میرے ہونٹوں پہ ہے بس تبسّم ہاتھ میں تو پیالہ نہیں ہے

جا رہا ہوں میں جنت میں رضواں، روک لے روک سکتا ہے مجھ کو
صرف عاشق ہوں میں مصطفےٰؐ کا اور کوئی حوالہ نہیں ہے

میری بے چہرگی پر نہ جاؤ مجھ کو پہچانتا ہے زمانہ
نقش ہے نام دل پر نبیؐ کا جو کبھی مٹنے والا نہیں ہے

مدحتِ مصطفےٰؐ ہے لبوں پر، مست و بے خود ہُوا جا رہا ہوں
اب ندیمؔ آ کے دیکھے تو کوئی کیا میرا بول بالا نہیں ہے

❖❖❖

زاہد فخری

ساری صدیوں پہ جو بھاری ہے وہ لمحہ ملتا
کاش! سرکارؐ دو عالم کا زمانہ ملتا

آپؐ کو دیکھتا مکے سے میں ہجرت کرتے
آپؐ کا نقشِ قدم آپؐ کا رستہ ملتا

آپؐ کو دیکھتا طائف میں دعائیں دیتے
یوں مرے صبر و تحمل کو سلیقہ ملتا

آپؐ کے سامنے رکھ دیتا میں سب کچھ لا کر
نصرتِ دیں کے لیے جب بھی اشارہ ملتا

اپنا گھر بار لٹا دیتا تو اس کے بدلے
حُبِ سرکارؐ مدینہ کا خزانہ ملتا

آپؐ کی طرح بٹھاتا میں اسے کندھوں پر
راہ میں آپؐ کا جب کوئی نواسہ ملتا

آپؐ کے پیچھے کھڑے ہو کے نمازیں پڑھتا
آپؐ کے قدموں کے پیچھے مجھے سجدہ ملتا

بھول جاتا میں کسی طاق میں آنکھیں رکھ کر
آپؐ کو دیکھتے رہنے کا بہانہ ملتا

زندگی آپؐ کے قدموں میں بسر ہو جاتی
جاں فدا کرنے کی خاطر مجھے غزوہ ملتا

حشر تک میری غلامی یونہی قائم رہتی
میری ہر نسل کو فخرؔی یہی ورثہ ملتا

❖❖❖

زہیر کنجاہی

ہے اُن کی ذات فروغِ حیات کا باعث
اُنھیؐ کا نور ہے اس کائنات کا باعث

اُنھیؐ کی ذات ہے صبحِ اَزَل کی پہلی کرن
وہی ہیں کار گہہِ شش جہات کا باعث

اُنھیؐ کا درسِ خدا، آگہی جہاں کے لیے
شکستِ ظلمتِ لات و منات کا باعث

اُنھیؐ کے دم سے ملی ہم کو دولتِ عرفاں
اُنھیؐ کی ذات ہے عرفانِ ذات کا باعث

اُنھیؐ کی پیروی فوز و فلاح کی ضامن
اُنھیؐ کا اُسوَہِ حسنہ نجات کا باعث

اُنھیؐ کا نام دل و روح کے لیے راحت
اُنھیؐ کی ذات ہے عزم و ثبات کا باعث

زُہیؔر کیوں نہ کروں مدح انؐ کی شام و سحر
کہ انؐ کی نعت ہے میری نجات کا باعث

❖❖❖

زیداللہ فہیم

ذاتِ رسولؐ محورِ شعر و سخن رہے
خوشبوئے شہرِ علم سے مہکا یہ فن رہے

نازک بہت معاملۂ نعت گوئی ہے
رہبر مرے قلم کا مرا ذوالمنن رہے

اس طرح پھیلے نعت کی خوشبو تمام سمت
شرمندہ جس کے سامنے مشکِ ختن رہے

صنفِ سخن ہر ایک میں موجود وہ رہیں
میری غزل میں نام سے انؐ کے پھبن رہے

سوئے مدینہ آنکھیں ہیں میری لگی ہوئی
اے کاش، عمر بھر یہی دل کی لگن رہے

❖❖❖

سائل نظامی

سرِ دنیا جو باقی روشنی ہے
یہ سب اُنؐ کی دَیا کی روشنی ہے

جنہیں شمس و قمر سمجھا گیا ہے
''یہ اُنؐ کی خاکِ پا کی روشنی ہے''

یہ خاکِ کوئے طیبہ کی جھلک ہے
میرے اندر جو خاکی روشنی ہے

کئی خستہ یقیں اندھے ہوئے ہیں
یہ کس حیرت سرا کی روشنی ہے

ثنائے آلِ سرورؐ کے سبب ہے
یہ جو فقر و غِنا کی روشنی ہے

منم یک سائلِ کوئے محمدؐ
''مرے اند بلا کی روشنی ہے''

❖❖❖

سجاد بابر

عطائے رب ہے جو الفاظ کو سجا پائیں
ہم ایسے! نعت نویسی کا حوصلہ پائیں

بصیری بھی تو نہیں ہم، نہ سعدی و جامی
کہاں وہ خواب کہ سرکارؐ سے ردا پائیں

بنامِ ہجرِ نبیؐ یہ رہی ہے کیفیت
عمامے سبز ملیں بھی تو جوگیا پائیں

تلاش کرتے ہوئے نقشِ پا ہواؤں میں
وفورِ مدح سے مہکیں، نئی نوا پائیں

جوارِ روضۂ اقدس میں آنسوؤں سے لَدے
درود پڑھتے ہوئے خود کو ہر جگہ پائیں

یہی کہ پیرویِ مصطفیٰؐ میسر ہو
بفیضِ نعتِ نبیؐ عاقبت بچا پائیں

❖❖❖

عالمِ بے بسی میں بھی رہتا ہے شاد کام دل
کر کے ثنا حضورؐ کی لے کے خدا کا نام دل

دیکھ کے سبز نور کو چھو کے سنہرے بخت کو
ڈھونڈتی ہے بقا نظر چاہتا ہے دوام دل

آپؐ پہ جان و دل فدا آپؐ تو آپؐ ہیں حضورؐ
آپؐ کے ہر غلام کا ادنیٰ سا ہے غلام دل

ایک عجیب بے خودی پیشِ درِ حضورؐ تھی
لفظ و زباں کا ذکر کیا کر نہ سکا کلام دل

روح فزا ہیں آج بھی خلدِ نبیؐ کے روز و شب
دل تھا ہمہ نظر سخنؔ اور نظر تمامِ دل

❖❖❖

سحر انصاری

مری آنکھوں کے آگے گنبدِ خضرا کا منظر ہے
میں اک قطرہ ہوں لیکن مہرباں مجھ پر سمندر ہے

کہاں میں اور کہاں طیبہ کی گلیوں کا طواف اے دل!
ہوں اپنے بخت پر نازاں کہ یہ لطفِ پیمبر ہے

مدینے کی فضائیں کس قدر ایمان پرور ہیں
ہر اک لب پر یہاں صلِ علیٰ، اللہ اکبر ہے

سلیقہ حمد کا سکھلا دیا ہم بے زبانوں کو
محمدؐ کا یہی سب سے بڑا احسان ہم پر ہے

دعا مانگو درِ اقدس پہ آ کر دردمندی سے
یہاں جو اشک آنکھوں سے گرے قیمت میں گوہر ہے

سہے ہیں جورِ اعدا، دینِ حق کو عام کرنے میں
جبھی تو رحمت للعالمیں کا تاج سر پر ہے

کسی کی سمت جانے کا گماں تک کر نہیں سکتے
انھیؐ کے در سے وابستہ سحؔر اپنا مقدر ہے

❖❖❖

سرشار صدیقی

یہ کس کے قدموں پہ سرشار سر جھکایا ہے
کہ میرے قد سے بڑا آج میرا سایہ ہے

اس اسمِ پاک کو جب حرزِ جاں بنایا ہے
تو ہجر میں بھی حضوری کا لطف آیا ہے

ارادہ، گویا اشارہ تھا باریابی کا
میں یوں چلا ہوں کہ جیسے مجھے بلایا ہے

میں اس نگاہ کی اُمید لے کے آیا ہوں
کہ جس نے خاک کو بھی کیمیا بنایا ہے

غلام ثانی اثنینؓ ہوں مجھے کیا غم
کہ اُن کے سائے کے سائے میں میرا سایہ ہے

درود پڑھتے ہی اکسیر بن گئی مری خاک
یہ نسخہ میں نے درِ مصطفیٰؐ سے پایا ہے

خلوصِ مدحت سرکارِ دوسرا کے طفیل
سخن نے مرتبۂ اعتبار پایا ہے

مرے سلام کی اوقات کیا مگر سرشارؔ
دل ایسا دھڑکا کہ جیسے جواب آیا ہے

❖❖❖

سرورانبالوی

برابر اُنؐ کے در کے کوئی بھی در ہو نہیں سکتا
مری نظروں کا کوئی اور محور ہو نہیں سکتا

نہ جب تک آپؐ کے نقشِ کفِ پا پر جبیں رکھے
فلک پر چاند بھی ہرگز منور ہو نہیں سکتا

نہ جب تک اُنؐ کے در پر خم جبیں ہو تشنہ کاموں کی
میسر اُن کو ہرگز جامِ کوثر ہو نہیں سکتا

صبا جب تک نہ خاکِ راہِ طیبہ لے کے آئے گی
گلستاں لاکھ کِھل جائے معطر ہو نہیں سکتا

سروں پر اپنے دامانِ محمدؐ کا جو سایہ ہے
حریف اپنا کبھی خورشیدِ محشر ہو نہیں سکتا

جو خاکِ راہِ طیبہ اپنی پلکوں پر سجاتا ہے
کسی کا بھی مقدر اس سے بڑھ کر ہو نہیں سکتا

سُرور انبالوؔی روزِ ازل سے روزِ محشر تک
کوئی بھی میرے آقاؐ کے برابر ہو نہیں سکتا

❖❖❖

سرور حسین نقشبندی

پلکوں پہ ستارے سے چمکتے رہے تا دیر
لب انؐ کی ثنا کر کے مہکتے رہے تا دیر

جب ذکر کسی نے بھی کیا انؐ کی گلی کا
آنکھوں سے مری اشک ٹپکتے رہے تا دیر

کل مدح کے لفظوں نے عجب رنگ جمایا
باغاتِ دل و جاں میں چہکتے رہے تا دیر

جاتا ہوا دیکھا ہے مدینے کو جو زائر
ہم شوقِ حضوری میں سسکتے رہے تا دیر

دیکھی جو تب و تاب مرے حرفِ ثنا کی
پلکیں گل و مہتاب جھپکتے رہے تا دیر

کچھ دیر کیا ذکرِ نبیؐ مل کے سبھی نے
پھر گھر کے در و بام چمکتے رہے تا دیر

اس گنبدِ خضرا کو تصور میں جما کر
میں اور دلِ بیتاب دھڑکتے رہے تا دیر

سرورؔ جنہیں مدحت کے لیے میں نے چُنا تھا
وہ حرف مجھے پیار سے تکتے رہے تا دیر

❖❖❖

سعدیہ روشن

خوش بخت ہوں کہ مجھ کو حضوری عطا ہوئی
فرقت کے ہر عذاب سے دُوری عطا ہوئی

جاں تھی مری حصار میں اور خوں فشار میں
سب ناصبوریوں کو صبوری عطا ہوئی

شہرِ نبیؐ کی ٹھنڈی ہواؤں کے فیض سے
تسکینِ قلب و روح سروری عطا ہوئی

''خضرا'' کے سائے میں کبھی ''جنت کے باغ'' میں
''صفہ'' پر اک نشست عبوری عطا ہوئی

میں خواب دیکھتی تھی حقیقت میں یہ ہوا
مجھ کو بھی ایک چادرِ نوری عطا ہوئی

❖❖❖

سعود عثمانی

ہے ایک سیلِ ندامت اس آبگینے میں
عجیب ہے یہ سمندر کہ ہے سفینے میں

اِسی زمیں اِسی مٹی سے نور پھوٹا تھا
اِسی دیار اِسی رُت اِسی مہینے میں

ہے بند آنکھ میں بھی عکسِ مسجدِ نبوی
جڑا ہوا ہے یہی خواب اس نگینے میں

کسی نے اسمِ محمدؐ پڑھا تو ایسا لگا
کہ جیسے کوئی پرندہ اڑا ہو سینے میں

میں ایک بے ادب و کم شناس اعرابی
سلگتے دشت سے آیا ہوا مدینے میں

مہِ حجاز کھلے آسماں میں ہے اور مَیں
بھٹک رہا ہوں کسی بے چراغ زینے میں

پلٹ کے آیا نہیں جنت البقیع سے مَیں
گڑا ہوا ہے مرا دل اسی دفینے میں

❖❖❖

سلطان سکون

محبت میں مری، عملاً تو کیا رکھا ہوا ہے
تعلق ایک رسماً نعت کا رکھا ہوا ہے

نہیں رکھا ہوا کچھ بھی مری فردِ عمل میں
شفاعت کا بس اُنؐ کی، آسرا رکھا ہوا ہے

اگر ہو دسترس میں تو پہنچ جاؤں مدینے
تہی دستی نے ہی بے دست و پا رکھا ہوا ہے

اُسے گمراہ کر سکتا نہیں ہرگز زمانہ
نظر میں جس نے اُنؐ کا نقشِ پا رکھا ہوا ہے

میں جا کر گھوم پھر آتا ہوں روزانہ مدینے
کہ اک خفیہ قریبی راستہ رکھا ہوا ہے

سکونؔ اک بار پھر آقاؐ بلائیں گے مدینے
دیا اُمید کا دل میں جلا رکھا ہوا ہے

❖❖❖

سلیم کاشر

قریۂ جاں میں ترا پیار بسایا میں نے
اس خرابے کو سمن زار بنایا میں نے

روشنی اُس کو تری نعت کے صدقے میں ملی
جب بھی پلکوں پہ دیا ایک جلایا میں نے

جب کبھی غم کی تمازت بڑھی سورج کی طرح
سر پہ اوڑھا ہے ترے پیار کا سایا میں نے

جانا جاتا ہوں جو میں، یہ بھی عطا ہے تیری
اپنی محنت سے کہاں نام کمایا میں نے

مجھ کو کرنی ہے تری گلیوں کی دریوزہ گری
کجکلاہوں کا دیا رزق نہ کھایا میں نے

تُو سخی ایسا کہ انکار سوالی نہ سُنے
دل نے جو مانگا ترے در سے وہ پایا میں نے

کٹ تو سکتا ہے مگر جھوٹے خداؤں کے حضور
تیرا کاشرؔ ہوں، کبھی سر نہ جھکایا میں نے

❖❖❖

سلیم کوثر

دونوں عالم گلی کوچوں میں بسائے ہوئے ہیں
ایسے اک شہر کو ہم دیکھ کے آئے ہوئے ہیں

ایک ایسا بھی افق جذب ہے آنکھوں میں جہاں
آسماں اور زمیں ہاتھ ملائے ہوئے ہیں

ایک ایسی بھی ہوا چلتی ہے، جس کے جھونکے
لَو چراغوں کی ازل ہی سے بڑھائے ہوئے ہیں

منزلِ خیر کی جانب ہے مسافت جن کی
راستے آپؐ ہی کے سارے بتائے ہوئے ہیں

شجرِ زیست درودوں سے ہوا بارآور
دھوپ ہی دھوپ جہاں تھی، وہاں سائے ہوئے ہیں

ورنہ سورج تو زمیں پر اُتر آتا کب کا
آپؐ کے نقشِ قدم بیچ میں آئے ہوئے ہیں

گردشِ وقت نے خود راستے ہموار کیے
اُس کو معلوم تھا ہم کن کے بلائے ہوئے ہیں

میں نے سوچا تھا سلیمؔ اسمِ محمدؐ لکھوں
رنگ کیا کیا مری تحویل میں آئے ہوئے ہیں

❖❖❖

سید آلِ عمران

محترم خَلق، محمدؐ کے قرینے سے ہوئی
آدمیت کی شروعات مدینے سے ہوئی

اس لیے شہر مقدس ہے ربیع الاوّل
زندگی نُور، اِسی نُور مہینے سے ہوئی

آپؐ کے پاؤں میں سر رکھا تو رتبہ پایا
سربلندی جو ہوئی وہ اسی زینے سے ہوئی

آپؐ کے گھر نے جہاں بھر میں اُجالا بانٹا
روشنی آپؐ کے ایک ایک نگینے سے ہوئی

کیا سے کیا گوہرِ خوش رنگ زمانے کو ملا
پرورش دہر کی آقاؐ کے خزینے سے ہوئی

آلِ عمران زباں گنگ تھی پہلے پہلے
یہ رواں، جامِ ولا آپؐ کا پینے سے ہوئی

❖❖❖

اُس کے لئے ہے علمِ کُل اس کے لئے کلام ہے
اُس کے لئے درود ہے اس کے لئے سلام ہے

دل ہے اُداس کس لیے وہم و ہراس کس لئے
مے کدۂ رسولؐ ہے اور صلائے عام ہے

ردّ سوال ہے کہاں ہم کو ملال ہے کہاں
اس کی عطا دوام ہے اس کی دعا مدام ہے

اُس کے کرم سے طے ہوئے سارے دلوں کے مرحلے
ولولہ گام گام ہے حمد و سلام عام ہے

عہدِ الم کے مسئلے عالمِ کُل کے سلسلے
در گہہ سرورِ اُمم درس گہہِ عوام ہے

کس کی ہے لے گلی گلی، حمد سرا ہے الوریؔ
حمد ہی اس کا ورد ہے حمد ہی اُس کا کام ہے

❖❖❖

بعد میں آئے دنیا میں خیرالوریٰؐ، بزمِ عالم کو پہلے سجایا گیا
ہر نبیؑ کی زباں سے ہر اک قوم کو، اُنؐ کی آمد کا مژدہ سنایا گیا

آرزو انبیاؑ کے دلوں میں یہ تھی، کاش ہوتے محمدؐ کے ہم امتی
آنکھ والو یہ دیکھو کہ کس کس طرح مرتبہ مصطفیٰؐ کا بڑھایا گیا

اپنی بخشش کا ساماں نظر آئے گا، غم سزا کا خوشی میں بدل جائے گا
سر پہ سرکارؐ کے عرصۂ حشر میں جب شفاعت کا سہرا سجایا گیا

یہ بھی حکمت تھی اک سیرِ معراج میں، عرش مسند بنے رب کے محبوبؐ کی
ہر بلندی کو یوں آپؐ کے سامنے، فرش سے لامکاں تک جھکایا گیا

وہ نہ ہوتے تو ہوتا نہ رب کا ظہور، وہ نہ ہوتے نہ ملتا عدم کو وجود
اُنؐ کے ہونے سے عرفانِ باری ہوا، اُنؐ کی خاطر ہی سب کچھ بنایا گیا

ظلم جو جان پر اپنی کوئی کرے، حاضری آستانِ نبیؐ پہ وہ دے
ربِ اکبر کی جانب سے قرآن میں اُس کو بخشش کا مژدہ سنایا گیا

دولتِ عشق اُنؐ کی جسے بھی ملی اُنؐ کا دیدار تقدیر اُس کی بنی
باریابی کا اُس کو شرف مل گیا جس کو فرقت میں اُنؐ کی رلایا گیا

یاد جس کو مدینے کی آتی رہی جس کا دل آتشِ غم جلاتی رہی
اس پہ آخر نوازش ہوئی آپؐ کی، اُس کو قدموں میں اپنے بلایا گیا

ہر جفا پر وفا ہر خطا پر عطا یہ ہمیشہ رہا شیوۂ مصطفےٰؐ
جان کے دشمنوں کے لیے بھی دعا، اُنؐ کی سیرت کا ڈنکا بجایا گیا

بن کے رحمت جو آئے جہاں میں نبیؐ اُنؐ کی آمد کی تھی غرض و غایت یہی
عبد کا رشتہ ٹوٹا تھا معبود سے، عبد معبود سے پھر ملایا گیا

دولتِ علم دی حق نے ایسی انہیں ہو گیا علم اُنؐ کا محیطِ جہاں
علم والوں پہ ایسے ریاضؔ حزیں، سکہ امی نبیؐ کا بٹھایا گیا

❖❖❖

سید ریاض حسین زیدی

ذکر ہے آپؐ کی زیبائی کا
کیسا مضموں ہے دلآرائی کا

آپؐ کا حُسنِ مجسّم دیکھے!
حوصلہ کب ہے یہ بینائی کا

آپؐ کی آمدِ مسعود ہوئی
کیسا منظر ہے پذیرائی کا

اِک نظر گنبدِ خضریٰ دیکھا
دل چمک اُٹھا تمنائی کا

آپؐ کو دل میں اتاروں کیسے!
کام ہے ختم شکیبائی کا

دلِ بیتاب! ٹھہر، حدِّ ادب
ہے کوئی وصف شناسائی کا

اپنے قدموں میں بُلا لیں مولا!
حق ادا ہوگا جبیں سائی کا

حاضری آپؐ کے در کی مولا!
ہے سبب دل کی توانائی کا

ہے کوئی اور حوالہ ایسا؟
میرے مولا کی مسیحائی کا

اُنؐ کی نسبت جو ملی ہے مجھ کو
کوئی دھڑکا نہیں رسوائی کا

آپؐ کی مدح سرائی ہے ریاضؔ
بس وظیفہ دلِ سودائی کا

❖❖❖

سید صفدر رضا صفی شیرازی

جو کوئی عالمِ حیرت سے گزر آتا ہے
اس کے حصے میں مدینے کا سفر آتا ہے

جانے کب آپؐ زیارت سے مشرف کر دیں
خواہشِ دید لیے روز قمر آتا ہے

آپؐ کے اذن سے جلتے ہیں ستاروں کے چراغ
آپؐ کے فیض سے شاخوں پہ ثمر آتا ہے

جی بہت چاہتا ہے آپؐ کی مدحت لکھوں
جب نیا لفظ کوئی ذہن میں در آتا ہے

آپؐ کے نام کو کاغذ پہ اتاروں کیسے
آپؐ کا نام تو پلکوں پہ اتر آتا ہے

کیسا اعجاز ہے یہ، شہرِ نبیؐ سے واپس
جو بھی آتا ہے وہ بادیدۂ تر آتا ہے

آپؐ کے چہرۂ اقدس پہ تبسم پھوٹا
میری بخشش کا بھی امکان نظر آتا ہے

اپنے ہاتھوں میں لیے نامۂ اعمال حضورؐ
آپؐ کی سمت کوئی خاک بسر آتا ہے

❖❖❖

سید ضیاالدین نعیم

خدائے واحد و یکتا کی بندگی کی طرف
وہؐ لائے جہل سے انساں کو آگہی کی طرف

انہوںؐ نے تزکیہ فرمایا، اہلِ ایماں کا
نکال لے گئے ظلمت سے روشنی کی طرف

توہمات سے یکسر گریز سکھلایا!!
کہا،کہ دھیان بھی جائے نہ اس گلی کی طرف

کشادہ ظرفی وہ دشمن سے آپؐ نے برتی
خیال پھر نہ گیا اس کا دشمنی کی طرف

کمال درجے کی شفقت تھی انؐ کی فطرت میں
کڑی نظر سے بھی دیکھا نہیں کسی کی طرف

نعیم نام کے،وہ انؐ کے نام لیوا ہیں
نظر جو کرتے ہیں تحقیر سے کسی کی طرف

❖❖❖

سید ضیا ثاقب بخاری

بے کسوں کے واسطے جب آسرا لکھا گیا
وقت کے ماتھے پہ اسمِ مصطفیٰؐ کا لکھا گیا

جب بھی فردوسِ بریں کا راستہ لکھا گیا
یا محمدؐ آپ ؐ ہی کا نقشِ پا لکھا گیا

اسوہِ احمدؐ ہی ٹھہرا بزمِ ہستی کا چراغ
جب کہیں بھی زندگی کا ضابطہ لکھا گیا

میں نے سوچا ہی تھا قسمت میں ہو طیبہ کا سفر
دیکھیے انؐ کا کرم ،انؐ کی عطا ، لکھا گیا

آپؐ کا کتنا کرم ، کتنی عنایت آپ ؐ کی
آپؐ کے ادنیٰ غلاموں میں ضیا ،لکھا گیا

❖❖❖

سید عارف

مقامِ مصطفیٰؐ ہے سرحدِ ادراک سے آگے
یہ پیکر نور کا ہے حرف کی پوشاک سے آگے

میں اس کی وسعتوں کو لفظ پہناؤں تو کیا، جس کا
زمیں پر اک قدم ہے، دوسرا افلاک سے آگے

اسی کی روشنی ہر سُو، اسی کی خوشبوئیں ہر سو
نہیں کچھ بھی جمال سیدِ لولاک سے آگے

ہر اک ذرے میں ماہ و انجم و خورشید کی ضو ہے
کہاں کی خاک ہے شہرِ نبیؐ کی خاک سے آگے

ترا دل بھی مدینے کی فضا میں ڈھل تو سکتا ہے
یہ منزل ہے ذرا سی دیدۂ نمناک سے آگے

سرافرازی کی منزل مل تو سکتی ہے مگر پہلے
نکل دنیا کی اس گردِ خس و خاشاک سے آگے

❖❖❖

سید معین الحق گیلانی

دُرود وسلام

مصطفیٰؐ مجتبیٰؐ خاتم الانبیاءؐ
ہوں ہزاروں درود و سلام آپؐ پر
شانِ ربُّ العلا صورتِ حق نما
ہوں ہزاروں درود و سلام آپؐ پر

آپؐ ہیں وجہ تخلیق ارض و سما
آپؐ ہی ابتدا آپؐ ہی انتہا
سِدرۃ المنتہیٰ آپؐ کے زیرِپا
ہوں ہزاروں درود و سلام آپؐ پر

قابَ قَوسین ہے آپؐ کی شان میں
نعت ہے آپؐ کی سارے قرآن میں
آپؐ کی ذات ممدُوحِ ذاتِ خدا
ہوں ہزاروں درود و سلام آپؐ پر

آپؐ شمس الضّحیٰ آپؐ بدرُ الدُّجیٰ
آپؐ نور الہدیٰ آپؐ خیرالوریٰ
شمعِ بزمِ ہدیٰ، شاہدِ کبریا
ہوں ہزاروں درود و سلام آپؐ پر

پردہ میم احمدؐ سے جونہی اٹھا
ہو گئی جلوہ گر ذاتِ رب العُلیٰ
ذاتِ احمدؐ اَحد سے نہیں ہے جدا
ہوں ہزاروں درود و سلام آپؐ پر

ذاتِ مطلق کا روشن نشاں بن گئی
اسمِ اعظم جبھی تو ہے ذات آپؐ کی
اِس وسیلے سُنی ربّ نے سب کی دعا
ہوں ہزاروں درود و سلام آپؐ پر

بھیجتا ہے درود آپؐ پر خود خدا
سب فرشتے سبھی انبیاء اولیاء
عرض کرتا ہے یہ عاجز و پُر خطا
ہوں ہزاروں درود و سلام آپؐ پر

آپؐ کو حق نے مختارِ عالم کیا
کی عطا آپؐ کو نعمتِ دوسرا
ایک ربّ سے لیا کُل جہاں کو دیا
ہوں ہزاروں درود وسلام آپؐ پر

آپؐ کی ہے عطا، امن و عدل و جزا
حُسنِ خُلق اور تقویٰ و جود و سخا
رفق و ایثار، عزم اور مہر و وفا
ہوں ہزاروں درود و سلام آپؐ پر

آپؐ ہوں میرا دل، میری جاں، میرا دیں
اس سے آگے طلب اور کوئی نہیں
اِک یہی ہے تمنا، یہی التجا
ہوں ہزاروں درود و سلام آپؐ پر

آپؐ کے در پہ جھکتی رہے یہ جبیں
چھوڑ کر آپؐ کا در نہ جائے کہیں
آپؐ کا یہ گدا آپؐ پر ہو فدا
ہوں ہزاروں درود و سلام آپؐ پر

❖❖❖

رہبر راہ یقیں کچھ بھی تو ہم تیرے نہیں
ہم جو زعم رہبری میں کارواں کو لوٹ لیں
درس تیرا لَیۡسَ لِلۡاِنسان اِلَّی مَا سعیٰ
اور ہم تو فصل پکنے پر کساں کو لوٹ لیں

تیرے نقش پاک کی تقلید ممکن ہی نہیں
گرچہ اپنی ذات تیرے نام سے منسوب ہے
یوں تو تیری ہی عطا ہیں منصفی کے ضابطے
پر ہمیں خوشنودیِ حاکم بہت مطلوب ہے

تُو نے کیوں اس شخص کو محرومِ جنت کہہ دیا
جس کے ہمسائے کبھی فاقہ کشی میں سو گئے
ایک ہمسایہ تو کیا اے رحمت للعالمین!
ہم تو تاحدِ نظر فاقوں کی فصلیں بو گئے

تُو محبت کا پیمبر تُو وفاؤں کا امیں
باعثِ تخلیقِ عالم درد مندِ عالمیں
تیری امت کا مگر پیشہ فقط جبر و ریا
جیسے طائف کے ستم گر جیسے کوفے کے مکیں

اے غریبوں کے نبیؐ سن جو ہمارا بس چلے
بے اماں لوگوں کے سر سے آسماں کو کھینچ لیں
تُو نے فرمایا تھا ''حق گوئی مرا دستور ہے''
اور ہم جو سچ کہے اس کی زباں کو کھینچ لیں

❖❖❖

سید نصیر الدین نصیر

میری زندگی کا تجھ سے یہ نظام چل رہا ہے
ترا آستاں سلامت، مرا کام چل رہا ہے

نہیں عرش و فرش پر ہی تری عظمتوں کے چرچے
تہِ خاک بھی لحد میں ترا نام چل رہا ہے

وہ تری عطا کے تیور، وہ ہجوم گردِ کوثر
کہیں شورِ مے کشاں ہے کہیں جام چل رہا ہے

کسی وقت یا محمدؐ کی صدا کو میں نہ بھولا
دمِ نزع بھی زباں پر یہ کلام چل رہا ہے

مرے ہاتھ آ گئی ہے یہ کلیدِ قفلِ مقصد
ترا نام لے رہا ہوں مرا کام چل رہا ہے

کوئی یاد آ رہا ہے مرے دل کو آج شاید
جو یہ سیلِ اشکِ حسرت سرِ شام چل رہا ہے

وہ برابری کا تُو نے دیا درس آدمی کو
کہ غلام ناقہ پر ہے تو امام چل رہا ہے

یہ اثر ہے تیری سنت کے مذاقِ سادگی کا
رہِ خاص چلنے والا رہِ عام چل رہا ہے

مجھے اس قدر جہاں میں نہ قُبولِ عام ملتا
ترے نام کے سہارے مرا نام چل رہا ہے

تری مُہر کیا لگی ہے کہ کوئی ہُنر نہ ہوتے
مری شاعری کا سکّہ سرِ عام چل رہا ہے

یہ تری دعا کہ ہے کچھ ابھی ہم میں وضعداری
یہ تری نظر کہ آپس میں سلام چل رہا ہے

میں ترے نثار آقاؐ! یہ حقیر پر نوازش
مجھے جانتی ہے دنیا مرا نام چل رہا ہے

ترا اُمّتی بس اتنی ہی تمیز کاش! کر لے
وہ حلال کھا رہا ہے کہ حرام چل رہا ہے

کڑی دُھوپ کے سفر میں نہیں کچھ نصیرؔ کو غم
ترے سایۂ کرم میں یہ غلام چل رہا ہے

❖❖❖

شاعرعلی شاعر

کوئی رتبہ نئے فضیلت چاہیے
انؐ کی مدحت کو عقیدت چاہیے

دین و دنیا کی بھلائی کے لیے
پیروی کو انؐ کی سیرت چاہیے

ہر مصیبت دور ہوگی بالیقیں
سر پہ انؐ کا دستِ شفقت چاہیے

انؐ کی رحمت کے سوا مانگوں نہ کچھ
انؐ کی رحمت کی سعادت چاہیے

چاند روشن آپؐ کے جلووں سے ہے
دید کی ہم کو بھی نعمت چاہیے

شاعری تو کرتے ہیں شاعر سبھی
نعت کے شعروں میں ندرت چاہیے

❖❖❖

شاکر کنڈان

طَلَعَ البدرُ عَلَیْنَا

مدینہ کی طرف
مکہ سے ہجرت کا ہر اک لمحہ
مری آنکھوں کی پہنائی میں اترا ہے
کہ اپنے آپ کو آقاؐ کے قدموں
کے نشانوں پر
میں بل پلکوں کے چلتا دیکھتا ہوں
آپؐ
جب یثرب میں آتے ہیں تو سرحد کی پہاڑی پر
یمانی پیرہن پہنے بہت معصوم خوش دل بچیاں
مسرور ہیں
اور دف لیے
چاہت کا نغمہ گا رہی ہیں
طَلَعَ البَدرُ عَلَینا
کچھ اس سج دھج سے استقبال ہوتا ہے
کہ جس پر آسماں بھی رشک کرتا ہے

تو دھرتی ساتھ دیتی ہے
زمانہ مسکراتا ہے
فضائیں رقص کرتی ہیں
ہر اک شے شاد ہے
مسرور ہوں میں بھی
عجب اک کیفیت میں ہوں

❖❖❖

شاہدکوثری

ترا وجود تھا کون و مکان سے پہلے
تجھے بنایا گیا ہے جہان سے پہلے

خدا نے کی ہے وہ تخلیقِ ذاتِ نورانی
تمام حور و ملک ، انس و جان سے پہلے

وہؐ آسماں پہ چمکتا ہوا ستارہ تھا
ہماری سوچ ، ہمارے گمان سے پہلے

مجھے بھی طاقتِ پرواز ہو عطا مولا!
کٹے ہوئے ہیں مرے پر اڑان سے پہلے

وہاں سوال کی نوبت کبھی نہیں آتی
وہؐ جان لیتے ہیں حرفِ بیان سے پہلے

نظر کا قافلہ شاہد کہیں رکا ہی نہیں
نبیؐ کے گنبدِ جنت نشان سے پہلے

❖❖❖

شاہ محمد سبطین شاہ جہانی

ہے گُلِ بے خزاں مدینے میں
نکہتِ جاوِداں مدینے میں

مہکی مہکی فضائے گُل آثار
ہے نرالا سماں مدینے میں

زندگی مسکراتی رہتی ہے
جاوِداں جاوِداں مدینے میں

موت کیا مجھ سے لے کے جائے گی
دل ہے مکّے میں جاں مدینے میں

دل سے پھُوٹے ہیں نُور کے چشمے
دُھل گئی ہے زباں مدینے میں

قُربِ حق کی تجلّیاتِ عمیم
ملتی ہیں جاوِداں مدینے میں

طائرِ دل کی دل سے خواہش ہے
اِک بنے آشیاں مدینے میں

بام، دَر، راستے، نشیب، فراز
سب ہیں جنت نشاں مدینے میں

اُنؐ کے جلوے وہیں نظر آئے
سو گئے ہم جہاں مدینے میں

نکہتِ زُلفِ مصطفیٰؐ کے طفیل
عُود ساں گلستاں مدینے میں

قبلۂ حاجتِ مسلماں ہے
آپؐ کا آستاں مدینے میں

❖❖❖

شاہین عباس

ثابت ہوا یوں نعت کا ہونا مرے حق میں
مکہ مرے حق میں ہے، مدینہ مرے حق میں

اک نقش کہ جو دل سے کہیں بڑھ کے ہے دل پر
اک نور کہ ہے مجھ سے زیادہ مرے حق میں

اب سینے کو تبدیل مدینے سے کیا ہے
اب آ کے ہوا ہے مرا سینہ مرے حق میں

کیا جانیے کب سجدۂ مدحت سے اٹھوں میں
مٹی مرے حق میں ہے، مُصلا مرے حق میں

میں گنبدِ افلاک کے پاس آتا گیا اور
یوں ہوتا گیا گنبدِ خضرا مرے حق میں

دنیا سے اٹھی جاتی تھی ایک ایک دعا جب
اترا وہ دعا مانگنے والا مرے حق میں

ہر لوح پہ لکھتا ہوں، ثنا لکھتا ہوں جیسے
ہر لوح سے کہتا ہوں کہ ہو جا مرے حق میں

❖❖❖

شبنم شکیل

طیبہ کی خاکِ پاک کا شیدائی ہے یہ دل
کتنی بلندیوں کا تمنائی ہے یہ دل

آباد کر رکھا ہے فقط آپؐ نے اسے
ورنہ تو ایک خطۂ تنہائی ہے یہ دل

جھولی میں اِس کے خاکِ شفا ڈال دیجیے
جوئندۂ نشانِ مسیحائی ہے یہ دل

ہر سمت اِس کو آپؐ کا جلوہ دکھائی دے
گویا شہیدِ لذتِ یکتائی ہے یہ دل

❖❖❖

شفقت حسین قاضی

ایوانِ شہِ جن و بشر دیکھ لیا ہے
اللّٰہ کے محبوبؐ کا گھر دیکھ لیا ہے

ملتی ہے جہاں رُت کو بدلنے کی اجازت
جھکتے ہیں جہاں شمس و قمر دیکھ لیا ہے

ملتا ہے جہاں گردشِ دوراں کو تسلسل
بنتے ہیں جہاں شام و سحر دیکھ لیا ہے

پھیلے ہیں اُدھر رحمت و عرفاں کے اجالے
آقاؐ نے محبت سے جدھر دیکھ لیا ہے

دوزخ میں نہ جائے گا کوئی شخص کہ انؐ کو
ایمان کی حالت میں اگر دیکھ لیا ہے

❖❖❖

شوذب کاظمی

اللہ رے پائے صاحبِ معراجؐ کے نقوش
مہر و مہ و نجوم میں ڈھلتے گئے نقوش

اُس دل کا مرتبہ ہے دو عالم میں سربُلند
ہیں ثبت جس پہ اُسوۂ سرکارؐ کے نقوش

ماہِ حرا کے مطلعِ بعثت سے پیشتر
رُخ زیست کا تھا، مثلِ شبِ تار بے نقوش

تفریقِ رنگ و نسل مٹا دی حضورؐ نے
یوں آئنہ کیے ہیں مساوات کے نقوش

سارے خطوط جن پہ کہ ہے انحصارِ زیست
ہیں آپؐ کی نظر کے تراشے ہوئے نقوش

بے چہرگی کی زَد میں تھا آیا ہوا بشر
دریا دلی نے آپؐ کی اُس کو دیے نقوش

کونین کو وہ آپؐ سے تابندگی ملی
دونوں جہاں سے مٹ گئے ظلمت بھرے نقوش

لاریب صرف آپؐ ہیں وہ روشن آئنہ
جس آئنے میں حق کے ہویدا ہوئے نقوش

کیوں ہم رہیں نہ اُس کی زیارت کو بے قرار
جنت سے ہم کنار ہیں جس شہر کے نقوش

ہم فرشیوں پہ کب تھے ہویدا فلک کے راز
آپؐ آئے اور عرش کے دکھلا دیے نقوش

بدر الدجیٰ حضورؐ ہیں، شمس الضحیٰ حضورؐ
ہیں فیض یابِ نور، سبھی آپؐ سے نقوش

ذاتِ قدیم کا یہ کرم ہم پہ خاص ہے
فکرِ رسا نے آپؐ سے پائے نئے نقوش

شوذبؔ مجھے شناخت ملی حمد و نعت سے
صد شکر میرے چہرۂ فن کو ملے نقوش

❖❖❖

شوکت مہدی

دلِ پژمردہ کو پُر نور بنائے ہوئے ہیں
خاکِ طیبہ کو ہم آنکھوں سے لگائے ہوئے ہیں

آپؐ آسان بنا دیجے تمنا کا حصول
کب سے ہم بارِ غمِ ہجر اُٹھائے ہوئے ہیں

ایک دیرینہ تمنا تھی جو پوری ہوئی رات
ایسا لگتا تھا مدینے میں ہم آئے ہوئے ہیں

اُلجھے رہتے ہیں کسی اپنی پریشانی میں
ورنہ ہم لوگ کہاں تجھ کو بھلائے ہوئے ہیں

تیری خوشنودی کو حاصل نہ کیا چاہ نہ کی
اپنا سر بارِ ندامت سے جھکائے ہوئے ہیں

موت کے بعد بھی اُنؐ کی ہے ضرورت مہدی
اپنے ایمان کا جُزو اُنؐ کو بنائے ہوئے ہیں

❖❖❖

شوکت ہاشمی

ہر نظر کو سایۂ اسمِ محمدؐ چاہیے
ہر بشر کو سایۂ اسمِ محمدؐ چاہیے

عمر بھر مَیں سایۂ اسمِ محمدؐ میں رہوں
عمر بھر کو سایۂ اسمِ محمدؐ چاہیے

مَیں طوافِ کعبہ میں یہ بھی دعا کرتا رہا
بے ہنر کو سایۂ اسمِ محمدؐ چاہیے

زندگی کا یہ سفر دشوار ہو سکتا نہیں
اس سفر کو سایۂ اسمِ محمدؐ چاہیے

میرے گھر کے بام و در پہ بھی کرم ربِ کریم!
میرے گھر کو سایۂ اسمِ محمدؐ چاہیے

سایۂ اسمِ محمدؐ ڈھونڈتا پھرتا ہے دل
دربدر کو سایۂ اسمِ محمدؐ چاہیے

میں بتا دوں اس نگر کے سب مسائل کا علاج
اس نگر کو سایۂ اسمِ محمدؐ چاہیے

بے بصر کتنا ہے انساں لمحۂ موجود کا
بے بصر کو سایۂ اسمِ محمدؐ چاہیے

اور کیا اس کے سوا ہو گی پرندوں کی دعا
ہر شجر کو سایۂ اسمِ محمدؐ چاہیے

اس قدر آساں نہیں ہے نعت کہنے کا ہنر
اس ہنر کو سایۂ اسمِ محمدؐ چاہیے

سایۂ اسمِ محمدؐ میں دعا کر ہاشمی
ہاں اثر کو سایۂ اسمِ محمدؐ چاہیے

❖❖❖

شہاب صفدر

زبانِ وحی میں قدرت کلام کرتی ہے
پیامِ دیں لیے فطرت کلام کرتی ہے

رسولؐ کرتے ہیں کہسارِ خیر پر اعلان
چہار سو ابدیت کلام کرتی ہے

کوئی کرے نہ کرے سچی بات کا اقرار
ہر آئنے میں حقیقت کلام کرتی ہے

کھلیں جو لب کلمہ پڑھنے لگتے ہیں کنکر
نظر اٹھے تو ہدایت کلام کرتی ہے

وہی ہے جادۂ حسنِ کلام کی منزل
جہاں لسانِ سعادت کلام کرتی ہے

کلام کرتا ہے جس میں کلام کا خالق
سنو وہ نطق کی قوت کلام کرتی ہے

اُسی سے خوش ہیں پیمبر جو کلکِ مدحت گر
بہ پاسِ اجرِ رسالت کلام کرتی ہے

جنہیں مقام ملا عبدہٗ کا ان کے لیے
درود پڑھ کے عبادت کلام کرتی ہے

کلامِ حق سا ہے لاریب و خوش کلام رسول
کلام حق کی ہر آیت کلام کرتی ہے

اک ایک قطرہ ہے اُس موجِ رنگ کا دریا
اک ایک لفظ میں وسعت کلام کرتی ہے

گل اس کے فیض سے مائل بہ گفتگو ہیں شہاب
وہ لہجہ جس میں لطافت کلام کرتی ہے

❖❖❖

شہزاد احمد

آنکھوں میں نُور دل میں بصیرت ہے آپؐ سے
مَیں خود تو کچھ نہیں مری قیمت ہے آپؐ سے

ہے آپؐ ہی کے دم سے یہ ایمان کی زمیں
اور دین کی یہ چھت بھی سلامت ہے آپؐ سے

ہے آپؐ کا کرم یہ مری خواہشِ نمو
گو خاک ہوں مگر مجھے نسبت ہے آپؐ سے

یہ آپؐ ہی کا فیض دلوں کا گداز ہے
ان برف کی تہوں میں حرارت ہے آپؐ سے

جو بے خبر ہیں اُن کی ہیں آنکھیں بجھی ہوئی
جو جاگتے ہیں اُن کو محبت ہے آپؐ سے

جب آپؐ نے دکھائیں تو راہیں دکھائی دیں
یعنی دل و نگاہ کی وسعت ہے آپؐ سے

اس خاک کو کیا ہے ستاروں سے بھی بلند
انسانیت کی شوکت و عظمت ہے آپؐ سے

اس مہر و مہ سے تیرہ شبی کم نہیں ہوئی
دنیا کو روشنی کی ضرورت ہے آپؐ سے

تسخیرِ کائنات مرا منتہا نہیں
مجھ کو تو صرف آپؐ کی حاجت ہے آپؐ سے

❖❖❖

شہزاد مجددی

خدا حضورؐ کا ، قرآں مرے حضورؐ کا ہے
تمام عالمِ امکاں مرے حضورؐ کا ہے

نوازشات ہیں عالم پہ انؐ کی ہر لحظہ
ہر آن فیض فراواں مرے حضورؐ کا ہے

نگاہِ رشک سے تکتے ہیں اس کو قدسی بھی
جو خوش نصیب کہ مہماں مرے حضورؐ کا ہے

کئے ہوئے ہیں گوارا ہمیں جو ارض و سما
یہ سارا فیض ، مَیں قرباں مرے حضورؐ کا ہے

نہیں ہے ان کی شریعت میں جبر کا پہلو
تمام دین ہی آساں مرے حضورؐ کا ہے

یہ کس کا نام ہے گونجا خدا کے نام کے ساتھ
مرے حضورؐ کا ، ہاں ہاں ، مرے حضورؐ کا ہے

❖❖❖

شہزاد نیرؔ

جب ظلم سے زمین کو کالا کیا گیا
فاراں کی چوٹیوں سے اُجالا کیا گیا

اُس خاکِ نیک بخت نے نعلین کیا چھوئے
یثرب کو دو جہان سے اعلیٰ کیا گیا

عقلِ بشر میں خوئے گدائی کو دیکھ کر
دستِ نبیؐ کو بانٹنے والا کیا گیا

بھیجا گیا وہ رشکِ قمر یوں زمین پر
تاروں کو اُس کے نور کا ہالہ کیا گیا

لا وقت میں فضیلتِ معراج بخش کر
اُنؐ کو مرے شعور سے بالا کیا گیا

صد شکر، اہتمامِ عروجِ نظر ہوا
صدر شکر ذکرِ احمدؐ والا کیا گیا

❖❖❖

شیخ صدیق ظفر

فکرِ سرکارؐ وجہِ راحت ہے
ذکرِ سرکارؐ بھی عبادت ہے

میں تہی دست بھی تونگر بھی
مجھ کو سرکارؐ سے محبت ہے

آپؐ کا نقشِ پا ہے گھر میں مرے
اس لیے گھر میں خیر و برکت ہے

چاند سورج چلیں اشاروں پر
دستِ سرکارؐ میں وہ قدرت ہے

وہ معزز بھی، معتبر بھی ہیں
اسمِ احمدؐ سے جن کو نسبت ہے

وہؐ جو رحمت ہیں عالمیں کے لیے
مجھ کو حاصل انھیؐ کی رحمت ہے

❖❖❖

صبیح رحمانی

اپنے دربار میں آنے کی اجازت دی ہے
اک گنہ گار کو آقاؐ نے یہ عزت دی ہے

آپؐ کا ذکر کبھی کم نہیں ہوگا آقاؐ
آپؐ کے ذکر کو اللہ نے رفعت دی ہے

آپؐ کا نام تو ہر غم کی دوا ہے آقاؐ
آپؐ کے نام نے ہر رنج میں راحت دی ہے

تلخ لہجوں کو جو شائستہ بنا دیتی ہے
آپؐ نے آ کے وہ تعلیمِ محبت دی ہے

معجزہ اُن کی صداقت کا ہوا یوں روشن
دستِ بوجہل میں کنکر نے شہادت دی ہے

میری پلکوں پہ چراغوں نے فروزاں ہو کر
اک نئی نعت کے ہونے کی بشارت دی ہے

❖❖❖

ضیاالمصطفیٰ ترک

اوّل اوّل روشنی محسوس ہونے کی گھڑی
اس زمیں سے آسماں مانوس ہونے کی گھڑی

آمدِ خیرالخلائقؐ سے بلا و ابتلا
تا ابد زندانی و محبوس ہونے کی گھڑی

اک مقدس ہاتھ ہاتھوں میں اور اس کے بعد خیر
سات پشتوں کے لیے مخصوص ہونے کی گھڑی

لوح پر الفاظ کا آیات کی صورت ظہور
ارضِ بطحا پر نبیؐ مبعوث ہونے کی گھڑی

اُنؐ کے فرمانے سے اشیاء کا بدل لینا خواص
طاق پر رکھا ''دیا'' فانوس ہونے کی گھڑی

❖❖❖

طارق احد نواز

سنا ہے گردِ قدم اُنؐ کی چوم آیا تھا
سفر میں جس نے اجالوں کا گیت گایا تھا

جو ایک بار ملا دل سے ہاتھ دھو بیٹھا
نگاہ تھی کہ محبت نے گھر بنایا تھا

وہ راستہ کسی تارے سے پوچھتا کیسے
جو چاند، اُنؐ کے غلاموں میں دیکھ آیا تھا

جلے گی اب نہ کوئی اور لَو کہ ان کے لیے
کمال تھا، جو چراغِ جمال آیا تھا

غلام اُنؐ کی غلامی پہ ناز کرتے تھے
زمیں پہ اُنؐ سا کوئی مہرباں نہ آیا تھا

پجاریوں کی قطاریں کسی نہ کام آئیں
اٹھی وہ آنکھ تو بت تھے نہ ان کا سایہ تھا

یہ سلسلہ جو شب و روز کا ہے قرنوں سے
اُنہیؐ کے گیسو و رخسار چھو کے آیا تھا

❖❖❖

طارق نعیم

دل کے دریا میں کچھ اِس طرح روانی آ جائے
کربلا ہونٹ پہ ہو آنکھ میں پانی آ جائے

نعت کہتے ہوئے حرفوں سے شعاعیں پھُوٹیں
نام لکھتے ہوئے خامے پہ جوانی آ جائے

خط و مکتوب تو شاہوں کو روا ہوتے ہیں
میری جانب کوئی پیغام زبانی آ جائے

صاحبِ نعت نے دروازہ کھلا رکھا ہے
یہ بھی ممکن ہے کہ حسّانؓ کا ثانی آ جائے

کاش! ایسا ہو مدینے وہ بلائیں جب بھی
اُنؐ کے روضے پہ مجھے بات بنانی آ جائے

❖❖❖

طارق ہاشمی

لاریب کریں وصف بیاں حد سے زیادہ
رتبے میں نہیں کوئی محمدؐ سے زیادہ

میں درج سرِ خانۂ توصیفِ نبیؐ ہوں
اور خود کو سمجھتا نہیں اس مد سے زیادہ

گنجینۂ الفت میں مرا گوہرِ دل بھی
یاقوت سے بڑھ کر ہے زمرّد سے زیادہ

کم کم ہی اتارا ہے ترا عکس کسی نے
کرتے ہیں مساعی تو سبھی عدسے زیادہ

نام آتا ہے فہرستِ محبانِ نبیؐ میں
پہچان ہے میری یہ اب و جد سے زیادہ

❖❖❖

طاہر سلطانی

اُنؐ سے بڑھ کر ہے کہاں اور کوئی رہبر اپنا
اُنؐ کے صدقے ہی میں چمکا ہے مقدّر اپنا

سب سے یکتا ہے جہاں بھر میں پیمبرؐ اپنا
کرمِ خاص سے اُنؐ کے ہوں ثِناور اپنا

حمد اور نعت وظیفہ ہے برابر اپنا
نکہت و نور میں ڈوبا ہوا ہے گھر اپنا

اُنؐ کی طاعت سے ملی ہے مجھے ہر اک نعمت
اُنؐ کی طاعت سے ہوا قلب منوّر اپنا

ہم پہ بھی خاص کرم ساقیِ کوثر کا ہوا
حمد اور نعت سے لبریز ہے ساغر اپنا

نعت گوئی جو سکھاتا ہے یہ قرآں ہم کو
نعت گوئی میں اسے جانا ہے رہبر اپنا

ہم کو اللہ نے بنایا ہے غلامِ شہ دیں
ڈر ہو کیوں حشر کا، ہے شافعِ محشر اپنا

حُبِّ سرکارِ دوعالمؐ ہی کا صدقہ یہ ہے
وَا ہوا معرفتِ ذات کا جوہر اپنا

یہ بھی مولا کا مرے خاص کرم ہے طاہرؔ!
کُتبِ نعت سے روشن ہوا دفتر اپنا

❖❖❖

طاہر شیرازی

دلوں پہ ثبت ہے وہؐ ہر ثبات سے پہلے
وہیؐ جو خلق ہوا کائنات سے پہلے

جو دیکھ لیتا ہے آنکھوں کے راستے دل میں
وہ بات سُن رہا ہوتا ہے بات سے پہلے

اُسیؐ کے رحم و کرم پر تمازتِ خورشید
وہ روشنی کا وسیلہ ہے رات سے پہلے

نہ سانس لی تھی ابھی وقت نے مگر تھے حضورؐ
برائے عشق، سبھی ممکنات سے پہلے

میں دیکھتا تھا کہ اسمِ رسولؐ اس دل پر
لکھا ہوا تھا قلم اور دوات سے پہلے

تھا علم آپؐ کو ہونے سے قبل ہر شے کا
تھے آپؐ خلقتِ موت و حیات سے پہلے

❖❖❖

ظفر اکبرآبادی

سرکارؐ کے روضے تک اے بادِ صبا! لے چل
مجھ بے پر و بازو کو ساتھ اپنے اُڑا لے چل

اے جذبۂ دل تیری امداد کا طالب ہوں
تُو ہی مجھے تا کوئے محبوبؐ خدا لے چل

ذوقِ سفرِ طیبہ مجھ پر یہ کرم فرما
لاچار ہوں عاجز ہوں بے بس ہوں بڑا، لے چل

جیسے بھی ہو پہنچا دے دربارِ رسالتؐ میں
سرکارؐ کی خدمت میں اے فکرِ رسا لے چل

میں ہوں بڑی مدت سے مشتاق مدینے کا
لے چل مجھے ساتھ اپنے طیبہ کی ہوا لے چل

ذکر اُن کا تری مشکل آسان بنا دے گا
یہ رختِ سفر ہمراہ اے آبلہ پا! لے چل

ہے دل میں اگر خواہش، دیدارِ مدینہ کی
آنکھوں میں ظفرؔ اپنی اشکوں کی ضیا لے چل

❖❖❖

عابدسعیدعابد

روشنی کا ، وفا کا رستہ ہے
بس یہی اک ھدیٰ کا رستہ ہے
سیدھا ، سچا ، نجات کا باعث
سرورِ انبیاؐ کا رستہ ہے

❖❖❖

چراغوں کو ضیائیں آپؐ نے دی ہیں
غریبوں کو قبائیں آپؐ نے دی ہیں
ہزاروں زخم کھا کر بھی مرے آقاؐ
حریفوں کو دعائیں آپؐ نے دی ہیں

❖❖❖

کہہ رہا ہے یہ قادرِ مطلق
ہے مثالی حضورؐ کا اسوہ
فکرِ انساں سے ماورا ہیں وہ
انؐ کا اسوہ ہے نور کا اسوہ

❖❖❖

عاصم احمد

آپؐ آئے تو چلتے سوئے منزل نظر آئے
بے سمت سفینوں کو بھی ساحل نظر آئے

وہ در ہے فقط آپؐ کا افلاک کے نیچے
شاہانِ زمانہ جہاں سائل نظر آئے

ہیں اب بھی سلامت یہ سماوات تو اِن کو
ہے آس کبھی پھر وہی جھلمل نظر آئے

آیا جو بُلاوا تو لگی دیر نہ کچھ بھی
آساں ہوئے جو مرحلے مشکل نظر آئے

قدموں نے بھی اب عزمِ سفر باندھ لیا ہے
آنکھیں بھی ہیں بیتاب کہ منزل نظر آئے

جو بات بھی منسوب محمدؐ سے ہے اُس میں
ہر عہد کے انساں کو فضائل نظر آئے

توصیف بیاں اُن کی بھلا کیسے ہو عاصمؔ
اغیار بھی اوصاف کے قائل نظر آئے

❖❖❖

عاصی کرنالی

ہم نبیؐ کا آستاں دیکھا کیے
محورِ کون و مکاں دیکھا کیے
اُنؐ کا در ہے قبلہ گاہِ انس و جاں
قبلہ گاہِ اِنس و جاں دیکھا کیے
ایک ہی منزل کے رُخ گرمِ سفر
کارواں در کارواں دیکھا کیے
یہ غبارِ نارسا یاں تو نہیں
جنبشِ ریگِ رواں دیکھا کیے
کعبے کی ''پہلے'' زیارت ہم نے کی
ایک حیرت زا سماں دیکھا کیے
قدسیاں دیکھا کیے سب کا طواف
ہم طوافِ قدسیاں دیکھا کیے
ہم مدینے کے مسافر رشک سے
میزبانوں کے مکاں دیکھا کیے
دیکھ کر باغاتِ طیبہ کے شجر
طائروں کے آشیاں دیکھا کیے
اُس فضائے زندگی پرور میں ہم
ارتقائے جسم و جاں دیکھا کیے

وحدتِ ملّی کا منظر دیکھ کر
اپنے ہونے کا نشاں دیکھا کیے
ہم نے بڑھ کر جالیوں کو چھو لیا
بے بسی سے پاسباں دیکھا کیے
کیا سمجھتے فلسفی معراج کو
وہ کہاں تھے، یہ کہاں دیکھا کیے
ہم وہاں موہوم تھے، معدوم تھے
بس وہی وہ تھے، جہاں دیکھا کیے
اُنؐ کے قدموں میں پڑی دیکھی زمیں
در پہ جھکتا آسماں دیکھا کیے
واپسی میں سبز گنبد کا جمال
آنسوؤں کے درمیاں دیکھا کیے
جب تلک ممکن رہا، مڑ مڑ کے ہم
حاصلِ عمرِ رواں دیکھا کیے

❖❖❖

عائشہ مسعود

شہرِ یارِ شبِ نفرت سے بغاوت کرنا
آیۂ صبحِ محبت کی تلاوت کرنا

دستِ ظلمت پہ کسی طور نہ بیعت کرنا
اس کو کہتے ہیں محمدؐ کی اطاعت کرنا

نعت لکھیں گے کبھی ہم بھی شہِ والاؐ کی
آ تو جائے ہمیں اظہارِ عقیدت کرنا

ہر نبی اپنی جگہ لائقِ تکریم مگر
ہے شرف آپؐ کا امت کی شفاعت کرنا

دل اگر شاہِ مدینہؐ کا وفادار نہیں
کار بے سود ہے اک ایسی عبادت کرنا

❖❖❖

عباس تابش

یہ کنارا ہے بہت میرے سفینے کے لیے
میں مدینے سے گیا بھی تو مدینے کے لیے

اس خرابے میں نہیں جلتا کوئی اور چراغ
اپنا نقشِ کفِ پا دے مرے سینے کے لیے

اُنؐ کی مدحت کا میاں حق تو ادا کیا ہوگا
پھر بھی میں عرض گزاری ہے قرینے کے لیے

روز ہوتی ہے مرے سامنے تازہ ہجرت
روز میں گھر سے نکلتا ہوں مدینے کے لیے

زندگی بھر کا قیام اُس کا مقدر کر دے
سال بھر میں کوئی آتا ہے مہینے کے لیے

میں اکیلا ہی سفر پر نہیں نکلا تابشؔ
حرمِ کعبہ بھی ہے ساتھ مدینے کے لیے

❖❖❖

عبدالحمید قیصر

یہ مرتبہ بھی کوئی کم ہے اُس گدا کے لیے
چنا گیا ہو جسے آپؐ کی ثنا کے لیے

یہ فرش و عرش یہ ماہ و نجوم، کاہکشاں
سجی ہے محفلِ کونین مصطفیٰؐ کے لیے

کوئی تو میری بھی اس بے بسی کا چارہ کرے
مجھے ملے نہیں الفاظ التجا کے لیے

زمیں سے تابہ فلک آپؐ کی حکومت ہے
بنا ہے سارا جہاں شاہِ انبیاؐ کے لیے

سکون چاہو تو دامانِ مصطفیٰؐ تھامو
بہت ضروری ہے یہ امن کی بقا کے لیے

حبیبِ پاکؐ کے در کی گدائی مانگی ہے
اٹھے ہیں ہاتھ مرے جب کبھی دعا کے لیے

مری دعائیں تڑپتی ہیں میرے ہونٹوں پر
نہیں ہے تابِ سخن حرفِ مدعا کے لیے

رسولِ پاکؐ کے قدموں نے برتری بخشی
نہیں ہے اور بڑائی کوئی حرا کے لیے

وہ نورِ حق کہ ملے جس سے روشنی دل کو
ترس گیا ہے یہ قیصؔر اسی ضیا کے لیے

❖❖❖

عبدالعزیز خالد

سراپائے پیمبرؐ اِمِ معبد کی زباں سے

میں نے دیکھا آج اک ناقہ سوار
جو یہاں ٹھہرا تھا دم لینے کو دورانِ سفر
پیاس بھی اس کو لگی تھی
جو بجھائی اس نے خیمے میں بندھی
سِن رسیدہ بکری کے سوکھے
تھنوں کو دوہ کر
جانے ان میں دودھ کی دھاریں کہاں سے آ گئیں
اور وہ بھی اس قدر بہتات سے
پیاس پیاسوں کی بجھا کر بھی وہ برتن دودھ کا
ویسے کا ویسا تھا بھرا
سرخوش و زندہ دل و روشن نظر
خوش جمال و دل نواز و دیدہ ور
جو نہ فربہ تھا نہ لاغر
پیٹ تھا جس کا برابر، اور سر
گھنگریالے کالے بالوں سے بھرا

جس کے اعضا کا تناسب جیسے سانچے میں ڈھلا
لے بلائیں جس کی زیبائی
خوش اندامی ضیافت آنکھ کی
چہرہ نورانی
صباحت میں ملاحت کی جھلک
اس کی پیشانی کشادہ
سرمگیں آنکھیں سینہ روشن، فراخ
پلکیں جھالردار، کجراری گھنی
جھلکیں کالی پُتلیاں
اور سفیدی بھی عیاں
باریک، محرابی بھویں گنجان آپس میں ملی
اس کی گردن پر صراحی کا گماں
ریش۔۔خوش منظر، گھنی، جاذب نظر
آواز گنجیلی
لب ولہجہ خوش آہنگ و بلند
دل میں گھر کرتی ہوئی
پُر حلاوت اس کی باتیں مختصر، جامع، عمیق
جیسے لڑیاں موتیوں کی، خود بخود
ڈھلکی آتی ہوں جو اک ترتیب سے
دور سے دیکھو تو بکّا نور کا

پاس سے ناظورہ ءخوبی ضیا اندر ضیا
قد نہ ایسا پست جو کمتر لگے
اور نہ اتنا دراز
جو کہ آنکھوں کو کھلے
کھلتے پھولوں کی مہکتی ڈال، دو
نرم و نازک ٹہنیوں کے درمیں
ان سے لیکن خوشنما تر، تازہ تر، شاداب تر
صبحِ کامل کا نمونہ
اس کی موزوں قامتی
کم سخن تھا وہ نہ بسیار گو
تھا طبیعت میں توازن
اس میں ہر شے تھی بہ حدِ اعتدال

❖❖❖

عبداللہ یزدانی

نبیؐ کا اسمِ گرامی پکارنے والا
نہیں جہاں میں کسی سے بھی ہارنے والا

وہ آرہا ہے ہتھیلی پہ آفتاب لئے
حِرا کے غار میں راتیں گزارنے والا

اگر نہ ہوتے محمدؐ تو کون ہوتا پھر
ستم زدوں کا مقدر سنوارنے والا

لگا رہا ہے کنارے پہ کشتیاں سب کی
وہ ڈوبتا ہوا سورج اُبھارنے والا

سوائے آمنہ کے لال کے نہیں کوئی
جمالِ حسنِ دو عالم نکھارنے والا

زمیں پہ بیٹھ کے اُنگلی کے اِک اِشارے سے
یہی ہے چاند ستارے اتارنے والا

بڑے ہی عجز و ادب سے مِرے حضورؐ کا نام
درود پڑھ کے پکارے ، پکارنے والا

شعورِ ذات بھی دیتا ہے بخش یزدانی
وہ مِرے دل پہ غزل کو اُتارنے والا

❖❖❖

عثمان قیصر

نبیؐ کے بعد نہیں کوئی پیشوا ممکن
ہوا نہ ہوگا زمانے میں آپؐ سا ممکن

دوا سے جس کا مداوا نہ ہو سکا ممکن
وہ وردِ صلِ علیٰ ہی سے ہو گیا ممکن

خدا نے رتبہ شفیع الامم ؐ کا بخشا ہے
بغیر آپؐ کے بخشش ہماری ناممکن

مجھے بھی اذن حضوری کا مرحمت کیجئے
ہو نور گنبدِ خضرا کا دیکھنا ممکن

رسولِ پاکؐ کی سنت کی پیروی سے ہی
خدائے پاک کی ہو سکتی ہے رضا ممکن

جو بھیجتے ہیں درود و سلام کے تحفے
انہیں کو ہوتا ہے دیدارِ مصطفےؐ ممکن

❖❖❖

عرش ہاشمی

اپنے دُکھ کی دوا کرے کوئی
جب بھی اُنؐ کی ثنا کرے کوئی

ہم تو ہیں اُنؐ کے، ہم کو کیا مطلب
ہاں کسی کا ہوا کرے کوئی

اُنؐ کا اسوہ یہی سکھاتا ہے
وہ کرے، جو کہا کرے کوئی

خامشی سے ہزار بہتر ہے
ورد صلِ علیٰ کرے کوئی

انؐ کے جلوے بھی دیکھ سکتا ہے
قلب کو آئینہ کرے کوئی

دونوں عالم میں سرخ رُو ہو، اگر
طاعتِ مصطفیٰؐ کرے کوئی

فیض جاری ہے، گر یقین نہ آئے
اُنؐ کے در پر صدا کرے کوئی

دستِ رحمت ہے پشت پر میری
اب مرا سامنا کرے کوئی

پیارے آقاؐ کی پیاری سنت ہے
''بخش دو گر خطا کرے کوئی''

محفلِ نعت کی ہے دعوت عام
آئے اُنؐ کی ثنا کرے کوئی

عرشؔ کو بھی وہ در پہ بلوا لیں
ایسی صورت خدا کرے کوئی

❖❖❖

عزیزالدین خاکی

پہنچ ہی جاتے ہیں بے بال وپر مدینے میں
ہے سب جہانوں کے آقاؐ کا گھر مدینے میں

مرے سجودِ محبت بھی پیش کر دینا
صبا ہو جیسے ہی تیرا گذر مدینے میں

طلوع ہونے سے پہلے ہی حسبِ معمولات
سلامی دیتے ہیں شمس و قمر مدینے میں

ہر ایک ذرہ نبیؐ کے قصیدے پڑھتا ہے
درود پڑھتے ہیں اب بھی شجر مدینے میں

مجھے یقیں ہے کہ سرکارؐ پھر بلائیں گے
مرے بھی گذریں گے شام و سحر مدینے میں

سفر مدینے کا خاکی اگر نصیب ہوا
تمام ہوگا یہ میرا سفر مدینے میں

❖❖❖

عزیز احسن

تڑپ تو رکھتا ہوں زادِ سفر نہیں رکھتا
کرم حضورؐ کہ میں بال و پر نہیں رکھتا

میں عرضِ حال کے قابل کہاں مرے آقاؐ!
سوائے عجزِ بیاں، میں ہنر نہیں رکھتا

ستم زدہ ہوں نگاہِ کرم کا طالب ہوں
میں بے اماں ہوں کہیں کوئی گھر نہیں رکھتا

مجھے بھی عشق کی سچائیاں میسر ہوں
نثار کرنے کے قابل میں سر نہیں رکھتا

وہ نالہ کھینچتا رہتا ہوں روز و شب آقاؐ
جو شور رکھتے ہوئے بھی اثر نہیں رکھتا

زکوٰۃ سیرتِ اطہر کی چاہتا ہے عزیزؔ
گدائے خُلق ہے آقاؐ، یہ زر نہیں رکھتا

❖❖❖

علی رضا

درِ نبیؐ جو مجھے دور سے دکھائی دیا
پھر اُس کے بعد تو کچھ بھی نہیں سجھائی دیا

کچھ ایسا فیض رساں ہے حضورؐ کا دربار
کسی کو بھی تو نہیں دردِ نارسائی دیا

ذرا سی دیر میں جلوہ گہہِ حضورؐ میں تھا
ذرا سی دیر میں کیا کیا مجھے دکھائی دیا

مرے حضورؐ کی مدحت کے فیض نے مجھ کو
سخن کے باب میں احساسِ پارسائی دیا

اذانِ مسجدِ نبوی کا سوز کیا کہیے
یہ سوز مجھ کو بڑی دور تک سنائی دیا

اُسیؐ کی نعت میں ہو زندگی تمام مری
وہ جس نے مجھ کو شعورِ سخن سرائی دیا

خدائے ارض و سما کا کرم ہے جس نے رضؔا
نبیؐ کے در پہ مجھے منصبِ گدائی دیا

❖❖❖

علی زریون

سیاہ رنگ ہو میرا، زباں میں لکنت ہو
مجھے بھی آپؐ سے کوئی بلالؓ نسبت ہو

نگاہ پڑ رہی تھی، دل چراغ ہو رہے تھے
یہ خواب تھا، زرِ تعبیر بھی عنایت ہو

ہمارے پاس حضورؐ! اب کوئی حسینؓ نہیں
سو، اب مدینے سے آگے کہیں نہ ہجرت ہو

جسے سمجھنے کو آسان کر دیا گیا ہے
اُسی کتاب کے صدقے مری شفاعت ہو

بوقتِ ہجرتِ مکہ، علیؓ سے گفت و شنید!
زہے! وہ لہجۂ طیب اگر سماعت ہو

❖❖❖

علی یاسر

کشتۂ تیرگی انوار میں بیٹھا ہوا تھا
رات میں محفلِ سرکارؐ میں بیٹھا ہوا تھا

میری آنکھوں میں تحیّر بھی تھا اور اشک بھی تھے
طیبہ کے کوچۂ و بازار میں بیٹھا ہوا تھا

مجھ کو اپنی نہ زمانے کی خبر تھی کوئی
میں تو بس نشۂ دیدار میں بیٹھا ہوا تھا

مدحتِ شافعِ محشر تھی تصور میں مرے
کون کہتا ہے کہ بیکار میں بیٹھا ہوا تھا

نامِ سرکارؐ لیا ہے تو ہوئی ہے تسکیں
خوفِ محشر دلِ بیمار میں بیٹھا ہوا تھا

گردشِ وقت مجھے ایسے مدینے لائی
جس طرح دائرہ، پرکار میں بیٹھا ہوا تھا

سر پہ تھی گرمیِ دوزخ جو پُکارا انہیں، میں
باغِ فردوس کے اشجار میں بیٹھا ہوا تھا

محفلِ ذکرِ رسولِؐ عربی تھی یاسر
ایک اک آدمی مہکار میں بیٹھا ہوا تھا

❖❖❖

عمران نقوی

خوشا نصیب کہ اب ہوں ثنا کے رستے پر
مرا چراغ جلے گا، ہوا کے رستے پر

نظر میں شہرِ نبیؐ کی مسافتیں اُتریں
درِ قبول کھلا ہے دعا کے رستے پر

طلوعِ حسنِ بصیرت بہار لے آیا
کسی نے پھول کھلائے حرا کے رستے پر

ہزار شکر کہ وہ نقشِ پا میسر ہیں
سفر مرا تھا وگرنہ فنا کے رستے پر

فراتِ عصر! نئی کربلا کہانی سوچ
نکل پڑا ہوں میں آلِ عبا کے رستے پر

اسیؑ کے دم سے ہے خوشبو فضاؤں میں عمرانؔ
اسیؑ قدم سے اُجالا صفا کے رستے پر

❖❖❖

فہیم شناس کاظمی

آپؐ کا اسم جو ہونٹوں پہ رواں ہو جائے
عالمِ نور مرے لب سے عیاں ہو جائے

اک نظر آپؐ کی بس ایک نظر ہو آقاؐ
شرق تا غرب زمیں کاہکشاں ہو جائے

اس سعادت سے بڑی اور سعادت کیا ہے
آپؐ کی مدح مرے لب سے بیاں ہو جائے

ہم گنہگاروں کو باقی ہے فقط یہ امید
واسطے آلِ محمدؐ کے اماں ہو جائے

کاش! آ جائے وہی دور پلٹ کے اے شناؔس
کاش! پھر لحنِ بلالی میں اذاں ہو جائے

❖❖❖

فیصل عجمی

درِ معنی ہے کہیں بابِ دعا سے آگے
بے زبانی کا علاقہ ہے صدا سے آگے

شہرِ امکاں سے پرے نقشِ قدم کس کے ہیں
کون لے آیا ہے مٹی کو فنا سے آگے

ریگِ بے مایہ کو چشمے کا کنارہ ہے بہت
اب نہ جائیں گے ترے شہر سے پیاسے آگے

جب تلک نام ترا شاملِ گفتار نہ ہو
بات بڑھتی ہی نہیں صوت و صدا سے آگے

آخری صف بھی ہے معراجِ مقدر فیصلؔ
پھر بھی خواہش ہے کہ ہو جائیں ذرا سے آگے

❖❖❖

فیصل عرفان

ورفعنا لک ذکرک

وہ جو ام الخبائث کے شیدائی ہیں
جن کو رشتوں کی پہچان کوئی نہیں
جن کے سینوں میں ایمان کوئی نہیں
جن کے لفظوں میں بھی جان کوئی نہیں
جن کے دامن میں برہان کوئی نہیں
جو حقیقت میں انسان کوئی نہیں
وہ ہمارے مقدس نبیؐ کی طرف
لاکھ انگلی اٹھاتے پھریں رات دن
ان کی حرکات سے، ان مہمات سے
میرے آقاؐ پہ کچھ حرف آنا نہیں
تذکرے عرش پر جس کے ہوتے رہیں
وہ حقیقت ہیں کوئی فسانہ نہیں

❖❖❖

فیضِ رسول فیضان

زندگی کی جان کی بنیاد نورِ آنحضورﷺ
زندگی کے حسن کا مخزن ظہورِ آنحضورﷺ

جب تلک ہر اُمتی کی ہو نہ جائے مغفرت
مطمئن کیسے ہو قلبِ ناصبورِ آنحضورﷺ

کہنے کو اُمی مگر دانائیاں محوِ طواف
دانش و حکمت کا گنجینہ شعورِ آنحضورﷺ

سیدِ کونین ہیں وہ خواجۂ دارین ہیں
ہر بلندی سرخمیدہ ہے حضورِ آنحضورﷺ

لہلہا اُٹھتے ہیں لب اور جگمگا اُٹھتے ہیں دل
کرتے سنتے وقت ذکرِ پُرسرورِ آنحضورﷺ

شاعری ویسے ہی اُن کی شان کے شایاں نہ تھی
ورنہ کیا مشکل تھا اس فن پر عبورِ آنحضورﷺ

معصیت میری کا قد فیضان کم ہونے لگا
دیکھ کر بے کس نوازی میں وفورِ آنحضورﷺ

❖❖❖

قمر رضا شہزاد

شہرِ خواہش کے درو بام سے باندھے ہوئے رکھ
میں ہوں جیسا مجھے اس نام سے باندھے ہوئے رکھ

میں بھی ہوں اے مرے آقا! ترا زندانیِ عشق
اپنے قیدی کو اسی دام میں باندھے ہوئے رکھ

مری آنکھوں سے برستے ہوئے ان اشکوں کو
دل میں برپا کسی کہرام سے باندھے ہوئے رکھ

یہ چمکتا ہوا سورج مری خواہش میں نہیں
تو مجھے اپنی کسی شام سے باندھے ہوئے رکھ

میں نہیں چاہتا آسودۂ دنیا ہونا
بس مجھے راحتِ انجام سے باندھے ہوئے رکھ

❖❖❖

قمر رعینی

نعتیہ رُباعیات

اُنؐ جیسا کوئی فخرِ اب و جد نہ ہوا
اُنؐ کا کوئی ہم پایہ و ہم قد نہ ہوا
آنے کو تو کتنے ہی پیمبر آئے
لیکن کوئی محمود و محمدؐ نہ ہوا

❖❖❖

اللہ جنہیں عرش پہ بلواتا ہے
ایک ایک نبی جن کے گُن گاتا ہے
اُس مہرِ جہاں تاب کا تُو ہے مداح!
سورج کو قمرؔ چراغ دکھلاتا ہے

❖❖❖

گمبھیر ہوا جب بھی غم کا سایہ
جب قلبِ پریشاں نے مجھے تڑپایا
جب کوئی بھی تسکین کی صورت نہ رہی
بے ساختہ نام آپؐ کا لب پہ آیا

❖❖❖

قمر وارثی

روشنی کی فضا پانے والے گئے اور میں رہ گیا
در پہ سرکارؐ کے جانے والے گئے اور میں رہ گیا

دیدۂ تر لیے سبز گنبد کے پُرنور آفاق پر
پرچمِ دید لہرانے والے گئے اور میں رہ گیا

بارگاہِ نبیؐ میں بہ حسنِ ادب حالِ دل کے سبب
پھول آنکھوں سے برسانے والے گئے اور میں رہ گیا

اُس درِ پاک سے کتنے پہلے پہل کتنے بارِ دگر
زندگی کی سند لانے والے گئے اور میں رہ گیا

اِس برس میری تقدیر کھوٹی رہی یعنی سوتی رہی
ناز قسمت پہ فرمانے والے گئے اور میں رہ گیا

اے شہِ دوسرا، دل پہ قابو رہے بھی تو کیسے رہے
ہم سفر میرا کہلانے والے گئے اور میں رہ گیا

رحمتوں کا نگر، شہرِ محبوبِ رب ہے جہاں سے قمرؔ
جھولیاں بھر کے لوٹ آنے والے گئے اور میں رہ گیا

❖❖❖

قیصر نجفی

اندھی سوچوں میں بینائی جاگ اُٹھی
صدیوں بعد وہاں دانائی جاگ اُٹھی

سنّاٹوں کے گھر گھر تالے ٹوٹ گئے
کیا آواز تھی ہر انگنائی جاگ اُٹھی

بغض و عداوت خلوت میں دم توڑ گئی
وہ آئے تو بزم آرائی جاگ اُٹھی

ہر سو امن کی فاختہ کی چہکار سنی
ان ہاتھوں میں جب دارائی جاگ اُٹھی

سارے نیند کے ماتے اس کی اور چلے
جب وہ اک بستی صحرائی جاگ اُٹھی

قلزمِ ریگ سے ابھری لہر تحرّک کی
پیکرِ ہستی میں انگڑائی جاگ اُٹھی

وہ خوشبو جب پھیلی چار طرف قیصؔر
روحِ گیتی کی پہنائی جاگ اُٹھی

❖❖❖

کمال اظہر

رُکا ہوا ہے مدینے میں قافلہ دل کا
کہ یہ دیارِ مقدّس ہے آسرا دل کا

حضورؐ آپؐ سے کہتے ہیں ان کہی اپنی
حضورؐ آپؐ ہی سنتے ہیں ماجرا دل کا

درود بھیجتا رہتا ہے رات دن اُنؐ پر
مری نجات کا باعث ہے مشغلہ دل کا

کبھی تو اُنؐ کی نگاہوں کا سامنا ہوگا
ہے صاف رکھا بہت ہم نے آئینہ دل کا

اُنہیؐ کے نقشِ قدم پر چلے چلو اظہؔر
ملا ہوا ہے مدینے سے سلسلہ دل کا

❖❖❖

کوثر حجازی

ہدایتوں کا مصلیٰ ہے گنبدِ خضرا
زمیں پہ عرشِ معلیٰ ہے گنبدِ خضرا

کھلا رہا ہے دلوں میں جو چاہتوں کے گلاب
وہ سیلِ جوئے تولّا ہے گنبدِ خضرا

جہاں میں اہلِ تفکر کی آگہی کے لیے
نقیبِ حق کا محلّہ ہے گنبدِ خضرا

شعور و فکر کے آفاق پر ضیا افشاں
مثالِ طور تجلیٰ ہے گنبدِ خضرا

میں ایستادہ ہوں اب انتہائے رفعت پر
کہ روبرو میرے واللہ ہے گنبدِ خضرا

نہیں ہے خوف رہِ زیست کے اندھیروں کا
کہ لوحِ دل پہ مطلّا ہے گنبدِ خضرا

وہ چاہے جس کو سکونت عطا کرے کوثر
خدا کا اپنا محلّہ ہے گنبدِ خضرا

❖❖❖

کوثر علی

جا کے طیبہ میں جو ہو جاؤں نثارِ طیبہ
حشر کے دن مری مٹی ہو شمارِ طیبہ

کاش یہ جسم بنے ارضِ مدینہ کی غذا
اوڑھ لے روح مری نورِ غبارِ طیبہ

شبِ تاریک نہ دیکھی نہ سنی طیبہ میں
نور ہی نور ہے ماحولِ دیارِ طیبہ

جیسے معراج کی شب راہِ فلک روشن تھی
یوں چمکتی ہے ہر اک راہ گزارِ طیبہ

بنی انساں کی ہے تہذیب کا طیبہ مرکز
باقی دنیا ہے فقط قرب و جوارِ طیبہ

وہ بھی ملتا ہے یہاں جس کا گماں تک بھی نہ ہو
خلد سے بڑھ کے ثمرور ہے بہارِ طیبہ

میری ہر نسل کی کھیتی پہ کرم ہو تیرا
مجھ پہ تا حشر برس ابرِ بہارِ طیبہ

آتے جاتے ہوئے عُشاق کو دیکھوں کوثرؔ
کاش! بس جاؤں کسی طور کنارِ طیبہ

❖❖❖

کیف رضوانی

تقدیر سنور جائے سرکارؐ کے قدموں میں
یہ جان اگر جائے سرکارؐ کے قدموں میں

جب قدموں سے اُٹھے تو کچھ اور ہی ہو جائے
جو خاک بسر جائے سرکارؐ کے قدموں میں

اک بار رکھوں اُنؐ کے قدموں میں یہ سر اپنا
پھر عمر گزر جائے سرکارؐ کے قدموں میں

سو باتیں ہوں کہنے کی، چاہوں کہ سبھی کہہ دوں
ہر بات بسر جائے سرکارؐ کے قدموں میں

جلتے ہوئے سینے میں ٹھنڈک ہی اُتر جائے
دل خوش بو سے بھر جائے سرکارؐ کے قدموں میں

یہ کیفؔ کی حسرت ہے ڈھل جائے وہ خوش بو میں
اور جا کے بکھر جائے سرکارؐ کے قدموں میں

❖❖❖

گستاخ بخاری

کسی کے دل پہ کسی کی زباں پہ لکھا ہے
نبیؐ کا نام تو کون و مکاں پہ لکھا ہے

جو عالمین میں بے مثل و لائقِ تکریم
اُسے خدا نے رخِ آسماں پہ لکھا ہے

سلگتی آنکھ کو دیدار کا تقاضا تھا
وہ آئیں گے مرے خوابِ گراں پہ لکھا ہے

خدا کے گھر کی زیارت نہ سبز گنبد کی
نجانے میرا مقدر کہاں پہ لکھا ہے

توقعات میں اس کا قبول ہونا ہے
درودِ پاک تو اقلیمِ جاں پہ لکھا ہے

نبیؐ جی! میری طرف بھی نگاہ ہو جائے
حدیثِ دل کو جبینِ فغاں پہ لکھا ہے

سروں پہ سایۂ رحمت، فلاح کا پیغام
نبیؐ نے آپ ردائے اذاں پہ لکھا ہے

بحکمِ سیدِ عالمؐ ، بقولِ سرورِ دیںؐ
وہیں سے اخذ کریں گے جہاں پہ لکھا ہے

اُسیؐ کے ذکر سے سورج طلوع ہوتا ہے
خدا نے آپ ہر اک آشیاں پہ لکھا ہے

خدا کا شکر محمد منیر شاہ گستاخ
تمہارا نام بھی اس آستاں پہ لکھا ہے

❖❖❖

گوہر ملیسانی

ہے لبوں پہ مرے گفتگو آپؐ کی
راحتِ جاوداں آرزو آپؐ کی

زخم کھا کے بھی لب پر دعائیں رہیں
دشمنوں سے محبت تھی خُو آپؐ کی

نکہتِ خُلق پھیلی چمن در چمن
موجِ حُسنِ عمل چار سُو آپؐ کی

نُورِ وحدت سے روشن ہُوا سب جہاں
جُہدِ پیہم عیاں کو بہ کو آپؐ کی

زندگی کا نشاں آپؐ کی پیروی
اک دلیلِ سحر جستجو آپؐ کی

رحمتیں آپؐ کی موج در موج ہیں
تابِ گوہؔر بنی آب رُو آپؐ کی

❖❖❖

لیاقت علی عاصم

توڑ کر جس نے دوبارہ مہِ کامل باندھا
میں نے اُس ہاتھ سے یہ ٹوٹا ہوا دل باندھا

بس ارادہ ہی کیا تھا کہ چلوں سُوئے رسولؐ
ناقۂ شوق نے خود پیٹھ پہ محمل باندھا

آپؐ کی نرم مزاجی کا جو مضموں سوجھا
میں نے کافر کو بھی کافر نہیں غافل باندھا

استعارہ کوئی محبوب و محبّ کا نہ ملا
میں نے آئینے کے آئینہ مقابل باندھا

ہو گیا سہل مجھے ذکرِ نبیؐ سے عاصمؔ
قافیہ کوئی کہاں میں نے بمشکل باندھا

❖❖❖

ماجد خلیل

اب نعت جو زندگی ہوئی ہے
سانسوں کی کمی بڑھی ہوئی ہے

دیکھوں گا اُنھیں بروزِ محشر
یہ سوچ کے جو خوشی ہوئی ہے

میں آ تو گیا حرم سے واپس
پر کیا مری واپسی ہوئی ہے!

آئیں گے ضرور میرے آقاؐ
خوابوں پر نظر لگی ہوئی ہے

اک کُن سے بنے ہوئے جہاں میں
اک نام سے روشنی ہوئی ہے

اک در کا یہ فیض ہے کہ باقی
ہر در سے یہ جاں بچی ہوئی ہے

اتنا ہی نہیں کہ ان کے در پر
ناچیز کی حاضری ہوئی ہے

ماجد بہ زبانِ بے زبانی
سرکارؐ سے بات بھی ہوئی ہے

❖❖❖

م۔ب شائق

مرے مولا مجھے حسنِ نظر دے
درِ خیرالوریٰؐ کا پھر سفر دے

میں اُنؐ کا سامنا کیسے کروں گا
برستی ہی رہے وہ چشمِ تر دے

ارادت کی تجلی سے ہو روشن
مرے مقسوم میں ایسی سحر دے

ابد تک اسوۂ شاہِ مدینہؐ
بنی آدم کو جینے کا ہنر دے

ہو جس سے دور اس دل کی سیاہی
اسے وہ روشنی خیرالبشر دے

محبت ہی شہِ والا کی شائقؔ
زمانے بھر کو اخلاصِ نظر دے

❖❖❖

ہیں شانِ شہِ والاؐ کے افلاک ورا
ہیں آپؐ ورا آپؐ کا ادراک ورا
القاب سبھی آپؐ کی خاطر ہیں مگر
القاب سے ہیں سیّدِ لولاکؐ ورا

❖❖❖

ہے تاب کسے دیکھے انھیںؐ جلوہ فشاں
گر تابِ نظر کے نہ مطابق ہوں عیاں
رہتے ہیں عطا سیّدِ لولاکَ لمَا
انوار در انوار در انوار نہاں

❖❖❖

دیکھے ہیں عجب نیند میں بخشش کے اصول
کُھلتے گئے رحمت کے کئی بابِ دخول
آہٹ سے فرشتوں کی سرِ خواب محل
بیدار ہوئے بخت پئے دیدِ رسولؐ

❖❖❖

توحید سے وابستہ ہے دیدارِ رسولؐ
کونین میں ہر سمت ہیں انوارِ رسولؐ
اعجاز صفت آپؐ کی ہے جلوہ گری
آفاق نظر آتے ہیں دربارِ رسولؐ

❖❖❖

اکرام کی امواجِ بہم کے آگے
بڑھتے ہوئے اس سیلِ قدم کے آگے
کیا ٹھہریں گے عصیاں مرے تنکوں کی طرح
سرکارؐ کے دریائے کرم کے آگے

❖❖❖

گُر علمِ لدُنی کے سکھا دیتا ہے
سالک کو رہِ عرش دکھا دیتا ہے
ہے ایسا ولی اللہ یہ عشقِ نبیؐ
اللہ سے بندوں کو ملا دیتا ہے

❖❖❖

محسن احسان

ہے عاصیوں کے سروں پر کلاہِ رحمتِ عام
یہ سرخرو ہیں سرِ بارگاہِ رحمتِ عام

ہمیں ہے فخر کہ پیشانیاں دمکتی ہیں
ہماری پلکوں پہ ہے خاکِ راہِ رحمتِ عام

درِ نبیؐ پہ غریب و غنی ہیں سربسجود
اس آس پر کہ ہو بس اک نگاہِ رحمتِ عام

میں دیکھتا ہوں بڑے شوق و احترام کے ساتھ
مری نگاہ میں ہے خوابگاہِ رحمتِ عام

تمام دہر کے ہیں کجکلاہ صف بستہ
مرا حبیب کہ ہے بادشاہِ رحمتِ عام

❖❖❖

محسن شیخ

نبیؐ کی راہ میں رل رل کے خاک سا ہونا
اسی کو کہتے ہیں محسنؔ فلک رسا ہونا

یہ لطفِ خاص کا ہونا ہے عام لوگوں پر
ہمارے ہونٹوں سے نعتِ نبیؐ ادا ہونا

وہ جس کے دل میں نہیں مدعائے حبِّ رسولؐ
عبث ہے اس سے کسی کارِخیر کا ہونا

بقائے نوعِ بشر ہے تری اسیری میں
دلوں کی موت ہے اس قید سے رہا ہونا

ادب سے سر کو جھکانا ہے اور رونا ہے
وہاں صدا کا ضروری نہیں صدا ہونا

❖❖❖

محمد اظہار الحق

مدینے کی ہوا ہے اور رخساروں پہ پانی
کوئی ایسی لغت جس میں سناؤں یہ کہانی

تھما بھی ہے کبھی کیا سیل انسانوں کا اس میں
پریشاں ہے مدینے میں ابد کی بیکرانی

برہنہ پا کھڑی ہے رات پتھر کی سِلوں پر
سروں پر صبحِ صادق نے عجب چادر ہے تانی

یہاں مٹی میں کنکر لعل اور یاقوت کے سب
درختوں پر یہاں سارے پرندے آسمانی

مرے آقاؐ کے چاکر اور کیکاؤس کا تخت
مرے مولا کے خدمت گار اور تاجِ کیانی

مطہر جسم پر دیکھو چٹائی کے نشاں ہیں
چٹائی کے نشاں اور دو جہاں کی حکمرانی

کہاں تھا وقت مَیں جب جالیوں کے سامنے تھا
مجھے اس نے سمجھ رکھا ہے کس برتے پہ فانی

کہاں میں اور کہاں یہ فرش اور پلکوں کی جاروب
زہے قسمت کہ میں نے لوٹ لی یہ میہمانی

کہاں یہ سبز گنبد اور کہاں بینائی میری
کہاں قلاش مجھ سا اور کہاں یہ شہ جہانی

اسی دہلیز پر بیٹھا رہے میرا بڑھاپا
انھیں کوچوں میں گزرے میرے بچوں کی جوانی

رہے میرا وطن اس شہر کے صدقے سلامت
قیامت کے تلاطم میں وہ کشتی بادبانی

مرے دشمن مرا کشکول چھپ کر دیکھتے ہیں
غلامانِ محمد کی سخاوت، مہربانی

مرے آبِ وضو سے بھیگتی ہے رات اظہار
مری آنکھوں سےکرتے ہیں ستارے درفشانی

محمد اکرم رضا

ظلمت و کفر و جہالت پہ زوال آتا ہے
نورِ قرآن لیے بدرِ کمال آتا ہے

زندگی مجھ پہ لٹاتی ہے مسرت کے گلاب
جب بھی سرکارؐ کی رحمت کا خیال آتا ہے

''سیدی'' کہہ کے بلاتے ہیں صحابہؓ اُس کو
زیرِ دامانِ محمدؐ جو بلالؓ آتا ہے

عرشِ اعظم پہ جھکے حور و ملک بہرِ ادب
شاہِ کونین بصد جاہ و جلال آتا ہے

تازگی ملتی ہے ایمان و یقیں کی اُس کو
اُنؐ کے دربار میں جو ہو کے نڈھال آتا ہے

رحمتِ سرورِ کونینؐ ہوئی جس کو نصیب
کون کہتا ہے کہ پھر اُس کو زوال آتا ہے

دل کے صحراؤں میں گلزار کھلانے کے لیے
پیکرِ لطف و کرم، شیریں مقال آتا ہے

ماہ و خورشید نے لی جس کے تبسم سے زکواۃ
بزمِ عالم میں وہ شہ کارِ جمال آتا ہے

دیکھ پاتا ہوں مدینے کا مسافر جو رضؔا
اپنی حالت پہ شب و روز ملال آتا ہے

❖❖❖

محمد انور بابر

اپنی ہستی کو مٹا لوں تو تری نعت کہوں
دل کو آئینہ بنا لوں تو تری نعت کہوں

چشمِ پرنم کے صدف میں جو نہاں ہیں موتی
ان کو پلکوں پہ سجا لوں تو تری نعت کہوں

روشنائی جو مہ و مہر سے حاصل کر لوں
خامہ کرنوں سے بنا لوں تو تری نعت کہوں

نام لیوا ہوں ترا،غیر سے کرتا ہوں وفا
غیر کو دل سے نکالوں تو تری نعت کہوں

بیر اپنوں سے مگر دوستی کفار سے ہے
شررِ کفر بجھا لوں تو تری نعت کہوں

شرم آتی ہے کہ کس منہ سے ترا ذکر کروں
غیرتِ دیں کو جگالوں تو تری نعت کہوں

❖❖❖

محمد حنیف

جشنِ امروز نہ فردا کی طرف دیکھتے ہیں
ہم ہمیشہ درِ آقاؐ کی طرف دیکھتے ہیں

ساری دنیا کے خزانے ہیں ترے قدموں میں
ہم کہ نادان ہیں، دُنیا کی طرف دیکھتے ہیں

کرتے جاتے ہیں کسی نُور میں طے اپنا سفر
جو بھی تیرے رُخِ زیبا کی طرف دیکھتے ہیں

جو حدِ کون و مکاں سے بھی اُدھر دیکھتا ہے
ہم اُسی دیدۂ بینا کی طرف دیکھتے ہیں

دیکھتے ہیں تیرے قدموں کی طرف جتنے بھی لوگ
سدرہ و اوجِ ثریا کی طرف دیکھتے ہیں

❖❖❖

محمد ذیشان جامی

سلام

باعثِ کون و خلقت پہ لاکھوں سلام
دونوں عالم کی زینت پہ لاکھوں سلام

روزِ محشر شفاعت کا وعدہ کیا
شافعِ اہلِ اُمت پہ لاکھوں سلام

پیارے مدنی کا جھولا جھلاتی رہی
اُس حلیمہؓ کی خدمت پہ لاکھوں سلام

کالی زلفوں پہ بے حد درود و سلام
اُن کی بے مثل صورت پہ لاکھوں سلام

دونوں عالم بنے آپؐ کے واسطے
سب کہیں شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

جس پہ خود بھی خدا بھیجتا ہے درود
اُن کی شکل و شباہت پہ لاکھوں سلام

ہم خطا ہی خطا وہ عطا ہی عطا
اُس سراپا عنایت پہ لاکھوں سلام

جس کے ٹکڑوں پہ پلتا ہے سارا جہاں
مصطفیٰؐ ، چشمِ رحمت پہ لاکھوں سلام

لب پہ جامؔی رہے بس درود و سلام
کملی والے کی عظمت پہ لاکھوں سلام

❖❖❖

محمد عبداللہ جمال

زمانے میں پیمبر آپؐ سا کوئی کہیں آیا؟
نہیں آیا، نہیں آیا، نہیں آیا، نہیں آیا

جو پہنچا قافلہ ہجرت کا وقتِ شام، یثرب میں
چھتوں سے اِک صدا اُٹھی کہ وہ ماہِ مبیں آیا

شبِ معراج نظّارہ کیا چشمِ ملائک نے
کہ رشکِ آسماں بن کر زمیں کا اک مکیں آیا

رسائی ہو مری اس آستانِ ناز تک یا رب
کہ جس کے واسطے دنیا میں لے کر میں جبیں آیا

گواہی دے چکے لَوح وقلم کب کی جمالؔ اس پر
گُنہ گاروں کی بخشش کو شفیعُ المذنبیں آیا

❖❖❖

محمد علی شاہ بخاری

جس کے ہو نامۂ اعمال کا دفتر ایسا
وہ کہاں جاتا جو ہوتا نہ پیمبرؐ ایسا

آسمانوں کے جو دروازے ادب سے کھولے
ایسا ماتحت کہاں ملتا اور افسر ایسا

اک ترے نام کی کشتی ہے سہارا دل کو
ورنہ یہ دور تو ہے غم کے سمندر ایسا

ناز قسمت پہ کروں میں بھی مدینے جا کر
میرے مقسوم میں لکھا ہو مقدر ایسا

پھر نکیرین کہاں اُس پہ ہی مر جائیں گے
ہم کو جس وقت نظر آئے گا دلبر ایسا

یہ عطا ہے جو علی پاتے ہیں ترتیب حروف
جانتے ہیں تو کہاں کا ہے سخن ور ایسا

❖❖❖

محمد فیروز شاہ

تری یاد کو ترے خواب کو مری آنکھ رکھے سنبھال کے
مری زندگی کا جواز ہیں یہی عکس تیرے جمال کے

مرے قلب کو بھی نصیب ہوں تری ذات سے وہی نسبتیں
وہ جو عظمتیں تھیں اویسؒ کی ، وہ جو رابطے تھے بلالؓ کے

ہمیں منزلوں کی نوید دے، ہمیں خیر و شر میں تمیز دے
کہ ہم اپنے ہاتھ سے لکھ رہے ہیں جو زائچے ہیں زوال کے

میری سرزمین پہ تا ابد ہو تری دعاؤں کا سائباں
میرے شہر شہر دیے جلیں تیری آرزوئے وصال کے

مجھے اذن دے، یہ عقیدتیں میں جبینِ دہر پہ لکھ سکوں
تیری روشنی میں سفر کریں میرے قافلے مہ و سال کے

❖❖❖

محمد محمود احمد

دنیا والو اگر آخرت چاہیے نعت پڑھتے رہو نعت سنتے رہو
مغفرت چاہیے عافیت چاہیے نعت پڑھتے رہو نعت سنتے رہو

نعت پڑھنے سے تسخیر دل ہو گئے، نعت پڑھنے سے منگتوں کو شاہی ملی
جس طرح کی تمہیں سلطنت چاہیے نعت پڑھتے رہو نعت سنتے رہو

جو خدا عقلِ انساں کے بس میں نہیں، جو خدا فہم کی دسترس میں نہیں
اس خدا کی اگر معرفت چاہیے نعت پڑھتے رہو نعت سنتے رہو

نعت پیشانیوں کو منور کرے، نعت قسمت کو چمکائے یاور کرے
پستیوں میں اگر منزلت چاہیے نعت پڑھتے رہو نعت سنتے رہو

اک فرشتے نے محمود مجھ سے کہا، نعت خوانوں کی قبریں کشادہ سدا
روزِ محشر اگر مغفرت چاہیے نعت پڑھتے رہو نعت سنتے رہو

❖❖❖

محمد مختار علی

سجا کے پلکوں پہ اشک پارے پڑے ہوئے ہیں
درِ نبیؐ پر غموں کے مارے پڑے ہوئے ہیں

سجے ہوئے ہیں بہشت جن خواب منظروں سے
یہاں حقیقت کا روپ دھارے پڑے ہوئے ہیں

زمیں سے تا عرش ایک معراج کی ہے دُوری
سفر میں منزل کے سب اشارے پڑے ہوئے ہیں

فلک کے انوار رشک کرتے ہیں ان کی ضَو پر
جو خاکِ طیبہ میں گُم ستارے پڑے ہوئے ہیں

فضا میں محفوظ ہیں صدائیں سب اہلِ دل کی
گلی میں اُن کی سخن ہمارے پڑے ہوئے ہیں

ہوائے طیبہ ادھر بھی اک لہر روشنی کی
بجھے ہوئے سے چراغ سارے پڑے ہوئے ہیں

ہم ایسے عشاق سبز گنبد کے زیرِ سایہ
دلوں سے دنیا کا زنگ اتارے پڑے ہوئے ہیں

بس ایک چوکھٹ پہ جا بدلتے ہیں منفعت میں
ہماری قسمت میں جو خسارے پڑے ہوئے ہیں

ہم ایسے دَر سے جُڑے ہیں مختار جس کے آگے
فلک بھی دستِ طلب پسارے پڑے ہوئے ہیں

❖❖❖

محمد یعقوب فردسی

نعتیہ ماہیے

اک وجد میں رہتا ہوں
شاہِ مدینہ کے
جب ماہیے کہتا ہوں

.....

قسمت ہی بدل جائے
شہرِ نبی میں گر
جاں میری نکل جائے

.....

خوابوں کا سفینہ ہو
آخری سانسیں ہوں
نظروں میں مدینہ ہو

.....

نعتیں جو کہتے ہیں
عاشق مدنی کے
طیبہ میں رہتے ہیں

❖❖❖

مدثر سرور چاند

مل جائے مجھ کو نقشِ کفِ پا حضورؐ کا
سر پر رکھوں گا چوموں گا تحفہ حضورؐ کا

ہر اک معاملے میں ہے رہبر انھیؐ کی ذات
سب کے لیے مثال ہے اُسوہ حضورؐ کا

سب کو برابری کا سبق آپؐ نے دیا
سب کے لیے چراغ ہے خطبہ حضورؐ کا

اُن کے لیے ہی خلق ہوئی ساری کائنات
بٹتا ہے دو جہان میں صدقہ حضورؐ کا

لکھتا رہوں گا نعت میں رب کے حبیب کی
پڑھتا رہوں گا دل سے قصیدہ حضورؐ کا

وہ دن بھی زندگی میں مدثر کی آئے گا
پلکوں سے چوم لے گا وہ روضہ حضورؐ کا

❖❖❖

غلافِ کعبہ کو پکڑے ہوئے دعا مانگی
برائے فَرقِ برہنہ کوئی ردا مانگی

نہ مانگا کچھ بھی بجز الفتِ رسولؐ خدا
جو مانگی بعدِ اذاں آپؐ کی رضا مانگی

سفر نصیب ہوا جب بسوئے بیت اللہ
برائے سجدہ ، خدا سے بھلی ادا مانگی

لگا کے ہاتھ غلافِ حرم کو مولا سے
طفیلِ شاہِ عربؐ قلب کی جَلا مانگی

برائے بخشش وغفران وعفومَیں نے سدا
خدائے خلق سے اک طرزِ التجا مانگی

دعا کے واسطے جس جس نے بھی کہا مجھ کو
مدیحہ مَیں نے دعا اس سے بھی سوا مانگی

❖❖❖

مسرور کیفی

زیست میں ایسا کوئی لمحہ نہ ہو
جب نظر میں گنبدِ خضرا نہ ہو

بارگاہِ سرورِ کونین میں
کون ہے جو وجد میں آیا نہ ہو

اپنے خوابوں میں بسا لوں آپؐ کو
آنکھ کھل جائے کہیں ایسا نہ ہو

ایسا خطہ بھی ہے دنیا میں کہیں؟
آپؐ کا سکہ جہاں چلتا نہ ہو

بند آنکھوں میں چمک ہے، دیکھنا
سامنے سرکارؐ کا روضہ نہ ہو

ہے کوئی مسرور ایسا دوسرا؟
جو کسی سے بھی کبھی الجھا نہ ہو

❖❖❖

مظفر وارثی

محمدؐ کی اطاعت کر رہا ہوں
خریداریٔ رحمت کر رہا ہوں

نبیؐ کو جس نے پہلی بار دیکھا
میں اس لمحے کی بیعت کر رہا ہوں

ترے محبوب کی خاطر الٰہی
تری دنیا میں شرکت کر رہا ہوں

فرازِ کرسی و سدرہ پہ چڑھ کر
مدینے کی زیارت کر رہا ہوں

صحیفہ ہیں جو ہجرِ مصطفیٰؐ کا
اُن اشکوں کی تلاوت کر رہا ہوں

ہیں نعلینِ محمدؐ تاج میرا
غلامی میں حکومت کر رہا ہوں

مجھے کعبہ بہت پیارا ہے لیکن
نبیؐ کے ساتھ ہجرت کر رہا ہوں

نمازیں پڑھ رہا ہوں اُنؐ کے پیچھے
میں فردا کی امامت کر رہا ہوں

مظفر معصیت کے ابرہوں سے
دل و جاں کی حفاظت کر رہا ہوں

❖❖❖

معراج جامی

پہنچا وہ خدا تک، پہ خدا تک نہیں پہنچا
جو آپؐ کے نقشِ کفِ پا تک نہیں پہنچا

کیا پیش کروں گا درِ سرکارؐ پہ جاکر
ایقان مرا حرفِ دُعا تک نہیں پہنچا

خوشبو سے تہی دامن و رنگوں سے تہی دست
موسم جو مدینے کی فضا تک نہیں پہنچا

کیوں جا کے سناتی نہیں سرکارِؐ امم تک
پیغام مرا بادِ صبا تک نہیں پہنچا

سرکارؐ کی نسبت سے اُسے کچھ نہیں نسبت
جو شخص کہ عرفانِ وفا تک نہیں پہنچا

جو اسوۂ سرکارؐ سے محروم رہا ہے
وہ راہِ بقا سے بھی بقا تک نہیں پہنچا

مانا کہ اسے مل گئی معراجِ امارت
سلطان کوئی ان کے گدا تک نہیں پہنچا

کس درجہ کرم آپ کا جامؔی پہ ہوا ہے
وہ خاک میں مل کر بھی فنا تک نہیں پہنچا

❖❖❖

منظر عارفی

دوری

ہماری عزتوں کا تاج اجڑا
ہماری ہیبتوں کی دھاک ٹوٹی
ہماری رفعتیں قدموں میں آئیں
ہماری تمکنت کی نبض بیٹھی
ہمارے فلسفوں کا مہر ڈوبا
ہمارے علم و فن کی دھوپ سمٹی
ہمارے تخت تختہ ہو گئے سب
ہمارے بخت پر تقدیر روئی
ہمارا کعبۂ معیار بکھرا
ہماری جنتِ اقدار اجڑی
ہماری ذات پر دھتکار اچھلی

ہماری برتری کو موت آئی
ہم اپنے حال سے بے حال ہیں اب
مگر یہ بات کہنا چاہتے ہیں
کہ دوری طاعتِ خیرالبشرؐ سے
ہمارے بختِ خفتہ کا سبب ہے
اسی دوری نے ہم سے خیر لے کر
ہماری زندگی میں شر بھرا ہے
شعورِ آدمیت لے لیا ہے

❖❖❖

منظر نقوی

نور ہی نور کی برسات ہوئی جاتی ہے
مجھ پہ الہام تری نعت ہوئی جاتی ہے

میں ترے ذکر کی محفل میں چلا آیا ہوں
خوشبوئے باغِ عدن ساتھ ہوئی جاتی ہے

صورتِ اَبر مرے سر پہ رہا سایہ فگن
اب تلک سیرِ سماوات ہوئی جاتی ہے

آج بھی ورطۂ حیرت میں پڑی ہے دنیا
اک تسلسل سے تری بات ہوئی جاتی ہے

لوگ جاتے ہیں زیارت کو مدینے کی طرف
میری گھر بیٹھے ملاقات ہوئی جاتی ہے

شکر اللہ کا منظؔر ہے کرم مولاؐ کا
رنگِ مدحت میں مناجات ہوئی جاتی ہے

❖❖❖

منیر سیفی

نہ دل پہ بوجھ رہے گا نہ امتحان میں جان
درود پڑھتے رہو جب تلک ہے جان میں جان

یہ کس کا نام لیا، روشنی اُترنے لگی
یہ کس کا ذکر چلا، پڑگئی زبان میں جان

اُٹھانا بوجھ کوئی کم نہیں تھا قرآں کا
نہ تھی زمین میں طاقت، نہ آسمان میں جان

حضورؐ، حرفِ تلطُّف کہ بات بن جائے
حضورؐ ، بُوئے تبسم کہ آئے جان میں جان!

کبھی میں نعت پڑھوں اور کبھی سلام سنوں
کبھی دہن میں ہو میرے کبھی ہو کان میں جان

خوشا وہ سانس جو آئے نبیؐ کی یاد لیے
خوشا کہ مجھ سے ہو رخصت نبیؐ کے دھیان میں جان

بس ایک نام سے چلتا ہے کاروبارِ حیات
بس ایک فردؐ سے باقی ہے خاندان میں جان

❖❖❖

ناصر محمود اعوان

محمد مصطفیٰؐ کے ذکر میں ایسی کرامت ہے
بس اک لمحے کی دوری پر زمانوں کی مسافت ہے

ستائش کی تمنا سے کہیں آگے کی منزل ہے
نبی کے مدح خوانوں کو سعادت کی بشارت ہے

کئی صدیوں کی شالوں پر ترا ہی نام کاڑھا ہے
مگر اس عشق کو اظہار کی اب تک بھی حسرت ہے

انھی کی یاد کے موتی مری آنکھوں میں ڈھلتے ہیں
مرے اندر محبت کی بڑی انمول دولت ہے

گنہگاروں میں شامل ہوں مرے اعمال خالی ہیں
نبی کی یاد میں رونا ہی اک میری عبادت ہے

زباں سے جو نکلتے ہی دلوں میں جا اترتا ہے
محمد لفظ ایسا ہے عجب جس میں حلاوت ہے

بھٹک جاؤں تو مڑ آتا ہوں میں در پر ترے آقا
مرے آقا مرے دل پر تری ہی بس حکومت ہے

مرے لفظوں سے پہلے ہی مرے آنسو چھلکتے ہیں
عجب تاثیر کی حامل یہ آقا کی محبت ہے

❖❖❖

ناہید قاسمی

اے رحمتہ للعالمینؐ

اتنی بہت سی نعمتیں
اللہ نے دیں
پھر بھی ہے ناشکری بہت
یہ اپنا گھر، جیسا بھی ہے..... یہ اپنا گھر
یہ اپنے سب، جیسے بھی ہیں..... یہ اپنے سب
جو کچھ بھی کرنا چاہیں ہم کر سکتے ہیں ان سب کے ساتھ
ہر صبح کو ہر شام کو
کیونکہ ہے یہ اپنا ہی گھر اور اپنے سب.....
لیکن اگر اچھا کریں تو کیا برا.....!
اچھا ہے وہ، جس سے ہو اطمینان قلب و روح میں
اچھا ہے وہ، رب نے جسے اچھا کہا قرآن میں
اچھا ہے وہ، جو آپؐ نے سمجھا دیا ہے پیار سے
اور آپؐ تو محبوب ہیں، سب سے بڑے رحمان کے
اور آپؐ تو ہیں دوست ہر انسان کے
اے رحمتہ للعالمیںؐ.....! اک عرض ہے.....

مدت سے ہم مشکل میں ہیں
اپنوں ہی کی نادانیوں میں بہہ چلے
اپنا ہے خوں اور خود جلانے لگ گئے
اس آگ میں سب کچھ مٹانے لگ گئے
ہے زندگی الجھی ہوئی اور موت بدہئیت بہت
جینا ہے کیا، مرنا ہے کیا، گڈمڈ ہوا
کتنی بہت سی گرد میں ہم اَٹ گئے
کتنی بہت سی اُلجھنوں میں پھنس گئے
کیسے سنبھالیں گھر کو ہم .....؟
کیسے نکھاریں زندگی؟
اے رحمتہ للعالمیں .....!
لِلّہ دعا فرمایئے، کیجیے دعا آقا کہ اب
بھٹکی ہوئی یہ زندگی
الجھے ہوئے فکر و عمل
بگڑے ہوئے یہ معاملے
سلجھائیں ہم
اک ایک کر کے سنوار لیں
اپنوں کو پھر سے سنبھال لیں
دکھ سکھ سبھی ہم بانٹ لیں

ہاتھوں میں دے کر ہاتھ سب
آگے بڑھیں مل جل کے سب
جو راہ سجھائی آپؐ نے
منزل بتائی آپؐ نے
اُسے جان لیں
اُسے مان لیں
دراصل ہست و نیست کا ہے حُسن کیا
آخر کو ہم پہچان لیں
عزت سے جینا ہو سکے!
عزت سے مرنا ہو سکے!

❖❖❖

نثار ترابی

عمر بھر رہتے مدینے کے مضافات میں ہم
جھومتے جاتے ہر اک لمحۂ اثبات میں ہم

جس کی گلیوں کی ہوا پیاس کو رم جھم کر دے
بھیگتے جاتے اُسی شہرِ کرامات میں ہم

یہ تو بس آپؐ کی رحمت کا ہے صدقہ ورنہ
زندہ رہ سکتے بھلا آج کے حالات میں ہم

اپنے دامانِ شفاعت میں چھپا لیں آقاؐ
گھر گئے چاروں طرف دامِ مکافات میں ہم

جو بھی چاہے وہی تقسیم کرے ہے ہم کو
مل گئے جیسے سبھی کو کسی خیرات میں ہم

آپؐ کے در کا سہارا جو نہ ملتا آقاؐ
تو پڑے رہتے کسی قریۂ ظلمات میں ہم

❖❖❖

نجف علی شاہ بخاری

ذکرِ نبیؐ کے ساتھ مقدر بدل گئے
کتنا کریم میرے محمدؐ کا نام ہے
ثابت ہوا ہے مسجدِ اقصیٰ میں یہ نجف
میرا رسولؐ سارے رسل کا امام ہے

❖❖❖

فنا سے میرا تعلق بقا سے نسبت ہے
میں خاک زادہ ہوں میری خدا سے نسبت ہے
بلالیؓ روح مرے جسم میں مچلتی ہے
میں خوش نصیب ہوں صلی علیٰ سے نسبت ہے

❖❖❖

نسیم سحر

کیا مجھ سے بھلا شانِ محمدؐ میں لکھا جائے!
اس نعت کو فیضانِ محمدؐ میں لکھا جائے

الفاظ برتنے کا سلیقہ مجھے کب ہے!
لکھنے کو بھی احسانِ محمدؐ میں لکھا جائے

کیا شانِ نبیؐ ہے کہ شہنشاہ بھی چاہیں
نام ان کا گدایانِ محمدؐ میں لکھا جائے

میزاب سے گرتا ہوا قطرہ یہی چاہے
سر چشمۂ بارانِ محمدؐ میں لکھا جائے

آگ اس کو جہنم کی جلا ہی نہیں سکتی
جو حلقہ بگوشانِ محمدؐ میں لکھا جائے

❖❖❖

نصیر ترابی

ورقِ جاں پہ کوئی نعت لکھا چاہیے ہے
نعت لکھنے کو صحیفوں کی نوا چاہیے ہے

ظرفِ دانائی کو تائیدِ شہِؐ لوح و قلم
حُسنِ گویائی کو توفیقِ ثنا چاہیے ہے

چشمِ آشفتہ کو اک حدِّ یقیں ہے درکار
دلِ بے راہ کو نقشِ کفِ پا چاہیے ہے

آنکھ نمناک ہو اور سانس پہ اِک اسم کی رو
زندہ رہنے کے لیے آب و ہوا چاہیے ہے

مژدہء غیب ہے اک خوابِ حضوری مجھ کو
اتنے اعزاز کے بعد اب مجھے کیا چاہیے ہے

اِس شب و روز کے آشوبِ مسافت میں نصیؔر
اپنی منزل کا مسافر کو پتا چاہیے ہے

❖❖❖

نعیم صدیقی

عالمِ خاک میں اک حشر اُٹھانے والے
موت کی نیند سے مُردوں کو جگانے والے

آدمی زاد، درندوں کی بھری دنیا میں
آب و گِل سے نیا انسان بنانے والے

گریۂ شبنمِ پُرسوز کے چھینٹے دے کر
ریگ زاروں سے گل و لالہ اُگانے والے

تُو نبوّت کے قصیدے کا مقدس مقطع
دیں کی تکمیل کا پیغام سنانے والے

ایک ہی سجدۂ تسلیم کی دے کر تعلیم
سینکڑوں سجدوں سے انساں کو بچانے والے

تُو نے آقاؤں کو احساسِ مروت بخشا
اے! غلاموں کو غلامی سے چھڑانے والے

پھر ترے ابرِ کرم کی ہے یہ دنیا پیاسی
راہ تکتے ہیں تری میرے زمانے والے

❖❖❖

نوراحمدناز

روبرو جب بھی مرے شہرِ مدینہ ہوگا
میرے ماتھے پہ عقیدت کا پسینہ ہوگا

جو بھی آ جائے ترے در پہ سوالی بن کر
اُس کی جھولی میں محبت کا خزینہ ہوگا

ڈوبتے ڈوبتے جو نامِ محمدؐ لے لے
آن کی آن میں پار اُس کا سفینہ ہوگا

دل میں جب گنبدِ خضرا کی تمنا جاگے
نوکِ مژگاں پہ ضیا بار نگینہ ہوگا

فکر میں ڈوب کے خوشبو کے قلم سے لکھنا
نعت گوئی کا یہی نازؔ قرینہ ہوگا

❖❖❖

نورمحمد جرال

ہجومِ عاشقاں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں
بڑا دل کش سماں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں

اِدھر ہے روضۂ جنت اُدھر ہے دل کشا جالی
زمیں بھی آسماں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں

کہیں محراب و منبر ہیں کہیں حنّانہ و صفّہ
ہر اک روشن نشاں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں

نصیبِ طائرانِ خلد قرباں اس کبوتر پر
کہ جس کا آشیاں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں

مرے آقاؐ کی رحمت اور ان کی شانِ محبوبی
ہر اک دل پر عیاں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں

صدا اللہ اکبر کی اُترتی ہے دل و جاں میں
عجب لطفِ اذاں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں

فدا ہے سایۂ طوبیٰ بھی اس گنبد کی نسبت پر
درِ شاہِ جہاں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں

دلِ حسرت زدہ کو نُورؔ، چھوڑ آیا ہوں طیبہ میں
بہت ہی شادماں ہے گنبدِ خضرا کے سائے میں

❖❖❖

نورین طلعت عروبہ

آپؐ کی مدح کی توفیق جو ارزانی ہو
لفظ قرطاس پہ آ جائے تو نورانی ہو

اُس کو دنیا سے غرض کیا ہے ملے یا نہ ملے
جس کو محشر میں شفاعت تری مل جانی ہو

میرے کپڑوں پہ مرے سر پہ مرے چہرے پر
خاکِ طیبہ، ترے انوار کی تابانی ہو

قدر و قیمت میں ستاروں سے بھی آگے ٹھہرے
اُنؐ کے در پر تری آنکھوں میں اگر پانی ہو

اُنؐ کے اوصافِ حمیدہ کے بیاں کی خاطر
مجھ کو وہ طرز میسر ہو جو لاثانی ہو

ایسا لمحہ کبھی اوقات کی ترتیب میں ہو
نورِ احمدؐ سے چمکتی مری پیشانی ہو

بارشِ نور میں ڈوبا ہو مدینے کا نگر
نعت کا لہجہ مرا روکشِ خاقانی ہو

❖❖❖

نوید حیدر ہاشمی

چیخ اٹھتا ہے یہی سوچ کے لاچار سفر
کرتے ہوں گے بھلا کیسے مرے سرکارؐ سفر

کتنا شفاف ہے، ہجرت کا ہو ، معراج کا ہو
ہے رسولوں کی طرح صاحبِ کردار سفر

میں نے بس اتنا کہا تھا کہ مدینے لے جا
کر دیا اُس نے مرے پاؤں میں بیدار سفر

جب بھی مکے سے مدینے کا خیال آتا ہے
میرے ہونٹوں سے ادا ہوتا ہے ہر بار سفر

اک جگہ رہ کے پہنچنا ہے مجھے تیرے حضور
جیسے کرتا ہے کوئی دل پسِ دیوار سفر

❖❖❖

وفا چشتی

چمن بدوش صبا سے مجھے نوازتے ہیں
حضورؐ فیضِ جُدا سے مجھے نوازتے ہیں

میں اپنے جرم و گناہ و خطا کو مانتا ہوں
وہؐ اپنے عفو و عطا سے مجھے نوازتے ہیں

نصابِ زندگی سے ماسوا کی نفی کے بعد
وہ لمحہ لمحہ بقا سے مجھے نوازتے ہیں

کبھی بسائطِ اثبات سے مرے سرکارؐ
کبھی نہایتِ لا سے مجھے نوازتے ہیں

غیابِ میم ، سرا پردۂ الف سے کبھی!!!
حضورؐ غُرفۂ ''حا'' سے مجھے نوازتے ہیں

اگر حریف اندھیرے گرفتِ جاں کر لیں
رسولؐ، نُورِ حرا سے مجھے نوازتے ہیں

عطا پہ جی ہو تو پھر ماورا حقائق کی
وہؐ خاص آب و ہوا سے مجھے نوازتے ہیں

جب آگہی کے اُجالے فریب دینے لگیں
وہؐ ارمغانِ ھُدیٰ سے مجھے نوازتے ہیں

مرے ولیٔ نعَم کے سبب وفا چشتی
حضورؐ جامِ صفا سے مجھے نوازتے ہیں

❖❖❖

ہارون الرشید

لبوں پہ اسمِ نبیؐ صبح و شام رہتا ہے
مرا خیال اُدھر ہی مدام رہتا ہے

ابھی میں موت کے بارے میں سوچتا بھی نہیں
ابھی تو روضے پہ میرا سلام رہتا ہے

بجا کہ آپؐ کے در سے ہو آئی اک دنیا
مگر یہ آپؐ کا باقی غلام رہتا ہے

یہ آسماں وہاں جھک کر طواف کرتا ہے
جہاں پہ آپؐ کا آقا قیام رہتا ہے

ابھی تو آپؐ کی دہلیز کو چھوا بھی نہیں
حضورؐ ابھی مرا قصہ تمام رہتا ہے

درِ رسولؐ کے جو کاسہ لیس ہوتے ہیں
ہمیشہ ان کا زمانے میں نام رہتا ہے

❖❖❖

یاسمین حمید

تُو نے جو شہر بسایا ہے مدینے والے
اُس کا افلاک میں چرچا ہے مدینے والے

جس سمندر میں اتر جاتے ہیں دریا چپ چاپ
تری رحمت کا وہ قطرہ ہے مدینے والے

رس بھرا پھول گھنا پیڑ مہکتا ہوا باغ
تری آغوش سے پھوٹا ہے مدینے والے

یہ جو صحرا ہے کہیں ختم نہ ہونے والا
ترے پھیلاؤ کا ذرہ ہے مدینے والے

ابر پاروں سے بھی اونچا یہ فلک بوس پہاڑ
ترے قامت سے تو چھوٹا ہے مدینے والے

یہ جو پُرہول خلا ہے مری آنکھوں سے اُدھر
تری بینائی کا حصہ ہے مدینے والے

غیب و ظاہر کے کناروں کو ملایا جس نے
تُو وہ معراج کا رستہ ہے مدینے والے

میں تو قرآں کو بھی سینے سے لگاتی ہوں کہ وہ
ترا چہرہ ہے سراپا ہے مدینے والے

❖❖❖

یعقوب تصور

گردشِ ارض و سما تاروں کی چال اُنؐ کے لیے
دو جہاں کا ذرہ ذرہ ہے فعال اُنؐ کے لیے

گلستان زیست میں آکر بہارِ خلد خود
برگ و گل کی کر رہی ہے دیکھ بھال اُنؐ کے لیے

جھاڑ دی ہیں زردیاں تن سے درختوں نے تمام
منظروں نے اوڑھ لی ہے سبز شال اُنؐ کے لیے

گل بچھے ہر سو کفِ پائے سبک کے واسطے
بلبلوں نے رکھ دیے کانٹوں پہ گال اُنؐ کے لیے

حدتیں صحرا کی سب ابرِ خنک نے ڈھانپ دیں
وجد میں رقصاں ہوئی بادِ شمال اُنؐ کے لیے

چاند کو ضو دی گلوں کو نکہت و رنگ و جمال
سب کے خالق نے سنوارے خدوخال اُنؐ کے لیے

❖❖❖

یوسف خالد

نبیؐ کے ذکر سے تابندہ زندگی کر لو
اِسی چراغ سے ہر گھر میں روشنی کر لو

کتابِ دل پہ کرو نقش نامِ صلِ علیٰ
انہی حروف سے تزئینِ شاعری کر لو

جو چاہو شوق سے لکھو نبیؐ کی مدحت میں
مگر خیال کو پابندِ عاجزی کر لو

درود بھیجو عقیدت سے شاہِ بطحا پر
اِسی طریق سے تکمیلِ بندگی کر لو

جہاں میں چاہو اگر خود کو پُرسکوں رکھنا
نبیؐ کے چاہنے والوں سے دوستی کر لو

❖❖❖